اهل بیت
کے بارے میں
شیعہ کا موقف

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ

ادارۃ دعوۃ الاسلام متوناتھ بھنجن یوپی

اہل بیت کے بارے میں شیعہ کا موقف

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ

ادارۃ دعوۃ الاسلام مئوناتھ بھنجن یوپی

نام کتاب : اہل بیت کے بارے میں شیعہ کا موقف

تالیف : علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید

طابع وناشر : ادارۃ دعوۃ الاسلام مئوناتھ بھنجن یوپی

سال اشاعت : اپریل ۲۰۱۳ء

تعداد اشاعت : ایک ہزار

صفحات : 128

ملنے کا پتہ

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email :faheembooks@gmail.com

القرآن پبلیکشنز سری نگر	مکتبہ دارالسلام سری نگر، مکتبہ مسلم سری نگر
اسلامک بک سروس سری نگر	مکتبہ المعارف ممبئی، عمری بک ڈپو ممبئی
ھدیٰ بک ڈسٹریبیوٹرس حیدرآباد	مکتبہ الاثر پرانی حویلی حیدرآباد
دکن ٹریڈرس مغل پورہ حیدرآباد	مکتبہ دارالسلام اننت ناگ کشمیر

فہرست مضامین

حرف ناشر

علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے۔ آپ ایک ماہر انشاء پرداز، صف اول کے خطیب، اعلیٰ درجہ کے مدرس، نڈر صحافی، معتبر عالم دین اور قائد تھے۔

آپ نے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے لیسانس اور عصری یونیورسٹیوں سے ایم اے اور ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کی تھی۔ جملہ اسلامی مضامین میں تو آپ کو درک حاصل ہی تھا لیکن ادیان وفرق کے موضوع پر آپ سند کا درجہ رکھتے تھے، مدینہ یونیورسٹی میں دوران تعلیم ہی آپ نے قادیانیت کے رد میں عربی اخبارات و جرائد میں مضامین لکھے تھے اور لیکچرز دیا تھا، اور آپ کے بعض لیکچرز میں آپ کے عرب اساتذہ نے بھی شریک ہو کر قادیانیت کے بارے میں واقفیت حاصل کی تھی، اس موضوع پر آپ کی کتاب القادیانیۃ مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔ بعد میں تمام فرق باطلہ کے رد میں کتابیں لکھیں جو اپنے موضوع پر مرجع کی حیثیت رکھتی ہیں۔

خود لکھتے ہیں:

''خاکسار نے تمام فرق باطلہ کے رد میں عربی زبان میں کتابیں لکھیں جسے اللہ تعالیٰ نے قبولیت عامہ کا مقام عطا فرمایا اور پوری دنیا میں ان کتابوں کو قبول عام کیا جو لاکھوں کی تعداد میں دنیا بھر کے مسلم دانشوروں کے ہاتھوں پہونچ چکی ہیں، جن کے ہر قابل ذکر زبان میں ترجمے ہو چکے ہیں، مراکش، مصر، سعودی عرب، کویت، متحدہ امارات اور عراق کی یونیورسٹیوں میں الفرق والملل کے شعبہ میں داخل نصاب ہیں۔''

آپ نے ان کتابوں میں جدید انداز تحقیق پیش کیا ہے اور کوئی بات بھی بلا سند اور بلا حوالہ درج نہیں کیا ہے اسی لئے اب تک آپ کے کسی حوالہ کو جھٹلایا نہیں جا سکا ہے اور آپ کی کتابیں یونیورسٹیوں میں ریفرنس کے طور پر استعمال ہو رہی ہیں۔''

ایک جگہ لکھتے ہیں:

''مجھے خوشی ہے کہ میری ایک کتاب کے جواب میں دنیا کے مختلف ملکوں میں پانچ کتابیں چھپی ہیں ان میں میرے انداز گفتگو، اسلوب بیانی، طرز اظہار، طریق استدلال پر تو متعدد اعتراضات کئے گئے ہیں، لیکن میرے کسی حوالے، مصدر اور مرجع کو جھٹلایا نہیں جا سکا، عالم اسلام کی بڑی بڑی تنظیموں نے میری کتابوں کو مبلغین کے لئے ضروری قرار دیا ہے اور میری کتابیں یونیورسٹیوں میں ریفرنس کے طور پر استعمال کی جاتی ہیں۔''

زیر نظر کتاب بھی فرق باطلہ میں سے ایک باطل، یہودی و مجوسی الفکر فرقہ ''شیعہ'' سے متعلق آپ کی

ایک چشم کشا تحریر کی تلخیص ہے۔

اس کتاب میں شیعہ کے اہل بیت کے بارے میں معتقدات کو بیان کیا گیا ہے، اور ان لوگوں کی آنکھوں سے پردہ اٹھانے کی کوشش کی گئی ہے جو خانوادۂ رسول کی محبت وعقیدت میں اس فرقہ سے متاثر ہیں اور اس سے متعلق لوگوں کو عقیدت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ کتاب میں اس حقیقت کو بھی آشکارا کیا گیا ہے کہ شیعہ بظاہر حضرت علیؓ سے گہری عقیدت ومحبت رکھنے والے ہیں لیکن بباطن وہ ان کے دشمن ہیں اور نہ صرف یہ کہ ان کی نافرمانی کرتے ہیں بلکہ ان کی توہین وتذلیل سے بھی نہیں چوکتے ہیں۔ اولاد علی میں تمام کو اہل بیت میں سے بھی شمار نہیں کرتے ہیں اور ہر اس شخص کو اہل بیت سے خارج سمجھتے ہیں جو ان کے بے بنیاد مسلک کی پیروی اور ان کی من چاہی باتوں پر چلنے سے انکار کرتا ہے۔ حضرت حسینؓ کی اولاد میں سے بہتوں کو جھوٹا، فاسق، فاجر، کافر اور مرتد گردانتے ہیں، اور اسی پر بس نہیں ہے بلکہ تمام اہل بیت کو ڈھکے چھپے الفاظ میں نہیں بلکہ واشگاف الفاظ میں طعن وتشنیع کا نشانہ بناتے ہیں۔

ان لوگوں نے اپنے ائمہ کی تعلیمات کو بھی پس پشت ڈال دیا ہے جنھیں نہ صرف یہ کہ معصوم سمجھتے ہیں بلکہ انھیں خدائی فیصلوں اور خدائی امور میں خدا کا شریک وساجھی سمجھتے ہیں۔

غرضیکہ مہدی وقائم اور قرآن کے بارے میں ان کے خود ساختہ عقائد کی طرح ان کا پورا مذہب ہی خود ساختہ ومن گھڑت ہے۔

بعض احباب کا تقاضہ تھا کہ کوئی ایسی مختصر کتاب طبع ہو جس میں صرف اہل بیت سے متعلق شیعہ کا عقیدہ وموقف بیان کیا گیا ہو، چنانچہ ان کے اصرار وخواہش کی تکمیل میں کتاب حاضر ہے۔

موضوع ومضمون کی مناسبت سے کتاب کا نام ''اہل بیت کے بارے میں شیعہ کا موقف'' ادارہ کا تجویز کردہ ہے جو اس تحریر کا لب لباب ہے۔

میں استاذ محترم مولانا عبداللطیف اثری حفظہ اللہ نائب ایڈیٹر مجلّہ افکار عالیہ واستاذ جامعہ عالیہ عربیہ، مئو کا بے حد شکر گذار ہوں جن کے ایماء وتعاون سے یہ کتاب منظر عام پر آرہی ہے۔

اللہ تعالیٰ موصوف کو اپنے حفظ وامان میں رکھے اور صحت وعافیت سے نوازے میں رکھے اسی طرح ادارہ کے وہ تمام ذمہ داران بھی شکریہ کے مستحق ہیں جن کی کاوشیں اس کتاب کو منظر عام پر لانے میں شامل ہیں۔

ابوریحان انصاری

اہل بیت کا مفہوم

اہل بیت دو لفظوں ''اہل'' اور ''بیت'' سے مرکب ہے۔ صاحبِ قاموس نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر لفظ ''اهــل'' کو کسی کام کی طرف منسوب کیا جائے اور کہا جائے ''اهــل الامــر'' تو اس کا معنیٰ ہوگا، ''کام کرنے والے'' ''اہل کار''، اسی طرح ''اهــل بیت'' کا معنیٰ ''گھر کے افراد'' یعنی ''اہل خانہ''۔ اور ''اهــل مذهب'' کا معنیٰ اس مذہب کے پیروکار، ہوگا، اگر ''اہل'' کی نسبت کسی مرد کی طرف کی جائے تو اس کا مطلب ''اس کی بیوی'' ہوگا، نبی ﷺ کی طرف اگر اس لفظ کو منسوب کیا جائے تو اس کا مطلب ہوگا، آپ ﷺ کی بیویاں، بیٹیاں، داماد حضرت علیؓ، ان کی بیویاں، اور وہ سب لوگ جو ان کی اولاد میں سے ہیں۔ کسی نبی کے ساتھ لفظ ''اہل'' لگایا جائے تو اس سے اس نبی کی امت مراد لی جائے گی۔(۱)

مشہور امام لغت زبیدی نے کہا ہے، ''اهل المذهب'' کا مطلب ہے ''اس دین کے پیرو اور اس کے ماننے والے''۔ ''اهــل الرجل''، ''اس کی بیوی۔'' اس میں اس کی اولاد بھی شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے: ''وَسَــارَ بِــاَهْلِهِ'' (۲) ''اور وہ (حضرت موسیٰ) ''اپنے اہل کو لے کر چلے''، یعنی اپنی بیوی کو لے کر چلے۔

''اهل النبی'' کا مطلب ہے، آپ ﷺ کی بیویاں، بیٹیاں، داماد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی بیویاں۔ ''اهله'' کا مطلب ہے ''اس شخص کی اولاد'' اس میں پوتے اور دوسری اولاد بھی شامل ہوتی ہے، یہی مفہوم اللہ کے اس ارشاد کا ہے:

﴿وَأْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾ (۳)

اور اس آیت میں بھی یہی مفہوم مراد ہے:

---

(۱) ''القاموس'' ص ۱۳۴۲ ج ۳ فصل الہمزۃ والباء، باب اللام مطبوعہ: البابی مصر ۱۹۵۲ء

(۲) سورۃ القصص: ۲۸/ ۲۹

(۳) سورۃ طٰہٰ: ۲۰/ ۱۳۲

﴿اِنَّما یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ﴾(۱)

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ عَلَیْکُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ اِنَّهٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ﴾(۲)

ہر نبی کے اہل اس کی امت اور اس کی ملت کے لوگ ہوتے ہیں، جو نسب، دین، پیشہ، گھرانہ یا ملک وشہر کے اعتبار سے باہم منسلک ہوں۔ کسی شخص کے اہل بیت وہ افراد ہوتے ہیں جو اس کے ساتھ ایک جگہ میں رہتے ہوں، پھر اس مفہوم میں وسعت پیدا ہوگئی، اور اس کا اطلاق ان سب پر ہونے لگا جو نسب یا مندرجہ بالا باتوں میں مشترک ہوں۔

امام زبیدی آگے چل کر لکھتے ہیں کہ آل اللہ اور آل الرسول سے مراد ہے، اللہ اور اس کے رسول کے دوست اور مددگار۔ حضور ﷺ کے دادا عبدالمطلب کا واقعۂ فیل کے وقت کہا ہوا یہ شعر بھی اسی معنیٰ میں ہے:

وانصر علی ال الصّلیب و عابدیه الیوم الك

یعنی ''اے اللہ! آج کے روز صلیب کے مددگاروں اور اس کی عبادت کرنے والوں کے خلاف اپنی آل یعنی اپنے مددگاروں کی نصرت فرما۔''(۳)

ابن منظور افریقی نے لکھا ہے: ''اهل المذهب'' کا مطلب ہے ''اس دین کے پیرو'' اور ''اهل الامر'' کا مطلب ہے ''ذمہ دار افراد''۔ اہل بیت النبی ﷺ سے مراد آپ ﷺ کی بیویاں، بیٹیاں، داماد حضرت علیؓ ہیں۔ ہر نبی کے اہل اس کی امت ہوتی ہے۔ ''اهل الرجل'' کا مطلب ہے ''اس آدمی کی بیوی''۔ کہا جاتا ہے: اهل یاهل اهلا و اهولا'' یعنی ''شادی کرنا''۔ اسی طرح کسی کے شادی کرنے پر کہا جاتا ہے: ''اهل فلان امرأة''. ''تاهل'' کا معنیٰ شادی کرنا۔ دعائیہ کلمہ بھی اس باب میں بولا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے: ''آهلك اللّٰهُ فی الجنة ایهالا''۔ یعنی ''اللہ تجھے جنت میں داخل کرے اور جنت میں تیری شادی

(۱) سورہ الاحزاب: ۳۳/۳۳

(۲) سورہ ھود: ۱۱/۷۳

(۳) تاج العروس للزبیدی

کرے۔" ایک حدیث میں ہے:

" انَّ النَّبی ﷺ اعطی الأھل حظین و العزب حظا. "

"اھل" وہ آدمی، جس کی بیوی ہو۔ اور "عزب" وہ جس کی بیوی نہ ہو۔ "آل اللّٰہ و رسولہ" کا مطلب "اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دوست۔" لفظ "آل" دراصل "اھل" تھا۔ ھاء کو ہمزہ سے بدل دیا تو أاھل بن گیا۔ دو ہمزے جمع ہو گئے۔ دوسرے ہمزہ کو الف سے بدل دیا تو آل بن گیا۔ (۱)

جوہری نے کہا ہے کہ "اھل فلان" کا مطلب ہے۔ "فلاں آدمی نے شادی کی"... ابوزید کہتا ہے کہ "اھلک اللّٰہ فی الجنۃ" کا مطلب یہ ہے کہ "اللہ تمہیں جنت میں داخل کرے اور وہاں تمہاری شادی کرے۔ (۲)

زمخشری اپنی کتاب "اساس البلاغۃ" میں لکھتا ہے: تأھل" کا معنیٰ ہے، "اس آدمی نے شادی کی" اور "اھلک اللّٰہ فی الجنۃ" کا معنیٰ زمخشری نے بھی وہی بیان کیا ہے جو اوپر گزر چکا ہے۔ (۳)

خلیل نے بھی یہی کہا ہے کہ: "اھل الرجل" کا معنیٰ "اس آدمی کی بیوی" اور "تاھل" کا معنیٰ "شادی کرنا"۔ اسی طرح "اھل بیت"، "گھر کے رہنے والے افراد" اور "اھلِ اسلام" کا معنیٰ "دین اسلام کے ماننے والے" ہے۔ (۴)

امام راغب اصفہانی کہتے ہیں: کسی آدمی کے اہل وہ جملہ افراد ہوتے ہیں جو نسب، دین، پیشہ یا گھرانے کے اعتبار سے ایک ہوں، یا ایک ہی شہر کے رہنے والے ہوں، دراصل آدمی کے اہل وہ افراد ہوتے ہیں جو ایک ہی جگہ رہتے ہوں لیکن پھر یہ لفظ ایک نسب سے متعلق سب افراد پر بولا جانے لگا۔

---

(۱) لسان العرب۔ ابن المنظور افریقی، صفحہ ۲۸-۳۰ جلد ۱۱ مطبوعہ: دار صادر بیروت
(۲) الصحاح للجوہری ج ۴ ص ۱۶۲۹
(۳) اساس البلاغۃ ص ۱۱ مطبوعہ مصر ۱۹۵۳ء
(۴) "مقاییس اللغۃ" ابوالحسن احمد بن فارس زکریا ج ۱ ص ۱۵۰ مطبوعہ بیروت

نبی کریم ﷺ کے پورے خاندان کے بارے میں مطلقاً یہ لفظ بولا جاتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیتِ مبارکہ میں اہل البیت کا لفظ استعمال کیا ہے:

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ.﴾(۱)

اس کے بعد امام راغب کہتے ہیں کہ: "اهل الرجل" کا مطلب "فلاں آدمی کی بیوی" اور "اهل الاسلام" سے تمام مسلمان مراد ہیں۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: "تاهل" کا معنیٰ "شادی کرنا" اور اسی سے یہ دعاء بھی دی جاتی ہے۔ "اهلک الله فی الجنة." یعنی "اللہ تمہاری جنت میں شادی کرے۔"(۲)

لفظ آل کے ضمن میں کہتے ہیں: الآل اَهْلٌ سے بنا ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں، اس لفظ کو وہاں استعمال کیا جاتا ہے جہاں کوئی چیز کسی انسان کی ذات کے ساتھ خاص ہو یا کسی شخص کے قریبی عزیز داروں یا اس کے پیروکاروں پر بولا جاتا ہے، جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَاٰلَ اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرَانَ.﴾(۳)

ایک جگہ ارشاد ہے:

﴿اَدْخِلُوْا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ﴾(۴)

یہ بھی کہا گیا ہے: "آل النبی" ﷺ سے مراد آپ ﷺ کے عزیز و اقارب ہیں۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں، جنھوں نے براہِ راست آپ ﷺ سے علم حاصل کیا ہے، اس لئے کہ اہل دین دو طرح کے لوگ ہیں، ایک وہ جن کا علم و یقین پختہ اور عمل صحیح ہے، اور ایسے لوگوں کو نبی ﷺ کی آل اور امت کہا جاتا ہے، دوسرے وہ جو سن سنا کر یقین لائے اور ان کو امتِ محمد ﷺ کہا جاتا ہے، آل نہیں کہا جاتا، تو ہر آل کو امت کہا جا سکتا ہے، لیکن ہر امت آل نہیں ہو سکتی۔

کہتے ہیں جناب جعفر صادقؒ سے کہا گیا کہ لوگ کہتے ہیں، سب کے سب مسلمان نبی ﷺ کی آل ہیں۔ تو انھوں نے کہا کہ یہ جھوٹ بھی ہے اور سچ بھی۔ ان سے اس کی وضاحت

---

(۱) سورہ الاحزاب: ۳۳/۳۳
(۲) المفردات فی غرائب القرآن ص ۲۸ مطبوعہ کراچی، پاکستان۔
(۳) سورہ آل عمران: ۳/۳۳
(۴) سورہ المومن ۴۰/۴۶

پوچھی گئی تو آپ نے کہا کہ یہ بات جھوٹ کہتے ہیں کہ پوری کی پوری امت آپ ﷺ کی آل ہے۔ اور یہ اس وقت سچ بھی ہے جب وہ شریعت کے شرائط واحکامات پورے کریں۔(۱)

معاصر شیعہ مصنّف محمد جواد مغنیہ کہتا ہے: لغت میں اھل البیت، گھر کے رہنے والوں کو کہا جاتا ہے، اور کسی آدمی کی آل، اس کے اہل ہی کو کہا جاتا ہے۔ البتہ آل کا لفظ کسی صاحب حیثیت آدمی کی اولاد پر بولا جاتا ہے۔ قرآنِ پاک کی دو آیات میں اھل البیت کا لفظ آیا ہے۔ سورۂ ہود کی آیت ۷۳، جس میں ارشاد ہے:

﴿رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ.﴾

اور دوسری جگہ سورۂ احزاب کی آیت ۳۳ میں، جہاں فرمایا:

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْراً.﴾

تمام مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ پہلی آیت میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے اہلِ بیت اور دوسری آیت میں حضرت محمد بن عبداللہ (ﷺ) کے اہل بیت مراد ہیں۔ چونکہ قرآن نے اس لفظ کو حضور ﷺ کے اہل بیت کے لئے استعمال کیا ہے، اس لئے مسلمان بھی آلِ بیت اور اہل بیت کا لفظ صرف محمد ﷺ کے اہل بیت کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اور اب یہ لفظ اتنا معروف ہو چکا ہے کہ گویا حضور ﷺ کے اہل خانہ کا نام بن گیا ہے۔ اگر کوئی خاص قرینہ نہ ہو تو اہل بیت کے لفظ سے حضور ﷺ ہی کے اہل بیت سمجھے جاتے ہیں۔ جیسے کہ مدینہ (جس کے معنیٰ شہر کے ہیں، اتنا معروف ہو چکا ہے کہ جب بھی بولا جاتا ہے، اس سے حضور ﷺ کا وہ شہر "مدینہ" ہی سمجھا جاتا ہے۔) جس کا پرانا نام یثرب ہے۔

نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہراتؓ کی تعداد کے بارے میں مسلمانوں کا اختلاف ہے۔ بعض ان کی تعداد اٹھارہ بتاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی بیویوں کی تعداد گیارہ ہے۔ بہرصورت نبی کریم ﷺ نے سینتیس برس بیویوں کے ساتھ گزارے۔ ان سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بیٹے اور بیٹیاں بھی دیں۔ لیکن سب، آپ ﷺ کی بیٹی حضرت

---

(۱) المفردات للراغب اصفہانی ص ۲۹-۱۳۰

فاطمہؓ کے سوا، آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ ہی میں انتقال کر گئے۔ تمام مسلمانوں کے درمیان اس بات پر اتفاق ہے کہ علیؓ بن ابی طالب، فاطمہؓ، حسنؓ اور حسینؓ اصل آلِ بیت ہیں۔ (۱)

ان تمام حوالہ جات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اهل البيت اصل میں صرف بیویوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ پھر تجاوزاً اس لفظ کو اولاد اور عزیز و اقارب کے لئے بھی استعمال کیا جانے لگا۔ قرآنِ پاک سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے قصہ میں، جب اللہ کے فرشتے آپ علیہ السلام کے پاس بیٹے کی بشارت لے کر آئے، یہ لفظ آیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ. قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ. قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.﴾ (۲)

''ابراہیمؑ کی بیوی کھڑی تھی، ہنس پڑی اور ہم نے اسے اسحاقؑ کی خوشخبری دی اور اسحاقؑ کے بعد یعقوبؑ کی۔ وہ ہائے ہائے کرنے لگی کہ میں جنوں گی؟ حالاں کہ میں بانجھ ہوں اور یہ میرا خاوند بوڑھا ہے، یہ بیشک عجیب امر ہے۔ فرشتوں نے کہا، تُو خدا کی قدرت سے تعجب کرتی ہے؟ اے ابراہیمؑ کے گھر والو، تم پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں، بے شک وہ تعریفوں والا اور بزرگی والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس لفظ کو اپنے فرشتوں کی زبان سے خاص حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زوجہ مطہرہ کے لئے استعمال فرمایا ہے۔

شیعہ علماء و مفسّرین نے بھی اس بات کا اقرار کیا ہے۔ طبری (۳) نے ''مجمع البیان'' (۴) اور

(۱) ''الشیعہ فی المیزان''، ص ۴۳۷ مطبوعہ دار الشروط، بیروت

(۲) سورۂ ہود آیت ۷۱-۷۳

(۳) طبرسی کا نام ابوعلی الفضل بن الحسن الطبرسی ہے۔ اس کا شمار چھٹی صدی کے فاضل ترین شیعہ علماء میں کیا جاتا ہے۔ اس کی تفسیر پانچ جلدوں اور دس پاروں میں موجود ہے۔

(۴) جلد ۳ ص ۱۸۰، طبع بیروت، احیاء التراث العربی۔

کاشانی نے ''منہج الصادقین'' (۱) میں، اگر چہ اس کی انتہائی غلط و بے بنیاد تاویل کی ہے، تاہم اس بات کو تسلیم کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ محکم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں بھی اسی طرح فرمایا ہے۔ ارشاد ہے:

﴿ فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ آنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَاراً قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا﴾ (۲)

''تو جب موسیٰ نے مدّت پوری کر لی اور اپنی بیوی کو لے کر چل پڑے، موسیٰ نے طور کی جانب آگ محسوس کی۔ اپنی بیوی سے کہنے لگے، ٹھہرو میں نے آگ محسوس کی ہے۔''

اس آیت میں ''لاهْلِهٖ'' سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زوجہ مراد ہیں۔

اس مقام پر تمام شیعہ مفسّرین متفق ہیں کہ ''اهـــل'' سے مراد آپؑ کی بیوی ہیں۔ اس لئے کہ اس وقت آپؑ کی بیوی کے سوا کوئی دوسرا آپؑ کے ساتھ نہیں تھا۔

طبرسی ''اهل موسیٰ'' کی تفسیر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ''سورہ نمل میں اللہ کے اس ارشاد: ''وَاِذْ قَالَ مُوْسىٰ لِاَهْلِهٖ'' سے مراد آپؑ کی بیوی ہیں، جو حضرت شعیبؑ کی بیٹی تھیں۔'' (۳)

''وَسَارَ بِاَهْلِهٖ'' کی تفسیر میں بھی کہتا ہے کہ ''اهل کا مطلب آپؑ کی بیوی ہیں۔'' (۴)

قمی (۵) نے بھی اپنی تفسیر (۶) میں یہی کہا ہے۔

عروسی حویزی اپنی تفسیر ''نور الثقلین'' میں اور کاشانی تفسیر ''منہج الصادقین'' میں یہی کہتے ہیں۔ ان کے علاوہ دوسرے شیعہ مفسّرین نے یہی بیان کیا ہے۔

---

(۱) ج ۴ ص ۲۹۳۔ تہران

(۲) سورۃ القصص: ۲۹

(۳) تفسیر مجمع البیان ج ۴ ص ۲۱۱، سورۃ نمل

(۴) ج ۴ ص ۲۵۰ سورۃ القصص

(۵) قمی کا پورا نام ابوالحسن علی بن ابراہیم القمی ہے۔ تیسری صدی ہجری کے شیعہ علماء میں ممتاز سمجھا جاتا ہے، ابتدائی شیعہ مفسرین کا امام ہے۔

(۶) ج ۲ ص ۱۳۹ مطبوعہ نجف ۱۳۸۶ھ۔

قرآنِ پاک میں سورۂ احزاب کی آیت ۳۳ میں بھی اھل البیت کا لفظ آیا ہے:

﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا.﴾

یہاں بھی یہ لفظ خاص طور پر قصہٴ ازواجِ مطہراتؓ کے سیاق میں ارشاد ہوا ہے۔ "وَلاَ تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی.... الآیۃ" "اور جاہلیتِ اولیٰ کی طرح برہنہ نہ پھرنا۔" (۱)

جو بھی ان آیات کو پڑھے، وہ بنظرِ اول ہی یہ بات پوری طرح جان سکتا ہے کہ یہ لفظ خاص نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہراتؓ ہی کے بارے میں استعمال کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ ابتداء آیت میں بھی اور سابقہ آیات میں بھی مخاطب صرف نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہراتؓ ہی ہیں۔ دوسری ملحقہ آیات میں بھی آپ ﷺ کی ازواجِ مطہراتؓ ہی کا ذکر ہے۔

چنانچہ ابن ابی حاتم اور ابن عساکر عکرمہؓ کی روایت سے، اور ابن مردویہ سعیدؒ بن جبیر کی روایت سے حضرت عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہراتؓ ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔" (۲)

شوکانی اپنی تفسیر میں کہتے ہیں: ابن عباسؓ، عکرمہؓ عطاء کلبی، مقاتل، اور سعیدؒ بن جبیر نے کہا ہے کہ اس آیت میں مذکور اہل بیت سے نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہراتؓ ہی مراد ہیں۔ اس کے بعد کہا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد "وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلیٰ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ" سے معلوم ہوتا ہے کہ "البیت" سے نبی کریم ﷺ کا گھر، اور آپ ﷺ کی ازواجِ مطہراتؓ کے رہنے کی جگہ مراد ہے۔ اور سیاقِ آیت "یٰاَیُّھَاالنَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ" سے لے کر آخر آیت "وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلیٰ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰہِ وَالْحِکْمَۃِ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ لَطِیْفاً خَبِیْراً." تک ازواجِ مطہراتؓ ہی کا ذکر چل رہا ہے۔

حدیث میں بھی یہ لفظ آیا ہے، حدیث میں مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمرے میں داخل ہوئے اور فرمایا: "السّلام علیکم اھل البیت ورحمۃ اللّٰہ" حضرت عائشہؓ نے جواب میں فرمایا "وعلیک السّلام ورحمۃ اللّٰہ و برکاتہٗ." (۳)

(۱) سورۂ احزاب: ۳۳

(۲) دیکھئے، دائرہ معارف اسلامیہ۔ مستشرق A.S.THRITION کا اردو مقالہ ج ۳ ص ۵۷۶ لاہور پاکستان۔

(۳) صحیح بخاری۔ کتاب التفسیر

بیت النبی کا مطلب ہے، حضور ﷺ کا وہ گھر جہاں آپ ﷺ اپنی بیویوں کے ساتھ رہتے تھے۔

حاصل کلام یہ کہ اہل بیت النبی سے اصلی اور حقیقی طور پر آپ ﷺ کی بیویاں مراد ہیں لیکن وسیع تر مفہوم کے اعتبار سے آپ ﷺ کی اولاد، آپ ﷺ کے چچا اور ان کے بیٹے بھی شامل ہیں، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہؓ، حسنینؓ اور حضرت علیؓ کو اپنی چادر میں لے کر فرمایا: ''یا اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔'' تاکہ وہ اللہ کے اس ارشاد میں شامل ہو جائیں: ''اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ.'' اسی طرح آپ ﷺ نے اپنے چچا عباسؓ کو بھی اس آیت میں شامل کرنے کے لئے اپنی چادر میں لیا۔

شیعہ کے نزدیک اہل بیت کون ہیں

جہاں تک شیعہ حضرات کا تعلق ہے وہ اس کے برعکس چلتے ہیں۔ اور اہل بیت النبی ﷺ کو صرف ان چاروں علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ اور حسینؓ تک محدود سمجھتے ہیں، اور ان کے علاوہ کسی کو اہل بیت نہیں سمجھتے۔ (۱) ایک اور دلچسپ نکتہ یہ ہے کہ حسنینؓ کو چھوڑ کر حضرت علیؓ کی باقی ساری اولاد کو اہل بیت سے خارج سمجھتے ہیں، ان کے نزدیک حضرت علیؓ کی اولاد، محمد بن حنفیہ، ابوبکر، عمر، عثمان، عباس، جعفر، عبداللہ، عبیداللہ، یحییٰ وغیرہ، بارہ بیٹے اور اٹھارہ یا انیس بیٹیاں (باختلافِ روایات) سب اہل بیت سے خارج ہیں، شیعہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی اہلبیت سے نکال دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ آپ ﷺ کی بیٹیوں، زینبؓ، امِ کلثومؓ اور ان کی اولاد کو اہل بیت میں سے نہیں سمجھتے، یہ لطیفہ بھی خوب ہے۔ ایسا ہی وہ حضرت علیؓ کے بیٹے حسنؓ کے ساتھ بھی کرتے ہیں اور ان کی اولاد کو بھی اہل بیت میں داخل نہیں سمجھتے۔ اسی پر بس نہیں، اس سے زیادہ دلچسپ بات یہ ہے کہ حضرت حسینؓ کی ہر اس اولاد کو اہل بیت سے خارج کر دیتے ہیں جو

---

(۱) نہ جانے حضرت علیؓ کی تخصیص، آپ ﷺ کے دوسرے دامادوں۔ حضرت عثمان ذی النورینؓ، جن کے نکاح میں یکے بعد دیگرے نبی ﷺ کی دو بیٹیاں آئیں اور ابوالعاصؓ بن ربیع، جو حضرت زینبؓ کے شوہر اور امامہ کے والد ہیں۔ کو چھوڑ کر کیسے کر لی گئی؟ اگر یہ تخصیص اس وجہ سے ہے کہ آپؓ نبی ﷺ کے چچازاد بھائی تھے تو کیا حضرت علیؓ اکیلے تھے، جعفرؓ اور عقیلؓ آپ ﷺ کے چچازاد بھائی نہیں تھے؟ اس کے علاوہ آپ ﷺ کے سگے چچا حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب، ان کے بیٹے اور دوسری اولاد بھی تو ہے۔ اس کا کوئی جواب؟

ان کے بے بنیاد مسلک کی پیروی، اوران کی من چاہی باتوں پر چلنے سے انکار کرتا ہے۔

حضرت حسینؓ کی اولاد میں سے بہت سوں پر انھوں نے جھوٹا، فاسق وفاجر اور کافر ومرتد ہونے کے فتوے لگائے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائیوں، پھوپھیوں اور ان کی اولاد کو گالیاں دیں اور کافر تک کہا ہے۔ حتیٰ کہ حضرت علیؓ کو چھوڑ کر ابوطالب کی دوسری اولاد کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا ہے۔

یہ بات بھی لائق ذکر ہے کہ شیعہ حضرات، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ آپ ﷺ کے تین بیٹوں، آپ ﷺ کی ازواجِ مطہراتؓ اوران کی اولاد کو بھی اہل بیت میں شامل نہیں سمجھتے۔ ہم نہیں سمجھ پائے کہ یہ کیسی تقسیم ہے اور کیونکر یہ تقسیم کی گئی ہے۔ کس بنیاد پر وہ ایسا کہتے ہیں؟

زیادہ ٹھیک اور واضح لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ شیعہ حضرات کے ہاں اہلِ بیت کا تصور حضرت فاطمہؓ کی آدھی شخصیت، حضرت علیؓ کی آدھی شخصیت، حضرت حسنؓ کی آدھی شخصیت، حسینؓ سے لے کر حسن عسکری تک نو اماموں اور دسویں خیالی وموہوم امام، جو نہ پیدا ہوا ہے اور نہ آئندہ کبھی ہوگا سے قائم ہے۔

یہ مفہوم ہے شیعہ کے نزدیک اہل بیت کا۔

لفظ شیعہ کا مفہوم

لفظ ''شیعہ'' کے بارے میں مشہور زبان داں زبیدی کہتا ہے: ''ہر وہ گروہ جو کسی ایک چیز پر متفق ہوجائے، اسے شیعہ کہا جائے گا۔ جو بھی کسی دوسرے آدمی کی مدد کرے یا اس کے گروہ میں شامل ہوجائے، اسے کہا جائے گا۔ ''شیعة لہ'' ۔شیعہ مشایعۃ سے ماخوذ ہے، جس کے معنیٰ اطاعت گزاری اور اتباع کرنے کے ہیں۔''(۱)

مشہور عربی زبان داں ابنِ منظور افریقی لکھتا ہے: ''شیعہ لوگوں کے اس گروہ کو کہا جاتا ہے، جو کسی ایک چیز پر اتفاق رکھتے ہوں۔ لیکن اب زیادہ تر ان کے بارے میں بولا جانے لگا ہے جو علیؓ اور ان کے اہل بیت کے پیروکار ہیں۔''(۲)

---

(۱) تاج العروس ج۵ ص۴۰۵ (۲) لسان العرب ج۸ ص۱۸۸

مشہور شیعہ امام، نوبختی (۱) ''فرق الشیعۃ'' میں لکھتا ہے: ''شیعہ، علیؓ بن ابی طالب کی جماعت کے لوگوں کو کہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں اسے شیعۃ علی کہا جاتا تھا۔ اس کے بعد صرف شیعہ کہا جانے لگا۔ یہ حضرت علیؓ کی امامت کے قائل ہیں۔ شیعہ تین فرقوں میں بٹ گئے ہیں۔ ایک فرقہ کہتا ہے: ''رسول اللہ ﷺ کے بعد علیؓ امام ہیں، ان کی اطاعت فرض ہے۔ اور ان کے بعد بھی امامت کا سلسلہ جاری ہے۔'' ایک فرقہ کہتا ہے کہ: ''علیؓ رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ قریب اور حقدار تھے۔'' دونوں فرقے ابوبکرؓ اور عمرؓ کی امامت کو صحیح قرار دیتے ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ علیؓ نے خود اقتدار ان کے سپرد کیا تھا اور اس بات پر خوش تھے۔ اور علیؓ نے مجبور ہو کر نہیں، بلکہ خوش دلی سے دونوں کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔'' (۲)

مشہور شیعہ مصنف محسن امین اپنی کتاب میں ازہری سے نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''شیعہ اس گروہ کا نام ہے جو نبی ﷺ کے خاندان کو بہت عزیز رکھتا اور ان کی پیروی کرتا ہے۔'' (۳)

اس کے بعد تاج الدین الحسینی کی عبارت نقل کرتا ہے کہ: ''شیعۃ الرجل'' کسی آدمی کے پیروکاروں اور معاونین کو کہا جاتا ہے، عربی میں کہا جاتا ہے شایعہ، اس کا معنیٰ ہے: اس نے اس کی پیروی کی، اور مشایع کا مطلب ہے، پیروی کرنے والا، اور دراصل شیعہ اپنے اماموں کے معاونین و متبعین تھے، انھیں شیعہ کے نام سے اسی لئے پکارا جاتا ہے کہ جب خلافت بنو ہاشم سے بنوامیہ کے پاس چلی گئی اور حسن بن علیؓ سے معاویہ بن صخر نے اقتدار لے لیا اور یکے بعد دیگرے بنوامیہ میں سے خلیفہ بنتے چلے گئے۔ اس وقت مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد، جن میں مہاجر بھی تھے اور انصار بھی، بنوامیہ سے بددل ہو کر بنوہاشم کو پسند کرنے لگی۔ اس وقت علیؓ

---

(۱) نوبختی کا نام ابومحمد حسن بن موسیٰ نوبختی ہے۔ تیسری صدی ہجری میں پیدا ہونے والے شیعہ کے بڑے اور معتمد علماء میں اس کا [illegible]ر ہوتا ہے۔

(۲) ''فرق الشیعۃ'' ابومحمد حسن بن موسیٰ نوبختی ص ۳۹ تا ۴۲، مطبع الحیدریہ ۱۹۵۹م

(۳) ''اعیان الشیعۃ'' ج ۱ ص ۱۱ البحث اول طبع: بیروت ۱۹۶۰ء

اور عباسؓ کی اولاد موجود تھی یہ ان سے جا ملے۔ یہ لوگ سمجھتے تھے کہ بنو ہاشم بنوامیہ سے خلافت کے زیادہ حق دار ہیں۔ انھوں نے بنو ہاشم کی مدد کی اور ان کا ساتھ دیا۔ ان کے معاونین و متبعین بنے۔ اسی وجہ سے انھیں شیعہ آل محمد ﷺ کہا جانے لگا۔ اس وقت تک بنوعلی اور بنو عباس کے درمیان فکر و مذہب کا کوئی اختلاف نہیں تھا۔ جب بنوعباس کا دورِ حکومت آیا اور عباسی درندوں نے بنوامیہ سے اقتدار چھین لیا تو شیطان نے ان میں پھوٹ ڈال دی اور بنو عباس اولادِ علی پر ظلم و ستم کرنے لگے۔ اس وقت ایک گروہ ایسا پیدا ہو گیا جو بنوعباس کی حرکتوں کو سخت ناپسند کرتا تھا اور اولادِ علی کو پسندیدگی کی نظروں سے دیکھتا تھا۔ یہ لوگ اولادِ علی کو خلافت کے زیادہ اہل اور حقدار سمجھتے تھے۔ اس وقت سے اس کا نام شیعہ ہو گیا۔ یہ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ علیؓ کی اولاد میں امامیہ کی امامت کا سلسلہ قائم مہدی محمد بن حسن تک برقرار ہے۔ یہ اپنے پہلوں کی طرح علی اور عباس کی اولاد کے پیروکار نہیں۔''(۱)

ایک دوسرا معاصر شیعہ کہتا ہے: ''شیعہ اپنے اصلی اور لغوی معنیٰ کے اعتبار سے کسی آدمی کے متبعین اور معاونین کو کہا جاتا ہے، لیکن زیادہ تر یہ لفظ علیؓ اور ان کے اہلِ بیت کے پیروکار حضرات پر بولا جاتا ہے۔''(۲)

مشہور مصنّف مغنیہ کہتا ہے: ''شیعہ وہ ہیں جو علیؓ سے، ان کے متبعین سے، ان سے محبت کرنے والوں اور ان کے ماننے والوں سے محبت کریں۔''(۳)

شیعہ مصنّف محمد حسین آل کاشف الغطاء لکھتا ہے: ''یہ لفظ (یعنی شیعہ) علیؓ اور اولادِ علیؓ کے متبعین پر، اور ان کے ماننے والوں پر اس کثرت سے بولا جانے لگا کہ ان کا نام بن گیا۔''(۴)

---

(۱) ''اعیان الشیعۃ'' ص ۱۳، ۱۴، کتاب ''غایۃ الاختصار فی اخبار البیوتات العلمیۃ المحفوظۃ من الغبار'' سے منقول۔

(۲) سید امیر محمد کاظمی کی کتاب ''الشیعۃ فی عقائدہم واحکامہم'' ص ۱۶ طبع بیروت۔ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ آل بیت النبی ﷺ کے ماننے والے نہیں، بلکہ نبی ﷺ کو چھوڑ کر علیؓ کی پیروی کرنے والے ہیں۔ فرق نمایاں ہے!!

(۳) ''الشیعۃ فی المیزان'' ص ۱۷، ۱۸۔

(۴) ''اصل الشیعۃ واصولہا'' مطبوعہ بیروت۔ ۱۹۶۰ء

ائمہ کے بارے میں شیعہ کے معتقدات

یہ گروہ متبعینِ علیؓ اور اولادِ علیؓ کی مدح وتعریف میں مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہوئے تمام حدوں سے گزر گیا، اس پر انھوں نے اپنے دین ومذہب کی بنیاد رکھی اور یہی ان کا مستقل دین ہوگیا۔ ایک ایسا دین، جو اس دین سے یکسر بے تعلق اور الگ ہے، جو سچے محمد ﷺ لے کر آئے تھے۔ احادیث وضع کرلیا اور کہنے لگے: ''دین صرف علیؓ کے پیروکاروں ان کی اولاد اور ان سے محبت کرنے والوں کا ہے۔'' جتلاتے پھرتے ہیں کہ ہمیں ان سے بڑا تعلق اور محبت ہے۔ ان کے لئے بڑا احترام کرتے اور ان کے فرمانبردار ہیں۔ ان کی طرف جھوٹی نسبتیں کرتے ہیں۔ اپنی کتاب ''کافی''(۱) میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں:

''برید بن معاویہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں منیٰ میں فسطاط کے مقام پر ابوجعفر علیہ السلام کے پاس موجود تھا، انھوں نے کٹی ہوئی ٹانگوں والے زیاد الاسود کو دیکھا۔ اس پر ترس آیا تو اس سے پوچھا، ''تمہاری ٹانگوں کو کیا ہوا؟'' اس نے جواب دیا: ''میں اپنے اونٹ سے گر پڑا تھا۔'' تو حضرت ابوجعفر نے اس سے ہمدردی کا اظہار کیا۔ اسی دوران زیاد نے کہا کہ ''مجھے خیال گزرتا ہے کہ میں تباہ وبرباد ہوچکا ہوں لیکن جب میں سوچتا ہوں کہ مجھے آپ سے محبت ہے تو میری ندامت ختم ہوجاتی ہے۔'' تو ابوجعفر علیہ السلام نے کہا: ''دین محبت ہی کا نام ہے۔ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ: میں نماز نہیں پڑھتا لیکن نمازیوں سے محبت کرتا ہوں۔ خود روزہ نہیں رکھتا لیکن روزہ داروں سے محبت کرتا ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے، اور تجھے اپنے کئے کا بدلہ ملے گا۔'' اس کے بعد (ابوجعفر نے) کہا: ''تم کیا چاہتے ہو، اگر آسمان سے کوئی مصیبت نازل ہو تو ہر قوم اپنی اپنی پناہ گاہوں کی جانب لپکے گی اور ہم اپنے نبی ﷺ کے ہاں پناہ لیں

---

(۱) کلینی کی کتاب کافی۔ شیعہ کی اہم ترین حدیث کی کتاب ہے۔ ان کی صحاح اربعہ میں شمار کی جاتی ہے۔ شیعہ کے نزدیک یہ کتاب اسی پائے کی ہے، جو اہل سنت کے نزدیک صحیح بخاری کا درجہ ہے۔

گے اور تم ہمارے ہاں پناہ لو گے۔"(۱)

اسی طرح کی ایک روایت شیعہ کی مشہور کتاب "الاصول من الکافی" میں نقل کی گئی ہے: "شیعہ کے پانچویں امام حضرت جعفر نے کہا: ہماری محبت ایمان ہے اور ہم سے بغض کفر ہے۔"(۲)

ایک اور روایت میں ہے: "جو بھی ہم سے محبت کرے اور ہماری پیروی کرے، اللہ اس کا دل پاک کر دیتا ہے۔ اور اللہ اس وقت تک کسی آدمی کا دل پاک نہیں کرتا، جب تک کہ وہ ہمارا فرمانبردار نہ بن جائے اور تابع نہ ہو جائے۔ اگر اس نے ہماری اطاعت قبول کر لی تو اللہ اسے سخت حساب سے بچا لے گا اور سخت ڈر والے (قیامت کے) دن اس کی حفاظت کرے گا۔"(۳)

کافی میں ایک اور روایت منقول ہے (جس کے متعلق ان کے امام غائب کا کہنا ہے کہ "یہ کتاب ہمارے شیعہ کے لئے کافی ہے")(۴)

......اس کافی میں وہ ابوحمزہ سے نقل کرتے ہیں کہ "اس نے کہا، مجھ سے ابوجعفر علیہ السلام نے کہا: اللہ کی عبادت وہی کرتا ہے جو اللہ کی معرفت رکھتا ہے جو اللہ کی معرفت نہیں رکھتا وہ بے خبری و گمراہی میں عبادت کرتا رہتا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ پر قربان جاؤں، اللہ کی معرفت کا کیا مطلب ہے، ابوجعفر نے کہا: اللہ، اس کے رسول ﷺ، اس کی آل اور علیؓ کے متبعین کی تصدیق کرنا اور ان کی پیروی و اقتداء کرنا۔ ائمہ علیہم السلام کی پیروی کرنا اور اللہ کے دشمنوں سے اللہ کو پاک سمجھنا، اس طرح اللہ کی معرفت حاصل کی جاتی ہے۔"(۵)

ان کے ائمہ کا بھی ان کے نزدیک جو مقام و منصب ہے، وہ نبوت و رسالت سے کسی

---

(۱) "کتاب الروضۃ من الکافی" تصنیف ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۱۹ھ، باب وصیۃ النبی ﷺ لامیر المومنین ج۸ ص۸۰، مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران۔

(۲) الاصول من الکافی کتاب الحجۃ جلد ا ص ۱۸۸

(۳) الاصول من الکافی ج ا ص ۱۹۴

(۴) منتہی الآمال ص ۲۹۸، صافی ج ا ص ۴، مستدرک الوسائل ج ۳ ص ۵۳۲، ۵۳۳ معاشر الاصول ص ۳۱ سے منقول، نہایۃ الدرایۃ ص ۲۱۹، روضات الجنات ص ۵۳۳۔

(۵) الاصول من الکافی ج ا ص ۱۸۰ کتاب الحجۃ باب معرفۃ الامام والرد علیہ۔

طرح کم نہیں۔ چنانچہ ایران کے سابق حکمراں خمینی اپنی کتاب ''ولایۃ الفقیہ او الحکومۃ الاسلامیۃ'' میں کہتے ہیں: ''یہ بات بھی ہمارے مذہب کے لوازمات میں سے ہے کہ ائمہ کو ان روحانی ومعنوی مقامات پر فائز سمجھیں جن پر کوئی مقرب فرشتہ، نبی اور رسول بھی فائز نہیں ہوتا۔ ہماری روایات میں بتایا گیا ہے کہ اس کائنات کے وجود پذیر ہونے سے پہلے ائمہ عرشِ خداوندی کے سائے تلے نور کی شکل میں موجود تھے۔ اور ائمہ نے کہا ہے کہ ہماری خدا کے ساتھ کچھ ایسی حالتیں ہیں، جن تک نہ کسی فرشتے کی پہنچ ہے، اور نہ کسی نبی ورسول کی۔ یہ وہ اساسی اور بنیادی اعتقادات ہیں، جن پر ہمارا مذہب قائم ہے۔'' (۱)

جنابِ خمینی کی یہ بات نئی یا حیران کن نہیں بلکہ پوری شیعہ قوم کا اپنے ائمہ کے بارے میں یہی عقیدہ ہے۔ ابنِ بابویہ قمی، جس کا لقب صدوق ہے، اپنی کتاب میں (جو ان کے صحاح اربعہ میں شمار کی جاتی ہے) اس قول کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اور روایت نقل کرتا ہے کہ: جابر بن عبداللہ انصاریؓ نے ایک دن سوال کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ، ہمارا یہ حال ہے تو آپ ﷺ کا کیا حال ہوگا۔ اور آپ ﷺ کے بعد جو وصی پیدا ہوں گے، ان کا کیا حال ہوگا؟'' رسول اللہ ﷺ کچھ دیر خاموش ومتفکر کھڑے رہے اور پھر فرمایا: ''اے جابر تم نے بہت بڑی بات پوچھی ہے۔ اور اس کا متحمل وہی ہوسکتا ہے، جسے بہت زیادہ رحمت سے نوازا گیا ہو۔ یقیناً انبیاء اور اوصیاء عظمتِ خداوندی کے نور سے پیدا ہوئے ہیں، خدا انھیں پاکیزہ پشتوں اور پاکیزہ رحموں میں ودیعت کرتا ہے، ان کی حفاظت خدا کے فرشتے کرتے ہیں، ان کی پرورش خدا کی حکمت سے کی جاتی ہے، علمِ خداوندی کی غذا دی جاتی ہے، ان کی پوری تعریف نہیں کی جاسکتی۔ ان کے احوال تم نہیں سمجھ سکتے، کیونکہ وہ زمین پر خدا کے ستارے ہیں، کائنات میں اس کی نشانیاں ہیں۔ اس کے بندوں پر حکمران ہیں، ان کے نور سے شہر روشن ہیں، اس کی مخلوق پر حجت ہیں۔ اے جابر! یہ مخفی علم وخزینہ ہے، اسے اس کے اہل کے سوا سب سے پوشیدہ رکھنا۔'' (۲)

(۱) اصل کتاب فارسی میں ہے، جس کا نام ''ولایتِ فقیہ در خصوصِ حکومتِ اسلامی'' ہے۔ امام خمینی کے نائب نے مرتب کی ہے۔
(۲) من لا یحضرہ الفقیہ ج ۴ ص ۴۱۴ اور ۴۱۵، باب النوادر فی احوال الانبیاء والاوصیاء فی الولادۃ۔

شیعہ مصنف کلینی لکھتا ہے کہ: ''منصبِ امامت نبوت، رسالت اور خلّت سے بھی بالاتر ہے۔'' اپنے چھٹے امام جعفر بن محمد باقر کی طرف جھوٹی نسبت کر کے یہ روایت بیان کی کہ: ''خدا نے ابراہیم کو پہلے عبد بنایا پھر نبی بنایا، پہلے نبی بنایا پھر رسول بنایا، پہلے رسول بنایا پھر خلیل بنایا، اور پہلے خلیل بنایا تب امام بنایا۔''(۱)

مشہور شیعہ محدث حر عاملی (۲) نے اپنی کتاب میں ایک مستقل باب قائم کیا ہے، جس کا عنوان ہے ''بارہ امام انبیاء، اوصیاء اور فرشتوں وغیرہ تمام مخلوقات سے افضل ہیں، اور انبیاء فرشتوں سے افضل ہیں۔'' اس باب میں اس نے بہت سی روایات نقل کی ہیں۔ ایک روایت یہ بیان کی ہے کہ جعفر نے کہا: خدا نے اولوالعزم رسول پیدا کئے اور انھیں علم کی فضیلت بخشی، ہمیں ان کے علم کا وارث بنایا اور ان پر علم میں برتری دی۔ رسول اللہ ﷺ کو وہ علم دیا گیا جو ان کو نہیں دیا گیا تھا، اور ہمیں ان کا علم بھی دیا گیا ہے۔''(۳)

کلینی ابوعبداللہ سے ایک اور روایت بیان کرتا ہے: ''جو علی علیہ السلام لے کر آئے ہیں، اسے اپنا لو، اور جس سے انھوں نے منع کیا ہے، رک جاؤ۔ ان (علی) کو ایسی فضیلت دی گئی ہے، جیسی فضیلت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی گئی ہے۔ اور محمد ﷺ تمام مخلوقات سے افضل ہیں۔ علی کے احکامات میں سے کسی چیز پر بھی نکتہ چینی کرنا ایسا ہے، گویا اللہ اور اس کے رسول پر نکتہ چینی کرنا۔ ان کی کسی چھوٹی یا بڑی بات کو رد کرنا خدا کے ساتھ شرک کرنے کے مترادف ہے۔ امیر المؤمنین علیہ السلام ایک ایسا دروازہ ہیں کہ اسی سے گزر کر نبی کے پاس پہنچا جا سکتا ہے۔ جو ان کے راستے کو چھوڑ کر دوسرے راستے پر چلا، ہلاک ہوا، اسی طرح ایک کے بعد

---

(۱) کتاب ''الحجۃ من الاصول'' ج ۱ ص ۱۷۵۔ ایسی ہی روایت اپنے والد سے بھی کی ہے۔

(۲) حر عاملی کا نام محمد بن حسن مشغری، عاملی ہے۔ ۱۰۳۲ھ میں، جبل العامل کی ایک بستی مشغر میں پیدا ہوا۔ شیعوں کے بڑے علماء میں اس کا شمار ہوتا ہے، متعدد کتابوں کا مصنف ہے، ان میں سے یہ ایک کتاب ہے، جس کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اور ایک ''وسائل الشیعۃ الیٰ تحصیل مسائل الشریعۃ'' ہے جس میں اس نے احکامِ شرعیہ سے متعلق شیعہ حضرات کی حدیثیں ستر کتابوں سے نقل کی ہیں، جو زیادہ مشہور ہیں۔ رمضان ۱۱۰۴ھ میں خراسان کے مقام پر فوت ہوا۔

(۳) حر عاملی کی کتاب ''الفصول المہمۃ'' ص ۱۵۲۔

دوسرے آنے والے تمام انبیاء کو فضیلت دی گئی ہے۔ خدا نے انھیں زمین کے ستون بنایا ہے، جس پر اہل زمین بستے ہیں۔ وہ زمین کے اوپر اور پاتال کے نیچے خدا کی حجت ہیں۔ امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ اکثر کہا کرتے تھے، میں جنت و دوزخ کا تقسیم کرنے والا ہوں۔ میں فاروق اکبر ہوں اور میں ہی صاحب کہا (حضرت موسیٰ کا لقب) اور میں ہی صاحبِ میسم (۱) ہوں۔ میرے بارے میں تمام فرشتوں، جبرئیل اور تمام رسولوں نے ویسا ہی اقرار کیا ہے، جیسا اقرار محمد ﷺ کے لئے کیا تھا۔ مجھ پر ویسی ہی چیز نازل کی گئی ہے، جیسی محمد ﷺ پر نازل کی گئی تھی، جو رب کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ دعاء کرتے تھے تو عطا کیا جاتا تھا۔ میں دعاء کرتا ہوں تو عطا کیا جاتا ہے۔ وہ بھی اس کے کلام سے گفتگو کرتے تھے، میں بھی اس کے کلام سے گفتگو کرتا ہوں۔ مجھے ایسی خوبیاں دی گئی ہیں، جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ مجھے آفتوں اور مصیبتوں کا علم دیا گیا ہے۔ انساب اور فصلِ خطاب کا علم دیا گیا ہے، جو میری نظروں سے اوجھل ہے۔''

شیعہ مفسرین کا امام۔ ابراہیم قمی۔ جس کی تفسیر کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ''اس کی تفسیر بہت سی تفاسیر کے لئے اصل الاصول کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ اصل میں صادقین علیہما السلام (جعفر اور باقر) کی تفسیر ہے۔ امام عسکری کے زمانے میں مؤلف نے اسے تالیف کیا۔ ان روایات کو بیان کرنے والا امام رضا علیہ السلام کا صحابی تھا، جس نے اپنے بیٹے سے یہ روایات بیان کیں۔''(۲)

اس تفسیر میں ''وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ'' کے ضمن میں کہتا ہے: ''اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے اپنے نبی محمد ﷺ کے بارے میں عہد لیا۔'' اس کے بعد لکھتا ہے۔ ''خدا نے آدم سے لے کر بعد میں آنے والے تمام انبیاء علیم السلام سے یہ عہد لیا کہ جب وہ دنیا میں جائیں گے تو امیر المومنین علیہ السلام کی مدد کریں گے۔

---

(۱) یعنی کافر اور مومن کے درمیان تمیز کرنے والا ہوں، گویا کہ میرے ہاتھ میں ''میسم'' ہے، جس سے میں کافر کی پیشانی پر نشان لگاتا ہوں۔

(۲) مقدمہ تفسیر قمی ص ۱۵، از سید طیب موسوی جزائری شیعی

''لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ'' یعنی رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائیں گے۔ اور ''وَلَتَنْصُرُنَّهٗ'' یعنی امیر المومنین کی مدد کریں گے۔''(۱)

شیعہ مفسّر عیاشی (۲) نے اپنی تفسیر میں اس پر مزید اضافہ کیا اور اس آیت کے ضمن میں لکھا ہے: ''آدم سے لے کر اب تک کوئی نبی اور رسول ایسا نہیں، جو دنیا میں بھیجا گیا ہو، اور جس نے امیر المومنین علی کے سامنے جنگ نہ کی ہو۔''(۳)

یہ تصور ہے ائمہ کا شیعہ کے ہاں، اور یہ وہ گروہ ہے جس کے بارے میں وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ان سے محبت کرنے والے ہیں۔ اپنے آپ کو ان کی طرف منسوب کرتے ہیں اور یہ اہل بیت ہیں جن کی پیروی کرنے، ان کے افکار و خیالات کو اپنانے، ان کے اقوال و افعال پر عمل کرنے اور ان کے احکامات اور فتووں کی اتباع کرنے کی وجہ سے لوگ ان سے ناخوش ہیں۔

---

(۱) تفسیر قمی ج ا ص ۱۰۶، مطبوعہ مطبعۃ النجف ۱۳۸۶ھ

(۲) عیاشی کا پورا نام ابو النضر محمد بن مسعود عیاشی سلمی سمرقندی ہے، تیسری صدی ہجری کے شیعہ علماء میں ممتاز مقام کا حامل ہے۔ نجاشی نے اس کے بارے میں کہا ہے: ثقہ اور صدوق ہے، اس جماعت کے ممتاز ترین اور اکابر علماء میں سے ہے (رجال النجاشی ص ۲۴۷ مطبوعہ: قم ایران) ابن الندیم کہتا ہے: ''شیعہ امامیہ کے فقہاء میں شمار ہوتا ہے، اپنے زمانے میں یکتا تھا۔'' (اعیان الشیعۃ ج ۳ ص ۵۷) جہاں تک اس کی تفسیر کا تعلق ہے، وہ اہلِ بیت پر نازل شدہ احادیث پر مبنی ہے۔ اس کی تفسیر کچھ علی بن ابراہیم کی تفسیر جیسی ہے، (روضات الجنات، ج ٦ ص ۱۱۹) ایک ہزار سال سے، بلکہ گیارہ صدیاں گزر چکی ہیں، کسی نے بھی اس کے کسی پہلو پر تنقید نہیں کی۔ مقدمہ تفسیر از محمد حسین طباطبائی۔

(۳) تفسیر عیاشی ج ا ص ۱۸۱، ''البرہان'' ج ا ص ۲۹۵ ''الصافی'' ج ا ص ۲۷۴

تعلیمات اہل بیت

یہ لوگ ہزار دعوے کرتے پھریں کہ ہم اہل بیت سے محبت کرتے ہیں، ان کی پیروی کرتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اہل بیت کے دشمن اوران کے مخالف ہیں، ان کے احکامات کی مخالفت کرتے ہیں، جن چیزوں سے انھوں نے منع کیا ہے انھیں ضرور ہی کریں گے، اچھی باتوں سے روکتے اور بُری باتوں کے کرنے کا حکم دیتے ہیں، اہل بیت جن سے محبت کرتے تھے یہ ان سے نفرت کرتے ہیں، جن کو وہ اپنا دشمن سمجھتے تھے یہ ان سے دوستیاں گانٹھتے ہیں، خواہشات ونفسِ امارہ کی پیروی کرنے والے، اپنی خواہشات کو چھوڑ سکتے ہیں نہ اپنے نفس کی حکم عدولی کر سکتے ہیں، پھر ستم یہ کہ یہ سارے جھوٹے قصے کہانیاں اور بے بنیاد باتیں اہل بیت کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ **مَا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ**. دراصل ان سے ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ ان کی ذاتی اغراض، اپنی من پسند باتوں اور اپنی مرغوب چیزوں کو حاصل کرلیں، اپنے مذہب کو رواج دیں۔ شہوت پرستوں اور اوباش لوگوں کو اپنے اس دین کی طرف کھینچ لیں جس کو خود ان لوگوں نے اپنی مرضی سے گھڑ اور تراش لیا ہے۔ اس طرح وہ دنیا میں بھی نقصان اٹھاتے ہیں اور آخرت میں بھی نقصان اٹھائیں گے۔ **ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ**، حقیقت یہ ہے کہ اہل بیت نے، اُن متقی وصالح لوگوں نے کوئی ایسی بات نہیں کہی جو کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی سنّت کے خلاف ہو، اور نہ ہی خلافِ کتاب وسنت کوئی بات ان کی طرف منسوب کرنا مناسب ہے۔

اہل بیت نے بھی دوسرے تمام مسلمانوں کی طرح یہی حکم دیا ہے کہ لوگ اپنے پروردگار کی کتاب اور نبی ﷺ کی سنت پر عمل کریں، ان پر کاربند رہیں، آپ بھی اللہ کے ان احکامات ہی کی پیروی کا حکم دیتے رہے، جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اَطِيْعُوا

اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ."(۱) "اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔)

"اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلاَ تَوَلَّوْا عَنْہُ وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ."(۲)

"اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور اس سے رُو گردانی نہ کرو، درآنحالیکہ تم سُن رہے ہو۔

"وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ."(۳)

"اور اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔"

"وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلاَ مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلاَلاً مُّبِیْنًا."(۴)

"کسی مومن مرد اور مومن عورت کے لئے جائز نہیں، جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا فیصلہ فرما دیں، کہ وہ اپنی مرضی پر عمل کریں۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے، وہ واضح گمراہی میں چلا جاتا ہے۔"

اسی طرح نبی کریم ﷺ کی وہ حدیث ہے، جو سب محدّثین کے نزدیک صحیح و ثابت ہے: "ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللّٰہ وسنتی."(۵)

"میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، جب تک تم انھیں تھامے رہو گے گمراہ نہیں ہو گے۔ ایک کتاب اللہ اور دوسری میری سنت۔"

یہ بات خود علی رضی اللہ عنہ اور آپؓ کی اولاد کے نزدیک بھی مسلم ہے، ثقفی نے اپنی کتاب "الغارات" میں یہ روایت نقل کی ہے کہ "علیؓ نے مصر کے مسلمانوں کی طرف ایک خط بھیجا، یہ خط قیس بن سعد بن عبادہ الانصاریؓ لے کر گئے جنھیں مصر کا عامل مقرر کیا گیا تھا۔ اس میں علیؓ نے لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت ان الفاظ میں دی تھی "یاد رکھو! ہم پر تمہارا یہ حق ہے کہ

(۱) سورۃ النساء:۵۹ (۲) سورۃ الانفال:۲۰

(۳) سورۃ آلِ عمران:۱۳۲

(۴) سورۃ الاحزاب:۳۶

(۵) موطا امام مالک ص ۶۳-۳ النھی عن القول فی القدر (مکتبہ تھانوی، دیوبند)

ہم تم میں کتاب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی سنت پر عمل کرائیں۔"(۱)

اس کے بعد لکھتا ہے" جب خط پڑھا جا چکا تو قیس بن سعد بن عبادۃ الانصاری لوگوں سے خطاب کرنے کے لئے اٹھے، آپ نے پہلے خدا کی حمد وثنا کی۔ اس کے بعد کہا اٹھو اور اللہ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت پر بیعت کرو، اگر ہم تم میں کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق عمل نہ کریں تو تم پر ہماری بیعت ضروری نہیں۔ اس پر لوگ اٹھے اور بیعت کر لی، چنانچہ مصر پر آپ کا اقتدار قائم ہو گیا۔"(۲)

یہی بات خود علیؓ نے بھی اہل بصرہ کی طرف بھیجنے والے ایک خط میں لکھی ہے، لکھتے ہیں، "اللہ کے بندہ امیر المؤمنین کی طرف سے یہ خط بصرہ کے رہنے والے ہر اس مسلمان اور مومن کے نام ہے، جسے بھی یہ خط سنایا جائے۔ السلام علیکم، اما بعد: اگر تم میری بیعت کو نبھاؤ، میری نصیحت کو قبول کرو اور میری اطاعت پر قائم رہو تو میں کتاب وسنت کے مطابق عمل کروں گا۔"(۳)

حضرت علیؓ نے ایک جگہ کہا ہے: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: عمل کے بغیر کوئی بات معتبر نہیں، نیت کے بغیر کوئی عمل اور کوئی بات معتبر نہیں۔ اور وہ بات، وہ عمل اور وہ نیت بھی معتبر نہیں، جو سنت کے مطابق نہ ہو۔(۴)

آپؓ کی اولاد میں، ائمہ شیعہ میں سے، بقول ان کے، چھوٹے امامِ معصوم کہتے ہیں:

"جو چیز کتاب وسنت کے مطابق نہ ہو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔"(۵)

ایک جگہ کہتے ہیں: "جس نے کتاب اللہ اور سنتِ محمد ﷺ کی مخالفت کی، اس نے کفر کیا۔"(۶)

باقر اپنے والد علی بن حسینؓ سے، جو شیعہ حضرات کے نزدیک چوتھے امام ہیں، روایت

---

(۱) "کتاب الغارات" للثقفی ج اص ۲۱۱ زیرِ عنوان "ولایت قیس بن سعد"

(۲) ایضاً ص ۲۱۱، ۲۱۲

(۳) "الغارات" للثقفی ج ۲ ص ۴۰۳

(۴) "الکافی فی الاصول" للکلینی ج اص ۷۰ کتاب فضل العلم۔

(۵) "الکافی فی الاصول" ج اص ۵۹۔

(۶) "الاصول من الکافی ج اص ۷۰

کرتے ہیں کہ آپ نے کہا: ''خدا کے نزدیک سب سے افضل عمل سنت کے مطابق عمل کرنا ہے، خواہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔'' (۱)

صرف یہی نہیں، بلکہ اس سے بھی زیادہ واضح اور صریح وصاف الفاظ میں کہتے ہیں، کشی نے جعفر بن باقر سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے کہا: ''خدا سے ڈرو، ہمارے بارے میں کوئی ایسی بات تسلیم نہ کرو جو ہمارے رب کے حکم کے خلاف اور ہمارے نبی محمد ﷺ کی سنت کے خلاف ہو۔ ہم جب بھی کہتے ہیں یہی کہتے ہیں کہ: اللہ بزرگ و برتر نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔'' (۲) (یعنی ہم جو بات بھی کہیں گے اللہ ورسول ہی کی کہیں گے۔)

آپ سے پہلے آپ کے والد بھی یہ کہہ کر متنبہ کر چکے ہیں کہ:

''ہماری جو بات بھی اور ہمارے بارے میں جو کچھ بھی تمہیں پہنچے، اس میں غور کرو، اگر اسے قرآن کے موافق پاؤ تو لے لو اور اگر دیکھو کہ قرآن کے موافق نہیں، تو اسے رد کر دو۔'' (۳)

اسی جیسی روایت باقر نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بیان کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جب تمہارے پاس کوئی بات پہنچے تو اس کا موازنہ کتاب اللہ اور میری سنت سے کرو، جو کتاب اللہ اور میری سنت کے موافق ہو، اسے لے لو۔ جو کتاب اللہ کے خلاف ہو، اسے نہ لو۔'' (۴)

غور کیجئے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کیا حکم دے رہے ہیں۔ اور ان حضرات کی وہ تعلیمات بھی آپ دیکھ لیں جو وہ اپنے ائمہ کے حوالوں سے بیان کر رہے ہیں، وہ ائمہ جو اُن کے عقیدے کے مطابق معصوم ہیں۔

---

(۱) ''الاصول من الکافی'' ج ۱ ص ۷۱

(۲) ''رجال الکشی'' ص ۱۹۵ مغیرہ بن سعید کے ذکر کے تحت، مطبوعہ کربلا۔

(۳) ''الامالی'' للطوسی ج ۱ ص ۲۳۷ مطبوعہ نجف

(۴) ''الاحتجاج'' للطبرسی ص ۲۲۹ ''احتجاج ابی جعفر فی انواع شتی''

اہل بیت کی جانب منسوب بے بنیاد باتیں

اب ہم قرآن وحدیث اوران کی تعلیمات کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ شیعہ حضرات کے اعتقادات کیا ہیں، کیا کیا چیزیں وہ اہل بیت کی طرف منسوب کرتے ہیں، کیا ان کی طرف ان چیزوں کی نسبت کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ کیا وہ صحیح کہہ رہے ہیں یا جھوٹ، جو کچھ ان کی طرف منسوب کررہے ہیں، کیا انھوں نے کہا ہے یا ان پر جھوٹا الزام لگا رہے ہیں؟ کیا ایسا تو نہیں کہ انھیں ان چیزوں کا تصور بھی نہ ہو اور یہ ان کی طرف منسوب کررہے ہوں؟

سب سے پہلے ہم سرکارِ دوجہاں، رسولِ جن وبشر، امامِ قبلتین، صاحب الحرمین سے شروع کرتے ہیں۔ میری جان اور میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں اُن پر، ان لوگوں نے ان کی طرف کس قدر جُھوٹ منسوب کیے ہیں۔ کتنی بُری بُری باتوں کی نسبت ان کی طرف کرکے یہ لوگ اپنے ٹھکانے جہنم میں بنا چکے ہیں۔

سب سے بدترین جھوٹ - متعہ:

ان کا سب سے بدترین جھوٹ، جو یہ لوگ نبی ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہیں، جو سرتا سر تہمت و بہتان ہے، وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”جس نے متعہ نہ کیا اور دُنیا سے چلا گیا، قیامت کے دن وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کا ناک کٹا ہوگا۔“(۱)

اس سے بھی زیادہ بُری بات آپ ﷺ کی طرف یہ منسوب کی کہ آپ ﷺ نے کہا ہے:

”جس نے ایک دفعہ متعہ کیا اس کا ایک تہائی حصہ دوزخ سے آزاد ہوگیا، جس نے دو دفعہ متعہ کیا اس کا دوتہائی حصہ دوزخ سے آزاد ہوگیا۔ جس نے تین دفعہ متعہ کیا وہ پورا کا پورا دوزخ سے آزاد ہوگیا۔“(۲)

ذرا غور کیجئے کہ کس قدر بُرے اور جھوٹے لوگ ہیں یہ، آپ ﷺ پر کس قدر جھوٹ اور

(۱) ”تفسیر منہج الصادقین“ ملا فتح اللہ کاشانی فارسی ج۲ ص۴۸۹ (۲) ایضاً ۴۹۲

بہتان تراشیاں کرتے ہیں شریعتِ اسلامیہ اور اس کی صاف ستھری تعلیمات سے کس قدر دُور ہٹے ہوئے ہیں۔ کس دیدہ دلیری سے اپنی خواہشات اور لذت پرستیوں کو دین وشریعت کا رنگ دے دیتے ہیں، کس قدر دلاوری اور جرأت ہے کہ اس رسولِ صادق وامین ﷺ پر بھی جھوٹ بولنے سے نہیں رکتے؟ وہ رسولِ امین ﷺ جو ساری عمر بُرے کاموں سے روکتا اور برائیوں سے مجتنب ودامن کش رہا۔

ان لوگوں کا مقصد صرف یہی ہے کہ اللہ کے ہمیشہ رہنے والے دین کو فاسقوں اور فاجروں کے ہاتھوں کا کھلونا بنادیا جائے۔ مذاق اڑانے والے، اس دین کا مذاق اڑاتے پھریں۔ یہ ان کینہ پرور یہودیوں کے وارث ہیں، جن سے ورثہ میں ان کو یہ عقائد اور مذہب ملا ہے۔

ان اہلِ بیت کے دشمنوں اور سربراہِ اہل بیت کے دشمنوں، بلکہ رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں نے صرف اسی جھوٹ اور بہتان پر بس نہیں کیا بلکہ اس قدر بڑھتے چلے گئے کہ توہین و گستاخی کی بھی تمام حدود پھلانگ گئے۔ ہم اس کفر کو نقل کرتے ہوئے اللہ سے معافی کے طلب گار ہیں۔ کہتے ہیں:

''نبی ﷺ نے کہا: جس نے ایک دفعہ متعہ کیا وہ خدائے جبّار کی ناراضگی سے مامون ہوگیا، جس نے دو دفعہ متعہ کیا اس کا حساب ابرار کے ساتھ ہوگا، جس نے تین دفعہ متعہ کیا وہ میرے ساتھ جنت میں رہے گا۔''(۱)

صرف یہ کہہ کر خاموش نہیں ہوگئے، بلکہ اہلِ بیت کا نام لے لے کر ان عظیم شخصیات کو کچوکے لگائے ہیں، اپنی شہوت رانیوں اور سیاہ مستیوں کے تیر وتفنگ سے ان پاکیزہ لوگوں کو گھائل ومجروح کردیا ہے۔ کتنی بُری تعبیر اختیار کی ہے ان لوگوں نے، اور کس قدر گھناؤنا جھوٹ اور بہتان اللہ کے طاہر ومطہر نبی کے سر تھوپ رہے ہیں؟ صلوات اللہ وسلامہ علیہ۔ کہتے ہیں کہ:

آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ایک دفعہ متعہ کیا وہ حسین علیہ السلام کے درجہ کو پہونچ گیا۔ حسینؓ ان کے عقیدے کے مطابق تیسرے امامِ معصوم ہیں۔ جس نے دو دفعہ متعہ کیا وہ حسن کے درجہ کو پہونچ گیا۔ حسنؓ ان کے نزدیک دوسرے امامِ معصوم ہیں۔ جس نے تین دفعہ

(۱) ''تفسیر منہج الصادقین'' ج۲ص۴۹۳

متعہ کیا وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کے درجہ کو ...... علیؓ ان لوگوں کے نزدیک پہلے امامِ معصوم، آپ ﷺ کے داماد اور آپ ﷺ کے چچیرے بھائی ہیں۔ جس نے چار دفعہ متعہ کیا وہ میرے (محمد ﷺ) کے درجہ کو پہنچ گیا۔"(۱)

دیکھئے کس طرح ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے گرد جھوٹی روایات کا دائرہ بن دیا ہے۔ کس طرح ان لوگوں نے اسلام کی عظیم الشان عمارت کو مسمار کر دیا؟ شریعتِ اسلامیہ کو منسوخ و معطل کر دیا۔ ذرا یہ بھی سوچئے کہ یہ ہوس پرستوں کو اہلِ بیت کے مساوی درجہ دے کر کتنی بڑی توہین کے مرتکب ہوئے ہیں؟ ان گناہگار و بدکردار لوگوں کو یہ اہلِ بیت کے برابر اور مساوی سمجھتے ہیں؟

ایک روایت یہ لوگ اپنے پانچویں امامِ معصوم محمد باقر کی طرف منسوب کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے کہا ہے:

"شب معراج، جب نبی ﷺ آسمانوں کی طرف گئے تو آپ نے کہا، مجھ سے جبرئیل علیہ السلام ملے اور کہنے لگے: اے محمد ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ: میں نے تیری امت میں سے ان لوگوں کو بخش دیا جو عورتوں سے متعہ کرنے والے ہیں۔"(۲)

طوسی ایک روایت اپنے دسویں امامِ معصوم۔ ابوالحسن کی طرف منسوب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ: "آپ سے علی السائی نے کہا: میں تیرے قربان جاؤں، میں متعہ کی شادیاں کرتا تھا، پھر میں اسے ناپسند کرنے اور اسے بُرا سمجھنے لگا، چنانچہ میں نے رکن اور امام کے درمیان کھڑے ہو کر خدا سے عہد کیا کہ میں آئندہ متعہ نہیں کروں گا اور خود پر روزوں کی نذر مان لی، پھر یہ عہد پورا کرنا میرے لئے مشکل ہو گیا اور میں اپنی قسم پر نادم ہوا۔ لیکن میں اتنی استطاعت رکھتا تھا کہ اعلانیہ شادی کر سکوں، آپ نے مجھ سے کہا:

"(یہ عہد کر کے) تو نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ تو اُس کی اطاعت نہیں کرے گا، بخدا

---

(۱) تفسیر "منہج الصادقین" ج ۲ ص ۴۹۳۔

(۲) "من لا یحضرہ الفقیہ" لابنِ بابویہ قمی (صدوق) جو حقیقت میں کذوب ہے۔ ج ۳ ص ۴۶۳

جب تو اُس کی اطاعت نہیں کرے گا تو پھر نافرمانی کرے گا۔'' (۱)

ایک روایت جعفر صادقؒ کی طرف منسوب کرکے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے کہا:

''متعہ کا حکم قرآن میں نازل ہوا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت (حدیث) میں بھی آیا ہے۔'' (۲)

اسی طرح علیؓ بن ابی طالب کی طرف یہ جھوٹی بات منسوب کی ہے کہ آپ نے کہا: ''اگر خطاب کا بیٹا یعنی عمر مجھ سے پیشتر نہ ہوتا تو بد بخت کے سوا کوئی بھی زنا نہ کرتا۔'' (۳)

اس سلسلے میں ان لوگوں نے ایک دلچسپ روایت بیان کی ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان لوگوں کے سینوں میں کیا چیز چھپی بیٹھی ہے۔

ع

ہوس سینے میں چھپ چھپ کے بنا لیتی ہے تصویریں

اس روایت کو بیان کرنے والا قومِ شیعہ کا بہت بڑا محدّث محمد بن یعقوب کلینی ہے جو قریش کے کسی آدمی کے واسطے سے یہ روایت نقل کررہا ہے، کہتا ہے، میری پھوپھی کی بیٹی نے میرے پاس پیغامِ متعہ بھیجا، وہ بہت مالدار تھی، (اس نے مجھ سے کہا) تو جانتا ہے کہ بہت سے مرد میرے متعلق پیغام بھیج چکے ہیں لیکن میں نے اُن سے شادی نہیں کی، تیرے پاس پیغام میں نے اس لئے نہیں بھیجا کہ مجھے مردوں کی رغبت ہے، صرف اس لئے پیغام بھیجا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ نے متعہ کو اپنی کتاب میں حلال کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی حدیث میں اسے بیان کردیا تھا لیکن پھر زفر نے اسے حرام کردیا (حاشیہ میں تصریح کردی گئی ہے کہ زفر سے مراد عمر ہے) میں چاہتی ہوں کہ خدائے برتر و بزرگ کی اطاعت کروں، رسول اللہ کی اطاعت کروں اور زفر کی حکم عدولی کروں۔ چنانچہ تو مجھ سے متعہ کر، میں نے اس سے کہا: ذرا ٹھہر، میں ابو جعفر علیہ السلام کے پاس جاتا ہوں اور ان سے مشورہ کرتا ہوں، میں ان

---

(۱) ''تہذیب الاحکام'' للطوسی، یہ کتاب صحاحِ اربعہ میں سے ہے ج ۷ ص ۲۵۱ ''الفروع من الکافی'' ج ۵ ص ۴۵۰۔

(۲) ''الاستبصار'' للطوسی ج ۳ ص ۱۴۲ باب تحلیل المتعة۔

(۳) ''البرہان فی تفسیر القرآن'' للبحرانی ج ۱ ص ۳۶۰۔ ''تفسیر العیاشی'' ج ۱ ص ۲۳۳ ''تفسیر الصافی'' ج ۱ ص ۳۴۷ ''الکافی للکلینی'' ج ۵ ص ۴۴۸، ''مجمع البیان'' للطبرسی ص ۳۲۔ یہ اس کی عبارت ہے۔

کے پاس گیا اور انھیں یہ بات بتائی، آپ نے کہا: کر گزر، خدا اس شادی کی وجہ سے تم دونوں پر اپنی رحمتیں نازل کرے۔"(۱)

اس بُرے کام پر لوگوں کو باقاعدہ پُر زور طریقے سے برانگیختہ کیا جاتا ہے، اور ترغیب کے لئے جعفر بن محمد باقر کی طرف نسبت کر کے یہ قول بیان کیا جاتا ہے:

"جس نے ہماری باکرہ لڑکیوں کو پناہ نہ دی اور متعہ کو جائز نہ سمجھا، وہ ہم میں سے نہیں۔"(۲)

متعہ کیا ہے؟ اور کیسے ہوتا ہے؟

اس بات کو ان لوگوں نے جعفر صادق کی طرف منسوب کیا ہے، کہتے ہیں کہ آپ سے کسی نے پوچھا تھا:

"میں جب تنہائی میں اس عورت کے پاس جاؤں تو کیا کہوں؟ آپ نے کہا: تو یوں کہے گا: میں تجھ سے کتاب اللہ اور نبی کی حدیث کے مطابق متعہ کرتا ہوں، نہ کوئی وراثت جاری ہوگی نہ کوئی موروث ہوگا۔ اتنے درہم کے عوض یہ متعہ اتنے دنوں کے لئے ہے۔ اور اگر چاہے تو یوں کہہ کہ اتنے سالوں کے لئے ہے، تم دونوں قلیل یا کثیر، مال کی جس مقدار پر بھی راضی ہو جاؤ وہ بتادو کہ یہ معاوضہ ہوگا۔"(۳)

کہتے ہیں۔ ان کے چھٹے امامِ معصوم۔ ابوعبداللہ سے اس آدمی کا مسئلہ پوچھا گیا جس نے بغیر گواہوں کے کسی عورت سے متعہ کر لیا تھا۔ آپ نے کہا کیا ایسا عام طور پر نہیں ہوتا کہ ہماری لڑکیاں شادی کر لیتی ہیں اور ہم دسترخوان پر ہڈیاں چھوڑ رہے ہوتے ہیں اور پوچھتے ہیں، اے فلاں! فلاں مرد نے فلاں عورت سے شادی کر لی؟ اور وہ کہتا ہے: ہاں۔"(۴)

(۱) "الفروع من الکافی"، للکلینی، باب النوادر ج۵ ص۴۶۵
(۲) کتاب الصافی" للکاشانی ج۱ ص۳۴۷ "من لا یحضرہ الفقیہ" ج۳ ص۴۵۸
(۳) "الفروع من الکافی" ج۵ ص۴۵۵ (۴) ایضاً

متعہ کس عورت سے ہوسکتا ہے؟

جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے کہا: ''کوئی آدمی اگر کسی مجوسیہ (آتش پرست عورت) سے متعہ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔''(۱)

اسی طرح ابوالحسن رضا سے نقل کردہ روایت کے مطابق یہودیہ اور نصرانیہ سے متعہ کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔''(۲)

فاجرہ سے بھی متعہ کیا جاسکتا ہے، اس لئے کہ ان کے عقیدے کے مطابق ''اس سے آدمی گناہوں سے بچتا ہے۔''(۳)

دو حیران کن روایتیں ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں جس سے متعہ کی حقیقت کا پتہ چل سکے گا، ان روایتوں کو طوسی اور ان کے دوسرے محدثین نے بھی بیان کیا ہے۔

ایک روایت محمد بن راشد کے غلام فضل سے مروی ہے کہ ''اس نے جعفر سے کہا: میں نے ایک عورت سے متعہ کا نکاح کیا، میرے دل میں کھٹکا ہوا کہ اس کا کوئی اور شوہر بھی ہے، میں نے تحقیق کی تو مجھے اس کا شوہر مل گیا۔ اس پر جعفر نے کہا، تو نے تحقیق کیوں کی۔''(۴)

اس کے بعد کہا: ''تیرے ذمے یہ ضروری نہیں، تجھ پر تو صرف یہ ہے کہ تُو اس کو اس کی اجرت دے دے۔''(۵)

دوسری روایت کلینی نے ابان بن تغلب سے روایت کی ہے کہ آپ نے کہا: میں نے ابو عبداللہ سے بیان کیا: ''میں کسی راستے میں تھا کہ میں نے ایک خوبصورت عورت دیکھی، کیا معلوم کہ وہ شوہر والی تھی یا زنا کار تھی؟ آپ نے کہا: یہ تحقیق کرنا تجھ پر ضروری نہیں، تجھ پر تو بس یہ ضروری ہے کہ تو اسے اس کے نفس کی قیمت دے دے۔''(۶)

---

(۱) ''تہذیب الاحکام'' ج۷ص۲۵۶، ''الاستبصار'' ج۳ص۱۴۴۔
(۲) ''کتاب شرائع الاسلام'' جعفر بن حسن کی فقہ کی مشہور کتاب ہے، ص۱۸۴۔
(۳) ''تہذیب الاحکام'' ج۷ص۲۵۳۔ (۴) ''تہذیب الاحکام'' ج۷ص۲۵۳
(۵) ''الفروع من الکافی'' ج۵ص۴۶۲
(۶) ایضاً

ایک دفعہ یہ سوال جعفر بن باقر سے پوچھا گیا تھا کہ: ''کیا ہاشمی عورت سے متعہ جائز ہے؟'' اس پر آپ نے کہا تھا کہ: ''ہاشمی عورت سے متعہ کیا جا سکتا ہے۔''(۱)

ایک دفعہ آپ نے تردید بھی کی ہے۔ سب شیعہ محدثین نے اس روایت کو نقل کیا ہے:

''عبداللہ بن عمر لیثی ابوجعفر کے پاس آئے اور آپ سے کہا: عورتوں سے متعہ کرنے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے کہا: ''خدا نے اسے اپنی کتاب میں اور اپنے نبی کی زبان سے حلال قرار دیا ہے چنانچہ یہ قیامت تک حلال رہے گا، اس پر آپ نے کہا: اے ابوجعفر، آپ جیسا آدمی بھی یہ کہہ رہا ہے؟ حالانکہ عمر نے اس سے روکا اور اس کو حرام قرار دیا ہے۔

آپ کہنے لگے، اگرچہ اس نے ایسا کیا ہے، وہ کہنے لگے: میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ تو اس چیز کو حلال کرے جسے عمر نے حرام کیا ہے، راوی کہتا ہے، آپ نے اس سے کہا: تو پھر تو اپنے ساتھی کی بات پر قائم رہ اور میں رسول اللہ ﷺ کی بات کو تسلیم کروں گا۔ بات وہی معتبر ہوگی جو رسول اللہ ﷺ نے کہی ہے تیرے ساتھی کی بات غلط ہے، راوی کہتا ہے، اس پر عبداللہ بن عمیر آگے بڑھے اور کہنے لگے، کیا تو پسند کرے گا کہ تیری عورتوں، بیٹیوں بہنوں اور چچازاد بہنوں کے ساتھ کوئی متعہ کرے؟ راوی کہتا ہے: جب اس نے آپ کی عورتوں اور چچا کی بیٹیوں کا ذکر کیا تو ابوجعفر نے آپ سے منہ پھیر لیا۔''(۲)

یہ لوگ کہتے ہیں کہ چھوٹی بچی سے بھی متعہ کیا جا سکتا ہے۔

''جب پوچھا گیا کہ کیا آدمی بچی سے متعہ کر سکتا ہے؟ تو آپ نے کہا کہ ہاں، کر سکتا ہے مگر یہ کہ بچی اتنی چھوٹی نہ ہو جو دھوکہ کھا جائے، راوی کہتا ہے، میں نے پوچھا، خدا آپ کی اصلاح کرے، کیا حد ہے کہ جس حد تک پہنچ کر لڑکی دھوکہ نہیں کھا سکتی؟ آپ نے کہا: دس سال۔''(۳)

---

(۱) ''تہذیب الاحکام'' ج ۷ ص ۲۷۲

(۲) ''الفروع من الکافی'' ج ۵ ص ۴۴۹ ''تہذیب الاحکام'' ج ۷ ص ۲۵۱ ''الصافی'' ج ۱ ص ۲۴۶۔

(۳) ''الاستبصار'' للطوسی ج ۳ ص ۱۴۵، ''تہذیب الاحکام'' ج ۷ ص ۲۵۵ ''الفروع من الکافی'' ج ۵ ص ۴۶۳ میں جعفر نے بھی یہی کہا ہے۔

''جعفر نے کہا ہے کہ: اگر باکرہ لڑکی راضی ہو تو اس کا متعہ بغیر اس کے والدین کی مرضی کے بھی، کر دینے میں کوئی حرج نہیں۔''(۱)

مشہور شیعہ فقیہ حلی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ: ''عاقلہ بالغہ خود اپنی مرضی سے اپنا متعہ کر سکتی ہے، کنواری ہو یا بیاہی، اس کے ولی کو اس پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں۔''(۲)

کتنی عورتوں سے متعہ کیا جا سکتا ہے؟

بیان کرتے ہیں کہ ابو جعفر نے کہا ہے: ''متعہ کے لئے چار تک کی عورتوں کی قید نہیں، کیونکہ متعہ میں نہ طلاق دی جاتی ہے نہ وارث بنا اور بنایا جاتا ہے۔ (۳) متعہ میں تو عورت صرف اجرت پر حاصل کی جاتی ہے۔''(۴)

''آپ کے بیٹے ابو عبداللہ کے سامنے متعہ کا ذکر کیا گیا اور آپ سے پوچھا گیا کہ: کیا یہ صرف چار ہی میں محدود ہے؟ آپ نے کہا: تو ایک ہزار عورتوں سے بھی متعہ کر سکتا ہے، کیونکہ متعہ میں ان کی حیثیت اجرت پر حاصل کی گئی چیز کی سی ہے۔''(۵)

متعہ کی اُجرت کیا ہو گی؟

بیان کرتے ہیں کہ ''ابو جعفر سے متعہ کا مسئلہ پوچھا گیا، آپ نے کہا، حلال ہے۔ اور ایک درہم یا درہم سے زیادہ اجرت کافی ہے۔''(۶)

آپ کے بیٹے جعفر کہتے ہیں: ''مٹھی بھر گندم بھی اس کے لئے کافی ہے۔''(۷)

ایک جگہ کہا ہے: ''مٹھی بھر کھانا، آٹا، ستو یا کھجور بھی اجرت کے لئے کافی ہے۔''(۸)

---

(۱) ''تہذیب الاحکام'' ج ۷ ص ۲۵۴

(۲) ''شرائع الاسلام'' نجم الدین حلی متوفی ۶۷۶ھ ج ۲ ص ۱۸۶، مطبوعہ طہران ۱۳۷۷ھ

(۳) ''نہ تو میری وارث نہ میں تیرا، ایک مقرر اجرت کے عوض، میں اولاد نہیں چاہتا۔ ابو عبداللہ، تہذیب ج ۷ ص ۲۶۳۔

(۴) ''الاستبصار'' ج ۳ ص ۱۴۷ (۵) ''الاستبصار'' ج ۳ ص ۱۴۷، ''تہذیب الاحکام'' ج ۷ ص ۲۵۹۔

(۶) ''الفروع من الکافی'' ج ۵ ص ۴۵۷۔ (۷) ''تہذیب الاحکام'' ج ۷ ص ۲۶۰۔ (۸) ''الفروع من الکافی'' ج ۵ ص ۴۵۷

متعہ کی مدت کیا ہوگی؟

اپنے دسویں امام معصوم ابوالحسن سے روایت کرتے ہیں کہ "آپ سے پوچھا گیا: کم از کم متعہ کی اجرت کیا ہے؟ کیا کوئی آدمی ایک شرط کے ساتھ ایک دفعہ متعہ کرسکتا ہے؟ آپ نے کہا: ہاں، اور اپنے دادا ابوعبداللہ سے روایت بیان کی کہ ایک دفعہ (۱) مجامعت کرسکتا ہے، اس کے بعد کہنے لگے: اس میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ جب فارغ ہو چکے تو اپنا منھ پھیر لے اور دوبارہ نہ دیکھے۔" (۲)

اسی طرح وہ آدمی متعدد مرتبہ مجامعت کرسکتا ہے، چنانچہ روایت بیان کرتے ہیں کہ "جعفر صادق سے ایک آدمی کے بارے میں پوچھا گیا، جس نے عورت سے کئی دفعہ مجامعت کی تھی تو آپ نے کہا، کوئی حرج نہیں، جتنا چاہے فائدہ اٹھائے۔ آپ کے والد محمد باقر نے ان کی روایت کے مطابق صراحتاً کہا ہے کہ: ہاں ہاں جتنا چاہے کرلے، وہ تو اجرت پر حاصل کی گئی عورت ہے۔" (۳)

متعہ کرنے والے کو یہ حق بھی حاصل ہے کہ وہ متعہ پر دی جانے والی اجرت کا پورا پورا حساب رکھے اور کام کے حساب سے اس طے شدہ اجرت میں سے کاٹ بھی سکتا ہے، ابوالحسن سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا: "ایک آدمی نے ایک عورت سے نکاحِ متعہ کیا اور شرط یہ لگائی کہ وہ جس روز اس کے پاس آئے گی تو اسے یہ اجرت ملے گی، یا چند روز کی شرط لگائی کہ اتنے روز آئے، ایک دن یا کچھ دن۔ اس نے وعدہ خلافی کی اور شرط کے مطابق نہ آسکی۔ تو کیا یہ آدمی اتنے دن کا حساب کرکے اس کے مہر سے اتنی مقدار روک سکتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں، دیکھا جائے گا کہ شرط کے مطابق کتنے روز وہ نہیں آئی۔ اس کے حساب سے اس کے مہر (اجرت) میں سے کاٹ لیا جائے گا۔ سوائے

---

(۱) روایت میں "عرد" کا لفظ آیا ہے، اس کے معنی ایک دفعہ جماع کرنا ہیں۔
(۲) "الفروع من الکافی" ج ۵ ص ۴۶۰۔ "الاستبصار" ج ۳ ص ۱۵۱۔
(۳) "الفروع من الکافی" ج ۵ ص ۴۶۰۔

ایامِ حیض کے کہ ان دنوں کی اجرت لینا ان کا حق ہے۔''(۱)

یہ ہے شیعہ حضرات کا وہ متعہ، جسے وہ فرض و واجب قرار دے رہے ہیں اور جس کے بارے میں ان لوگوں نے جھوٹی آیات و احادیث گھڑ کر نبی ﷺ اور آپ ﷺ کی آل کی طرف منسوب کردی ہیں۔ ایک حدیث یہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ ''کوئی مومن اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک کہ متعہ نہ کرلے۔''(۲)

ابوعبداللہ سے جب ایک آدمی نے متعہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے جواب میں کہا کہ ''مجھے سخت ناپسند ہے کہ کوئی بھی مسلمان آدمی اس دُنیا سے اس حال میں جائے کہ وہ کوئی ایسا عمل نہ کرسکا ہو جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔''(۳)

ابوجعفر سے ایک پوچھنے والے نے پوچھا کہ:

''کیا متعہ کرنے والے کو ثواب ملے گا؟ آپ نے کہا: وہ آدمی جو خدا کی ذات کے لئے متعہ کرے وہ جو بات بھی منہ سے نکالے گا اس کے بدلہ میں اس کے لئے ایک نیکی لکھی جائے گی، اس عورت کی طرف ہاتھ بڑھائے گا تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جائے گی، جب اس کے قریب جائے گا تو اس عمل سے اس کا ایک گناہ بخش دیا جائے گا۔ پھر جب غسل کرے گا تو جتنے بالوں سے پانی گزرے گا اتنے ہی اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے، میں نے پوچھا: بالوں کی گنتی کے برابر؟ آپ نے کہا: ہاں! جتنے بال ہوں گے اتنے گناہ بخشے جائیں گے۔''(۴)

جعفر صادق کی طرف منسوب کردہ ایک جھوٹی روایت ہے، کہتے ہیں کہ آپ نے کہا ہے:

''متعہ میرا اور میرے آباء کا دین ہے۔ جس نے اس پر عمل کیا اس نے ہمارے دین پر عمل کیا، جس نے اس کا انکار کیا، اس نے ہمارے دین کا انکار کیا، اور دوسرے دین کا معتقد ہوگیا، متعہ سلف کی قربت حاصل کرنے اور شرک سے مامون ہونے کا ذریعہ ہے، متعہ سے پیدا

---

(۱) ''الفروع من الکافی'' ج۵ ص۴۶۱

(۲) ''من لا یحضرہ الفقیہ'' ج۳ ص۳۶۶

(۳) ایضاً ج۳ ص۴۶۳

(۴) ''من لا یحضرہ الفقیہ'' ج۳ ص۳۶۶

ہونے والا بچہ نکاح سے پیدا ہونے والے بچے سے افضل ہے، متعہ کا انکار کرنے والا کافر و مرتد ہے۔ اس کو تسلیم کرنے والا مومن ہے، موحد ہے، متعہ میں دو امر ہیں، ایک امر اس اجرت پر جو عورت کو دی جاتی ہے، اور دوسرا اجر متعہ کرنے پر۔"(۱)

متعہ، اہل بیت پر سراسر الزام وتہمت اور بہتان وافتراء ہے۔ اس بات کی دلیل یہ ہے کہ کسی کتاب میں بھی، حتیٰ کہ خود ان کی اپنی کتابوں میں بھی کسی ایسی عورت کا ذکر نہیں کیا گیا جس سے ان کے بارہ ائمہ میں سے کسی ایک امام نے بھی متعہ کیا ہو، ان میں ان کا وہ امام غائب بھی شامل ہے جو ابھی تک پیدا نہیں ہوا۔ اس کے باوجود کہ ان کے ائمہ کی تمام عورتوں کا ذکر، اور ان کے نام، کتابوں میں موجود ہیں۔ ان کتابوں میں پوری تفصیل کے ساتھ علیؓ بن ابی طالب سے لے کر حسن عسکری تک، بشمول امامِ غائب، تمام ائمہ کی سیرت وسوانح اور ان کی عورتوں کا ذکر موجود ہے، نہ ہی اہل بیت کی اولاد میں سے کسی کے بارے میں یہ ملتا ہے کہ وہ متعہ سے پیدا ہوا۔

ان لوگوں کے ہاں عارضی استعمال کے لئے شرمگاہ کا لینا اور دوستوں کو پیش کرنا بھی مباح ہے۔ طوسی نے ابوالحسن اطاری سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے کہا ہے: "میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ عارضی استعمال کے لئے شرمگاہ لینا کیسا ہے؟ آپ نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں۔"(۲)

اسی جیسی ایک روایت ان لوگوں نے آپ کے والد سے بھی بیان کی ہے، طوسی نے ہی زرارہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے کہا:

"میں نے ابوجعفر علیہ السلام سے پوچھا: کیا کوئی آدمی اپنی لونڈی اپنے بھائی کے لئے حلال کرسکتا ہے؟ آپ نے کہا: کوئی حرج نہیں۔"(۳)

ان کی انتہائی گھناؤنی اور جھوٹی روایات میں سے ایک وہ ہے، جسے ان لوگوں نے جعفر

---

(۱) "تفسیر منہج الصادقین" للملا کاشانی ج ۲ ص ۴۹۵

(۲) "الاستبصار" للطوسی ص ۱۴۱ ج ۳

(۳) ایضاً ص ۱۳۹ ج ۳

بن باقر کی طرف منسوب کیا ہے، کہتے ہیں کہ آپ نے کہا ہے:

''ایک عورت عمر کے پاس آئی اور کہنے لگی: میں نے زنا کیا ہے مجھے پاک کر دیجئے، آپ نے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ امیر المومنین صلوٰت اللہ علیہ کو اس بات کا پتہ چلا، آپ نے پوچھا، تو نے کیسے زنا کیا؟ وہ کہنے لگی: میں ایک جنگل سے گزر رہی تھی کہ مجھے شدید پیاس لگی، میں نے ایک اعرابی سے پانی مانگا، جب تک میں اپنے آپ کو اس کے حوالے نہ کر دوں اس نے پانی دینے سے انکار کر دیا، اس پر امیر المومنین علیہ السلام نے کہا: ربِ کعبہ کی قسم یہ تو شادی ہے۔''(۱)

ذرا غور کیجئے کہ یہ لوگ اسی طرح کی جھوٹی روایات بیان کر کے کس طرح برائیوں اور منکرات کے دروازے کھول رہے ہیں۔

عورتوں سے غیر فطری فعل!

اہل بیت کی طرف منسوب کردہ بے شمار جھوٹ اور بے بنیاد روایت میں سے ایک جھوٹ یہ بھی ہے کہ یہ لوگ ان حضرات سے عورتوں کے ساتھ غیر فطری فعل کا جواز نقل کرتے ہیں، چنانچہ کلینی رضا سے روایت کرتا ہے کہ اس نے صفوان بن یحییٰ سے پوچھا:

''آپ کے غلاموں سے ایک آدمی نے مجھے آپ سے ایک مسئلہ پوچھنے کا حکم دیا ہے، آپ نے کہا: کیا مسئلہ ہے؟ میں نے کہا، کیا آدمی اپنی عورت کے ساتھ غیر فطری فعل کر سکتا ہے؟

آپ نے کہا: ایسا کر سکتا ہے، راوی کہتا ہے میں نے پوچھا، کیا آپ کرتے ہیں؟

آپ نے کہا: ہم ایسا نہیں کرتے۔''(۲)

ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے دوسرے کسی آدمی کے متعلق یہ مسئلہ پوچھا کہ:

''ایک آدمی عورت کے ساتھ غیر فطری راستے سے شہوت رانی کیا کرتا ہے۔ گھر میں

---

(۱) ''الفروع من الکافی'' ج۵ ص۴۶۸

(۲) ''الفروع من الکافی''، للکلینی ج۵ ص۴۰/ الاستبصار ج۳ ص۲۴۳، ۲۴۴

بہت سے لوگ موجود تھے، اس نے مجھ سے بلند آواز میں کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: جس نے اپنے غلام کو اس چیز کا مکلّف کیا جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا، اسے چاہئے کہ وہ اسے بیچ ڈالے (یعنی لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے ایسا کیا) پھر گھر میں موجود لوگوں کے چہروں پر نظر ڈالی اور میری طرف متوجہ ہو کر کہا: اس میں کوئی حرج نہیں۔"(۱)

آپ کے پوتے اور حضراتِ شیعہ کے آٹھویں امامِ معصوم۔ ابوالحسن رضا سے ایک روایت نقل کرتے ہیں جو اس سے بھی زیادہ گھناؤنی اور واشگاف الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔ طوسی نقل کرتا ہے کہ: "آپ سے کسی نے یہ مسئلہ پوچھا کہ کیا مرد عورت کے ساتھ غیر فطری راستے سے اپنی شہوت پوری کرسکتا ہے؟ آپ نے کہا: اس چیز کو قرآن کی یہ آیت، جو لوط علیہ السلام کا قول ہے، حلال قرار دے رہی ہے: "**هٰـؤلاء بـنـاتـي هنّ اطهر لكم**" (یہ میری بیٹیاں تمہارے لئے زیادہ پاکیزہ ہیں) سمجھا گیا ہے کہ اس سے ان کی مراد غیر فطری راستہ تھا۔"(۲)

اسی طرح ان لوگوں نے جعفر کی ایک اور روایت عبداللہ بن ابی یعقوب کے حوالے سے نقل کی ہے کہ آپ نے کہا ہے:

"میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس آدمی کے بارے میں مسئلہ پوچھا جو عورت کے ساتھ غیر فطری راستے سے شہوت رانی کیا کرتا ہے؟ آپ نے کہا: اگر عورت راضی ہو تو کوئی حرج نہیں، میں نے کہا، پھر اللہ کے اس ارشاد کا کیا مطلب ہے: "**فـاتـوهـن مـن حيـث امـركـم الله**" (تم ان عورتوں کے پاس اسی راستے سے آؤ جس سے آنے کا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے) آپ نے کہا: یہ اس وقت ہے جب اولاد چاہتا ہو۔"(۳)

ایک اور روایت ان لوگوں نے یونس بن عمار سے نقل کی ہے۔ یونس بن عمار کہتا ہے:

"میں بعض دفعہ اپنی لونڈی سے غیر فطری راستے سے شہوت پوری کیا کرتا تھا، وہ اس میں تکلیف محسوس کرتی تھی۔ میں نے خود سے وعدہ کیا کہ اگر یہی کام میں نے اپنی بیوی سے کیا

---

(۱) "الاستبصار" لشیخ الطائفہ ابوجعفر طوسی ص ۲۴۳ ج ۳ کتاب النکاح

(۲) "الاستبصار" ج ۳ ص ۲۴۳/ "تہذیب الاحکام" للطوسی ج ۷ ص ۴۱۵

(۳) "تہذیب الاحکام" للطوسی ج ۷ ص ۴۱۴ باب آداب الخلوۃ/ "الاستبصار" ج ۳ ص ۲۴۳۔

تو مجھے ایک درم صدقہ دینا پڑے گا، اب یہ بات میرے لئے بڑی دشوار ہوگئی ہے۔ آپ نے کہا: تجھے کچھ بھی دینا ضروری نہیں، یہ تو تیرا حق ہے۔" (۱)

یہ عقیدہ ہے ان حضرات کا اور رسول اللہ ﷺ واشگاف الفاظ میں فرمارہے ہیں کہ "میری امت کے مردوں پر میری امت کی عورتوں (۲) کے ساتھ غیر فطری راستے سے شہوت پوری کرنا حرام ہے۔" (۳)

خودساختہ شریعت

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اہل بیت کی طرف منسوب کی جانے والی بے بنیاد و بے حقیقت چیزوں میں ایسی بہت سی روایات بھی ہیں جو ان لوگوں نے ان کی طرف صرف اس لئے منسوب کردی ہیں کہ ان کا سہارا لے کر شریعت اسلامیہ کو معطل و متروک کردیا جائے، مسلمانوں کو شریعتِ اسلامیہ سے دُور کردیا جائے اور شریعت کے احکامات ومنہیات پر عمل کرنے سے روک دیا جائے۔ اُن اوباش اور گھٹیا و رذیل لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیا جائے جو حدود اللہ کو پھلانگ چکے اور احکاماتِ خداوندی کی کھلم کھلا نافرمانی کرنے والے ہیں، ان کو، جو اللہ کے احکامات وارشادات سے بے فکر و بے پرواہ ہیں، جو نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کو ایک مشقت اور ناقابل تحمل بوجھ سمجھتے ہیں، ان کا خیال ہے کہ ان اعمال میں پڑ کر انسان اپنا مال اور وقت ضائع و برباد کرتا ہے، اور حاصل کچھ بھی نہیں۔ اسی طرح وہ دُوسرے معاملات اور زندگی کے دوسرے مسائل میں شریعت کا ذرہ برابر خیال نہیں رکھتے اور سمجھتے ہیں کہ یہ حدود و قیود بے وجہ اور فضول چیزیں ہیں، جو ان کے سر تھوپ دی گئی ہیں۔

اس کے ساتھ ہی ساتھ ان لوگوں نے نفسِ امارہ کی باگیں بھی کھلی چھوڑ دیں، اور شہوات اور لذت پرستیوں کی طرف سرپٹ دوڑنے لگے، برائیوں اور منکرات وسیأت میں اپنے آپ کو غرق کرلیا۔

---

(۱) "الاستبصار" ج ۳ ص ۲۴۴

(۲) یہ لفظ محاش آیا ہے۔ محاش، محشہ کی جمع ہیں اور اس کا معنیٰ ہے "سرین"

(۳) "من لا یحضرہ الفقیہ" ج ۳ ص ۴۶۸، کتاب النکاح باب النوادر۔

اپنی نفس نوازیوں اور لذت پرستیوں کی وجہ سے یہ لوگ ہر قسم کی دینی اور اخلاقی حدود و قیود سے آزاد ہو کر زنا کو بھی متعہ کے نام پر جائز اور مباح قرار دے رہے ہیں، ذرا غور کیجئے کہ وہ متعہ جو مرد ایک ہزار عورتوں سے بھی، اور عورتیں ہزاروں مردوں سے بھی کر سکتی ہیں، فسق و فجور اور گناہ کے سوا کیا ہے؟

اسی طرح ان لوگوں نے تمام نیک اعمال اور فرائض و سنن کو ادا کرنے کی پابندی بھی اٹھالی ہے۔ ان کی تعلیمات کے مطابق دین و دنیا کے کسی معاملے میں بھی شریعت پر عمل کرنا ضروری نہیں۔

اسی لئے ان لوگوں نے خدا کی طرف بھی ان جھوٹی باتوں کی نسبت کی، جن سے خدائے بزرگ و برتر پاک اور بری ہیں، کہتے ہیں کہ اللہ نے کہا ہے:

''علی بن ابی طالب میری مخلوق پر میری حجت ہے، میرے شہروں میں میرا نور ہے، میرے علم کا امین ہے، جس نے اسے پہچان لیا اسے دوزخ میں نہیں ڈالوں گا خواہ وہ میری نافرمانی کرے، جس نے اس کا انکار کیا اسے جنت میں نہیں داخل کروں گا خواہ وہ میری اطاعت کرے۔''(۱)

گویا جنت و دوزخ میں داخل ہونے کے لئے خدا کی نافرمانی و فرمانبرداری کو کوئی دخل نہیں بلکہ اعتبار محبت علی کا ہے، جو اُن سے محبت کرے پھر وہ اسلام پر عمل کرے یا نہ کرے، یا خدا کے احکامات کی پیروی کرے یا نہ کرے، جنت میں داخل ہوگا۔ انسان کو چاہئے کہ علی سے محبت کرلے اور پھر جو چاہے کرتا پھرے، کوئی مواخذہ نہیں۔

صرف یہی نہیں، بلکہ اگر کسی کو اپنے کبائر اور کردہ گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں ڈالے جانے کا حکم بھی ہو جائے، اسے حوض سے دُور بھی کر دیا جائے تو بھی اگر وہ شیعہ ہوگا تو اُسے جنت ہی کی طرف لوٹا دیا جائے گا اور حوض سے سیراب کر دیا جائے گا۔

ایک جھوٹی اور من گھڑت روایت ان لوگوں نے گھڑ کر اللہ کی طرف منسوب کر دی ہے:

---

(۱) ''مقدمۃ البرہان فی تفسیر القرآن'' للبحرانی ص۲۳۔ اسی طرح کی روایت ''الخصال'' للقمی ج۲ص۵۸۳ میں بھی ہے۔

(وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا)

بیان کرتے ہیں ابوجعفر سے روایت ہے، آپ کہتے ہیں کہ: قیامت کے دن خدائے بزرگ و برتر لوگوں کو ایک بلند مقام پر ننگے پاؤں اور ننگے جسم جمع کرے گا۔ سب لوگ محشر میں کھڑے رہیں گے یہاں تک کہ پسینے سے شرابور ہو جائیں گے۔ پچاس سال تک اسی حالت میں کھڑے رہیں گے، ارشادِ خداوندی ہے:

"وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلاَ تَسْمَعُ اِلاَّ هَمْسًا" (تمام آوازیں اللہ کے سامنے پست ہو چکی ہوں گی اور آپ کانا پھوسی کے سوا کچھ نہیں سُن سکیں گے) راوی کہتا ہے: پھر عرش سے ایک پکارنے والا پکارے گا کہ نبی امّی کہاں ہے؟ نبی رحمت کہاں ہیں؟ محمد بن عبداللہ اُمّی کہاں ہے؟ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں کے سامنے آگے بڑھیں گے تا آنکہ حوض کے سامنے جا کر رُک جائیں گے، حوض کی لمبائی ایلہ سے صنعاء تک ہوگی، آپ ﷺ اس پر کھڑے ہو جائیں گے، پھر لوگوں کو پکاریں گے، لوگ ان کی طرف چلنے لگیں گے۔ ایک دن لوگ حوض پر آرہے ہوں گے اور ہٹائے جارہے ہوں گے کہ رسول اللہ ﷺ اچانک ایک آدمی کو دیکھیں گے جسے حوض سے ہٹایا گیا ہوگا، وہ آدمی ہم سے محبت کرنے والا ہوگا، آپ رو پڑیں گے اور کہیں گے:

اے پروردگار میں شیعانِ علی کو دیکھ رہا ہوں کہ انھیں دوزخ کی طرف پھیر دیا گیا اور میرے حوض تک پہنچنے سے روک دیا گیا ہے۔ راوی کہتا ہے: پھر اللہ آپ کی طرف فرشتہ بھیجیں گے اور پوچھیں گے: اے محمد ﷺ کس چیز نے تجھے رُلا دیا؟ آپ کہیں گے، شیعہ علی کی وجہ سے میں رویا، اس پر فرشتہ آپ سے کہے گا اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں:

اے محمد ﷺ! شیعہ علی میں نے تجھے ہبہ کئے، تجھ سے اور تیرے گھرانے سے محبت کرنے کی وجہ سے میں نے ان کے گناہ معاف کر دیئے، انھیں تجھ سے ملا دیا ہے، انھیں تیری جماعت میں شامل کر دیا، انھیں اپنے حوض پر لے آ۔

ابوجعفر علیہ السلام کہتے ہیں: کتنے ہی مرد اور عورتیں اس دن پکار رہے ہوں گے۔ جب

آپ کو دیکھیں گے تو کہیں گے، اے محمد ﷺ، اور پھر اس دن ایسا کوئی آدمی بھی جو ہمیں دوست رکھتا ہے، ہم سے محبت کرتا ہے، ہمارے دشمنوں سے اپنی براءت کرتا اور انھیں ناپسند کرتا ہوگا، ہماری جماعت میں اور ہم لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ ہمارے حوض پر ایسے لوگ لائے جائیں گے۔"(۱)

اسی جیسی روایت بحرانی نے بھی اپنی تفسیر "الاختصاص" میں مفید سے نقل کی ہے، لکھتا ہے:

"ابوسعید المدائنی سے روایت ہے کہ آپ نے کہا: میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا: خدا کی کتابِ محکم میں اس ارشاد کا کیا مطلب ہے: "وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا؟" تو آپ نے کہا: اے ابوسعید! ہماری ایک کتاب ہے جس کے ایک ورق پر خدا نے مخلوق کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے یہ لکھا تھا اور اسے اپنے ساتھ اپنے عرش پر رکھ لیا تھا، یا عرش کے نیچے رکھ لیا تھا، اس میں لکھا: اے شیعۂ آل محمد! تمہاری نافرمانی کرنے سے پہلے میں تمہیں بخش چکا ہوں۔ (۲) جو بھی اس حال میں آئے کہ محمد ﷺ اور آلِ محمد کی ولایت کا منکر نہ ہو، میں اسے اپنی رحمت سے اپنی جنت میں ٹھہراؤں گا۔"(۳)

میری جان اور میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، اللہ کے اس صادق وامین رسول ﷺ پر اس جھوٹی روایت کا بہتان لگاتے ہیں کہ:

"آپ نے کہا ہے: جس شخص کو خدا نے میرے اہلِ بیت کے ائمہ کی محبت دیدی اسے دنیا وآخرت کی بھلائی مل گئی، کوئی شک نہ کرے کہ وہ جنت میں ہوگا۔"(۴)

علیؓ کی طرف جھوٹی روایت منسوب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ نے کہا:

"جس نے مجھ سے محبت کی وہ ایسا نیک بخت ہے کہ اس کا حشر انبیاء کی جماعت کے ساتھ ہوگا۔"(۵)

---

(۱) تفسیر البرہان ص ۲۵۵ ج ۳/ "الصافی" ص ۸۷ ج ۲

(۲) یہ لوگ صرف ائمہ ہی کو معصوم نہیں سمجھتے بلکہ خود بھی معصومیت میں ان کے شریک ہیں کہ اللہ نے معصیت کا ارتکاب کرنے سے پہلے ہی انہیں بخش دیا ہے۔ جس کا یہ حال ہو وہ معصوم ہی ہوتا ہے۔ تو ائمہ بھی معصوم ہیں اور شیعہ خود بھی معصوم ہیں۔

(۳) "البرہان" ص ۲۲۸ ج ۳

(۴) "تفسیر نور الثقلین" ص ۵۰۴ ج ۲ مطبوعہ: قم ایران

(۵) "کتاب الخصال ص ۵۷۸ ج ۲

یعنی اب کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ انسان قرآن پڑھے، نماز ادا کرے، زکوٰۃ دے، روزہ رکھے، حج ادا کرے، اپنی جان کو تھکائے اور اپنی روح کو مشقت میں ڈالے، یہی بات کافی ہے کہ علیؓ سے محبت کرے اور بس۔ علیؓ سے محبت کرنے والے کے لئے اللہ پر لازم ہے کہ وہ اسے دوزخ سے نجات دے اور جنت کی نعمتوں میں داخل کرے۔ اس بات کو ان حضرات نے اپنی کتابوں میں واضح اور صاف صاف بیان کیا ہے۔ حضرات شیعہ کا صدوق، جو درحقیقت کذوب ہے، رسول اللہ ﷺ کی طرف اس جھوٹ و بہتان کو منسوب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ آپ ﷺ نے کہا ہے:

"اے علی! جس نے دل میں تجھ سے محبت کی گویا اس نے قرآن کا ایک تہائی پڑھ لیا، جس نے دل سے محبت کی اور زبان سے تیری مدد کی گویا اس نے دو تہائی قرآن پڑھ لیا، جس نے دل سے محبت کی، زبان سے تیری اعانت کی، اور اپنے ہاتھوں سے تیری مدد کی گویا اس نے پورا قرآن پڑھ لیا۔"(۱)

جہاں تک نماز، زکوٰۃ اور حج کا تعلق ہے ان کے بارے میں جعفر صادقؒ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے کہا، اور درحقیقت یہ ان پر بہتان ہے، کہ:

"اللہ ہماری جماعت میں سے اس آدمی کو جو نماز نہیں پڑھتا، اس آدمی کی وجہ سے معاف کر دیتا ہے جو نماز پڑھتا ہے۔(۲) اس آدمی کو جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، اس آدمی کی وجہ سے جو زکوٰۃ ادا کرتا ہے، معاف کر دیتا ہے...... ہماری جماعت کے اس آدمی کو جو حج نہیں کرتا، اس آدمی کی وجہ سے جو حج کرتا ہے، معاف کر دیتا ہے۔"(۳)

اس طرح شیعہ حضرات میں سے ہر آدمی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ نماز پڑھے، زکوٰۃ دے، اور حج کرے، کیونکہ کچھ دوسرے لوگ نمازیں پڑھتے، زکوٰۃ دیتے اور حج ادا کر دیتے ہیں جس سے ان حضرات کی طرف سے بھی سب چیزیں ادا ہو جاتی ہیں، ان سب فرائض و واجبات

---

(۱) "کتاب الخصال" ص ۱۸۰ ج ۲

(۲) عذاب اور تباہی سے بچا لیتا ہے۔

(۳) "تفسیر قمی" لعلی بن ابراہیم ج ۱ ص ۸۳، ۸۴/ تفسیر العیاشی" لمحمد بن مسعود سلمی عیاشی کے نام سے مشہور ہے۔ ج ۱ ص ۱۳۵

کے بدلہ میں ان کے ذمہ ضروری ہے کہ وہ اہل بیت سے محبت کریں، ان کی زیارت کریں، ان کے مقتولین اور فوت ہونے والوں پر ماتم کریں اور ان کی قبروں کی زیارت کریں۔

ذرا غور کیجئے کہ شیعہ حضرات کا دین کس قدر من گھڑت، خودساختہ اور ایک بالکل نیا دین ہے، جس کو اسلام سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ اسلام تو سرتاسر عمل کا دین ہے، جس میں فرائض وواجبات بھی ہیں، اس دین میں کچھ چیزوں کا حکم دیا گیا ہے اور کچھ چیزوں سے روکا بھی گیا ہے۔ اس دین میں رسولِ صادق وامین ﷺ کی زبان سے اس بات کا علم ہوا کہ خود اہلِ بیت بھی اللہ کے عذاب اور اس کی پکڑ سے اپنے آپ کو نہیں بچا سکتے۔ تا آنکہ اللہ کی رسی کو نہ تھام لیں۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات پر عمل نہ کریں۔ ان چیزوں سے رک نہ جائیں جن سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اہلِ بیت، اپنے چچا، پھوپھی، اپنی بیٹی اور اس کے گھر والوں کو خطاب کرتے ہوئے، ایک ایک کا نام لے کر فرمایا تھا کہ: ''اے بنی عبدالمطلب! اے رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی صفیہؓ! اپنے آپ کو خود دوزخ سے بچالو، میں اللہ کے ہاں تمہارے کوئی کام نہ آسکوں گا۔''(۱)

ذرا غور کیجئے کہ خود اہلِ بیت بھی صرف رسول اللہ ﷺ کی محبت، دوستی وتعلق اور ان کی قرابت کی وجہ سے نہ جنت میں داخل ہو سکتے ہیں نہ عذابِ خداوندی سے نجات پا سکتے ہیں، انھیں بھی اپنی نجات کے لئے عملِ صالح اور دینی و دنیاوی ہر معاملے میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنا ضروری ہے۔ اللہ کا رسول ﷺ ان کے بھی کچھ کام نہیں آ سکتا۔

آسمانوں سے رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والے قرآن نے اس بات کی تائید کی ہے، قرآن میں ارشاد ہے:

''لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی''(۲) (کوئی دوسرا نفس کسی کا بوجھ نہیں اٹھا سکے گا۔'')

ایک آیت میں ارشاد فرمایا: ''اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی، وَ اَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰی، ثُمَّ يُجْزٰهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰی.''(۳) (یہ کہ انسان جو کچھ کوشش کرے گا وہی پائے گا،

(۱) ''تفسیر منہج الصادقین'' ج۶ ص ۴۸۸

(۲) سورۃ الانعام: ۱۶۵ (۳) سورۃ النجم: ۳۹ تا ۴۱

اور یہ کہ اس کی محنت اسے دکھادی جائے گی، پھر اسے اس کا پور بدلہ دیا جائے گا۔)

ایک جگہ فرمایا: ''فَاَمَّا مَنْ طَغٰی، وَ اٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا، فَاِنَّ الْجَحِیْمَ ھِیَ الْمَاْوٰی، وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی، فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی.'' (۱) (جس نے سرکشی کی ہوگی، اور آخرت پر دنیا کو ترجیح دی تھی تو ایسے لوگوں کے لئے جہنم ہی ٹھکانہ ہوگا، اور جو کوئی اللہ کے مقام سے ڈرا ہوگا اور جس نے اپنے نفس کو ناجائز خواہشوں سے روکا ہوگا، پس اس کا ٹھکانہ جنت ہوگا۔

ایک آیت میں فرمایا: ''قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی، وَ ذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی.'' (۲) (جو پاک صاف ہوکر اپنے رب کا نام یاد کرتا ہے اور نماز ادا کرتا ہے وہ مراد پا جائے گا۔)

ایک جگہ خدائے بزرگ و برتر نے، جو سب سے زیادہ سچ کہنے والا ہے، اپنی کتاب محکم میں جس میں کسی پہلو سے بھی باطل اثر انداز نہیں ہوسکتا، فرمایا ہے:

''فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ، وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ.'' (۳) (پس جس شخص نے ذرہ جتنا بھی اچھا کام کیا ہوگا وہ اسے دیکھ لے گا، اور جس نے ذرہ جتنا برا کیا ہوگا وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔)

ایک جگہ فرمایا: ''قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ، الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خٰشِعُوْنَ، وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ، وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوْنَ، وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حٰفِظُوْنَ، اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِھِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ فَاِنَّھُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ، فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْعٰدُوْنَ، وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رٰعُوْنَ، وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ، اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْوٰرِثُوْنَ، الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ.'' (۴)

---

(۱) سورۃ النازعات: ۳۷ تا ۴۱

(۲) سورۃ الاعلیٰ: ۱۴-۱۵

(۳) سورۃ الزلزال: ۷-۸

(۴) سورۃ المومنون: ۱-۱۱

(نجات یاب وہ ایماندار ہیں جو اپنی نمازوں میں عاجزی کرتے ہیں۔ اور جو بے فائدہ باتوں سے روگرداں رہتے ہیں۔ اور جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں۔ اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں حتیٰ کہ اپنی عورتوں اور باندیوں کے سوا کسی سے نہیں ملتے۔ ان پر کوئی ملامت نہیں۔ ہاں جو لوگ اس کے سوا اور طریق اختیار کرتے ہیں، وہی حدود سے بڑھنے والے ہیں۔ اور وہ لوگ نجات یاب ہیں جو اپنی امانتوں اور وعدوں کا پاس کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہی لوگ وارث ہیں، جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے، جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔)

قرآنِ پاک کو اللہ نے لوگوں کے لئے ایک دستورِ حیات اور کتابِ ہدایت ورحمت بنا کر نازل کیا ہے۔ قرآن میں ایک جگہ خدائے بزرگ وبرتر فرماتا ہے:

"كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ، اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ، فِيْ جَنّٰتٍ يَتَسَآءَ لُوْنَ، عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ، مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ، قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ، وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ، وَ كُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ، وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ، حَتّٰى اَتٰنَا الْيَقِيْنُ، فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ."(۱)

(ہر آدمی اپنے اعمال میں گروی ہوگا، لیکن دائیں ہاتھ والے، باغوں میں ہوں گے۔ آپس میں ایک دوسرے کو مجرموں کی بابت پوچھیں گے کہ تم دوزخ میں کس وجہ سے داخل ہوئے؟ وہ کہیں گے، ہم نماز ادا نہ کرتے تھے۔ اور ہم مساکین کو کھانا نہ کھلاتے تھے، اور کاموں میں لگے رہتے تھے۔ اور یوم الجزاء کا انکار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ہمیں اس کا یقین ہو گیا۔ پس کسی سفارشی کی سفارش بھی ان کو مفید نہ ہوگی۔)

ایک جگہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی نوح علیہ السلام کی زبان سے وہ واقعہ بیان کر رہے ہیں، جب حضرت نوحؑ نے اپنے بیٹے کو طوفان میں غرق ہوتے دیکھا تو عرض کیا:

---

(۱) سورۃ المدثر: ۳۸ تا ۴۸

"رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَکَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْکَمُ الْحٰکِمِیْنَ، قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِکَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ فَلاَ تَسْئَلْنِ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّیْ اَعِظُکَ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ، قَالَ رَبِّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اَسْئَلَکَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ وَاِلاَّ تَغْفِرْلِیْ وَتَرْحَمْنِیْ اَکُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ." (۱)

(اے میرے مولا، میرا بیٹا بھی میرے عیال سے ہے اور تیرا وعدہ بالکل سچا ہے، تو سب حاکموں کا حاکم ہے اللہ نے کہا، اے نوح وہ تیرے عیال سے نہیں ہے کیونکہ وہ نیک عمل نہیں۔ پس جس چیز کا تجھے قطعی علم نہ ہو اس کا سوال نہ کیا کر، میں تجھے سمجھاتا ہوں کہ نادانوں کی سی حرکت نہ کیا کر۔ نوح بولا اے میرے مولا! جس چیز کی صحت کا مجھے علم نہ ہو اس کے سوال کرنے سے میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ اور اگر تو میرا گناہ نہ بخشے گا اور نہ رحم کرے گا تو میں بالکل خسارہ پا جاؤں گا۔)

ایک جگہ ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے والد کا قصہ بیان کرتے ہوئے حضرت ابراہیمؑ کا یہ قول بیان فرمایا کہ:

"یٰٓاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَ نِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَالَمْ یَاْتِکَ فَاتَّبِعْنِیْ اَهْدِکَ صِرَاطاً سَوِیًّا، یٰٓاَبَتِ لاَ تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا، یٰٓاَبَتِ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَّمَسَّکَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَکُوْنَ لِلشَّیْطٰنِ وَلِیًّا، قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰٓاِبْرٰهِیْمُ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّکَ وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا، قَالَ سَلٰمٌ عَلَیْکَ سَاَسْتَغْفِرُ لَکَ رَبِّیْ اِنَّهٗ کَانَ بِیْ حَفِیًّا." (۲)

(اے بابا مجھے اللہ کی طرف سے علم پہنچا ہے جو تجھے نہیں پہنچا۔ پس تو میری تابعداری کر، میں تجھے سیدھی راہ کی ہدایت کروں گا۔ اے میرے بابا، تو شیطان کی عبادت نہ کر، بے شک شیطان رحمان کا بے فرمان ہے۔ اے میرے بابا! مجھے خوف ہے کہ تجھے خدائے رحمان سے کوئی عذاب نہ پہنچ جائے پھر تو بھی شیطان کا قریبی ہو جائے گا۔ اس نے کہا اے ابراہیم! کیا

(۱) سورۂ ہود: ۴۵ تا ۴۷
(۲) سورۂ مریم: ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷۔

تو میرے معبودوں سے روگرداں ہے، اگر تُو باز نہ آیا تو تجھے سنگسار کروں گا اور مجھ سے دور ہو جا۔ ابراہیمؑ نے کہا: لیجئے سلام، میں تیرے لئے اپنے پروردگار سے بخشش مانگتا رہوں گا، میرا پروردگار میرے حال پر بڑا ہی مہربان ہے۔)

اس کے بعد فرمایا:

"وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ." (۱)

(اور ابراہیمؑ کی دعاء باپ کے لئے وعدہ کی وجہ سے تھی، جو اس سے کر چکا تھا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہو گیا، ابراہیمؑ بڑا ہی نرم دل اور بُردبار تھا۔)

قرآن پاک کی ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ نے صاف صاف بیان فرمادیا ہے کہ نجات اور کامیابی و فلاح حاصل کرنے کا طریقہ صرف یہ ہے کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا جائے، کتاب اللہ پر عمل کیا جائے، اس کے احکامات کی پیروی کی جائے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہر معاملہ میں اطاعت کی جائے۔ نماز زکوٰۃ، روزہ اور حج جیسی عبادات ادا کر کے اللہ کا قرب حاصل کیا جائے اور اللہ کے دین میں انسان پوری طرح داخل ہو کر ہر قسم کے گناہوں اور محرمات سے بچے۔ اس کے سوا دوسری کوئی چیز نجات کے لئے فائدہ مند نہیں ہو سکتی۔ یہاں بزرگوں، اولیاء اللہ اور اللہ کے نبیوں کے نسب سے ہونا کام نہیں آئے گا صرف ایک چیز کام آئے گی اور وہ ہے عمل صالح۔

دیکھ لیجئے رسول اللہ ﷺ کے حقیقی چچا اور آپ ﷺ کی دونوں بیٹیوں کے سسر ابولہب وراس کے گھرانے کے بارے میں ارشاد ہو رہا ہے:

"تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ، مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ، سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ، وَّامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ، فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ." (۲)

(ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور ٹوٹ چکے، نہ اس کا مال اس کے کچھ کام آئے گا نہ

(۱) سورۃ التوبۃ: ۱۱۴

(۲) سورۂ تبت

اس کی کمائی۔ جوش والی آگ میں داخل ہوگا۔ اس کی عورت بھی ایندھن اٹھائے داخلِ جہنم ہوگی۔ اس کی گردن میں مونج کی رسی ہوگی۔)

دوسرے چچا ابوطالب کے لئے جب آپ ﷺ نے دعائے مغفرت کرنا چاہی تو یہ آیت نازل ہوئی:

"مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْآ اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْآ اُولِيْ قُرْبٰى مِنْ بَعْدِ مَاتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ." (۱)

(نبی ﷺ اور مومنین کی شان سے بعید ہے، شرک کرنے والوں کے حق میں بخشش مانگیں، گو وہ قریبی ہوں، جب کہ انھیں معلوم ہو چکے کہ وہ جہنمی ہیں۔)

جو آدمی بھی قرآنِ مجید میں تدبّر اور اس کے معانی میں غور وفکر کرے، وہ یہ حقیقت معلوم کرسکتا ہے کہ نجات کا دارومدار خدائے بزرگ و برتر کی وحدانیت کے اقرار اور اس کے نبی محترم ﷺ کی رسالت کے اقرار پر ہے۔ کتاب وسنت پر عمل ہی سے انسان نجات پاسکتا ہے، ارشادِ خداوندی ہے:

"اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلاً صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْراً رَّحِيْمًا، وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا، وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا، — اس کے بعد فرمایا — اُوْلٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَ يُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّ سَلٰمًا، خٰلِدِيْنَ فِيْهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا." (۲)

(مگر جو شخص توبہ کرے اور نیک عمل کرے تو اللہ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور جو کوئی توبہ کرکے نیک عمل کرتا ہے، وہی اللہ کی طرف جھکتا ہے۔ اور وہ لوگ ہیں جو بیہودہ امور پر حاضر نہیں ہوتے۔ اور جب کسی بیہودگی کے پاس سے ان کا گزر ہوتا ہے تو اعزاز و اکرام سے گزر جاتے ہیں، اور وہ لوگ ہیں کہ جب اُن کو پروردگار کے احکام سے

---

(۱) سورۃ التوبۃ: ۱۱۳

(۲) سورۃ الفرقان: ۷۰تا۷۶

ہدایت کی جائے تو بہرے اور اندھے ہو کر اس پر نہیں گرتے، اور وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں، اے ہمارے پروردگار، ہم کو ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عنایت کر اور ہم کو متقیوں کا امام بنا۔ انہی لوگوں کو ان کے صبر کی وجہ سے بالا خانے ملیں گے اور وہاں دعاء اور سلام کے ساتھ ان کا استقبال کیا جائے گا۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور وہ بہت ہی اچھا ٹھکانہ ہے۔)

لیکن ان لوگوں کا اعتقاد سراسر اس کے برعکس ہے، یہ کہتے ہیں کہ: ''علی کی محبت ایک ایسی نیکی ہے جس کو کوئی برائی بھی ضرر نہیں پہنچا سکتی۔'' (۱)

ایک جگہ ان لوگوں نے کہا ہے: ''اہلِ بیت کی محبت سے لوگوں کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں، جس طرح تیز آندھی میں درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔'' (۲)

رسول اللہ ﷺ کی طرف اس جھوٹی روایت کو منسوب کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے میرے بھائی علیؓ بن ابی طالب کو اس قدر فضائل سے نوازا ہے جو گنتی میں نہیں آسکتے، جس نے ان کے فضائل میں سے ایک فضیلت کو دل سے مانتے ہوئے ذکر کیا، اللہ اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے، جس نے ان کی کسی فضیلت کو لکھا، جب تک اس کی وہ تحریر باقی رہے گی، فرشتے اس کے لئے مغفرت طلب کرتے رہیں گے، جس نے ان کی کسی فضیلت کو سنا، اللہ اس کے وہ تمام گناہ معاف کر دے گا جن کا تعلق سماع سے ہے، جس نے ان کی کتابِ فضائل پر نظر ڈالی، اللہ اس کے وہ تمام گناہ معاف کر دے گا جو اس نے نظر سے کئے ہوں گے۔'' (۳)

جہاں تک عملِ صالح کا تعلق ہے، تو اس کے متعلق یہ لوگ واضح طور پر کہہ چکے ہیں کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ جھوٹے، جعفر صادق کی طرف اس قول کو منسوب کرتے ہیں کہ آپ نے شیعہ کو مخاطب کر کے کہا: ''بخدا تم میں سے دو آدمی بھی دوزخ میں داخل نہیں ہوں گے بلکہ خدا کی قسم ایک بھی نہیں۔'' (۴)

---

(۱) ''تفسیر منہج الصادقین'' ج ۸ ص ۱۱۰ (۲) ایضاً ج ۸ ص ۱۱۱

(۳) ''حدیقۃ الشیعۃ'' لاحمد بن محمد جو مقدس اردبیلی کے نام سے مشہور ہے ص ۲ مطبوعہ طہران / ''کشف الغمۃ'' لعلی بن عیسیٰ اربلی ج ۱ ص ۱۱۲۔ (۴) ''الروضۃ من الکافی'' للکلینی ج ۸ ص ۷۸

کہتے ہیں کہ آپ نے شیعہ سے کہا: ''تم میں سے کوئی آدمی کوئی عمل کئے بغیر ہی اپنا نامۂ اعمال (نیکوں سے) بھر سکتا ہے۔''(۱)

''بلکہ وہ آدمی قیامت کے دن نبیوں کے درجے میں ان کے ساتھ ہوگا۔''(۲)

اپنے آٹھویں امامِ معصوم، ابوالحسن رضا کی طرف اس روایت کو منسوب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ نے کہا ہے:

''ہمارے گروہ میں سے کسی نے بھی کوئی گناہ یا غلطی نہیں کی مگر کسی چیز سے اس کے سب گناہ ختم ہو جائیں گے، اگر چہ اس نے بارش کے قطروں جتنے، کنکریوں اور ریت کے ذروں جتنے، کانٹوں اور درختوں جتنے گناہ کئے ہوں گے۔''(۳)

جس کا معاملہ یہ ہو اُسے کیا ضرورت ہے کہ وہ اپنے آپ کو کسی تکلیف و مشقت میں ڈالے، اس کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ علی اور آلِ علی سے محبت کرے اور پھر جہاں جیسے اور جو جی چاہے کرے، کیونکہ وہ تو مرفوع القلم ہے اس کے گناہ اور غلطیاں معاف ہو چکی ہیں، اسے جنت و خوشنودی کا پروانہ مل چکا ہے، اب کسی معصیت اور گناہ سے اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا اور نہ ایمان و عمل سے اس میں کوئی زیادتی ہی ممکن ہے۔

جہاں تک اظہارِ محبت کا تعلق ہے، اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ حسینؓ، رضا اور دوسرے اماموں کی قبروں کی زیارت کی جائے اور خدا کی خوشنودی و مغفرت اور جنت کے پروانے حاصل کر لئے جائیں، کہتے ہیں کہ:

حسین علیہ السلام کی زیارت (یعنی آپ کی قبر کی زیارت) ایک سو حجِ مبرور اور ایک سو مقبول عمرہ کے برابر ہے۔''(۴)

رسول اللہ ﷺ کی طرف یہ جھوٹ منسوب کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے حسینؓ کی موت کے بعد اس کی زیارت کی، اس کے لئے جنت ہے۔''(۵)

---

(۱) ''الروضہ من الکافی''، للکلینی ج۸ص ۳۱۵ (۲) ''مقدمۃ البرہان'' ص ۲۱
(۳) ''عیون اخبار الرضا'' لابنِ بابویہ قمی ج۲ص ۲۳۶
(۴) ''الارشاد'' للمفید ص ۲۵۲ مکتبہ بصیرتی قم (۵) ایضاً

جوان کی زیارت نہ کر کے وہ اُن کی شہادت پر ماتم کرے اور جنت حاصل کرے۔ باقر بن زین العابدینؒ کی طرف منسوب کر کے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے کہا ہے:

''حسین پر بہایا جانے والا کوئی آنسو نہیں بہتا مگر اس کے بدلے میں خدا اس آدمی کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔''(۱)

اور کہتے ہیں کہ: ''اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔''(۲)

اسی طرح جو رضا کا ماتم کرے اس کو بھی جنت مل جاتی ہے، رضا سے ان لوگوں نے اس روایت کو نقل کیا ہے کہ: ''جو مومن بھی میری زیارت کرے اور (آنکھ سے) اس کے چہرے پر آنسو کا ایک قطرہ بہہ نکلے، خدا اس کے جسم کو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔''(۳)

اور جو آپ کی قبر کی زیارت کرے اس کے بارے میں اپنے نویں امام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے کہا ہے:

''جس نے میرے والد کی قبر کی زیارت کی، خدا اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے، قیامت کے دن اس کے لئے ایک منبر نبی کے منبر کے برابر رکھا جائے گا تا آنکہ بندے حساب سے فارغ ہو جائیں۔''(۴)

''جس نے میرے بیٹے کی قبر کی زیارت کی گویا خدا کے نزدیک اس نے ستر حجِ مبرور ادا کیے۔ راوی کہتا ہے۔ میں نے کہا: ستر حج؟ آپ نے کہا: ہاں! ستر ہزار حج - ان کے جھوٹ سے خدا کی پناہ کتنے جھوٹے اور بُرے لوگ ہیں۔ اس کے بعد کہا: کچھ حج قبول نہیں بھی کیے جاتے۔ جس نے ان کی زیارت کی اور ان کے پاس رات گزاری گویا اس نے عرشِ خداوندی پر اللہ کی زیارت کی......

یا اللہ! اس خرافات کو نقل کرنے پر ہم تجھ سے مغفرت کے خواستگار ہیں۔

---

(۱) ''جلاء العیون'' للمجلسی فارسی ج ۲ ص ۴۶۸

(۲) ایضاً ص ۴۶۴، البکاء علی الحسین کے باب میں

(۳) ''عیون اخبار الرضا'' ج ۲ ص ۲۲۷

(۴) ایضاً ص ۲۵۹ ج ۲

راوی کہتا ہے: ''میں نے کہا: عرشِ خداوندی پر اللہ کی زیارت کے برابر یہ عمل ہے؟ آپ نے کہا، ہاں!۔''(۱)

علی رضا کی روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے کہا: ''ایک دن تم پر آنے والا ہے، جس دن تم طوس میں میری تربت کی زیارت کرو گے، سن لو جس نے حالت غسل میں میری زیارت کی، وہ گناہوں سے اس طرح صاف ہو گیا، جیسے آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہے۔''(۲)

بیان کرتے ہیں: ''جو مومن بھی آپ کی قبر کی زیارت کرے گا، خدا اس کے لئے جنت واجب، اور اس کے جسم کو دوزخ پر حرام کردے گا۔''(۳)

اسی طرح جو آپ کی بہن فاطمہ بنت موسیٰ کی زیارت کرے، اس کے لئے بھی جنت ہے۔ سعد بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے کہا:

''میں نے ابوالحسن رضا علیہم السلام سے فاطمہ بنت موسیٰ بن جعفر علیہا السلام کی (یعنی ان کی قبر کی) زیارت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے کہا: جس نے آپ کی زیارت کی اس کے لئے جنت ہے۔''(۴)

---

(۱) ''عیون اخبار الرضا'' ج۲ ص۲۵۲

(۲) یہ لوگ جھوٹ میں اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ اگلوں پچھلوں سب کو پیچھے چھوڑ گئے ہیں، ان کے علماء، فقہاء اور محدثین میں سے ہر ایک کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ جھوٹ گھڑ سکیں، ہر ایک دوسرے سے بڑھنا چاہتا ہے اور اسی سبقت میں وہ یہ بھی بھول جاتا ہے کہ پہلوں نے کیا کہا ہے اور بعد والے کیا کہیں گے؟ سب کو معلوم ہے کہ شیعہ کے ہاں حسینؓ کا جو درجہ ہے، وہ درجہ انھوں نے کسی اور کو نہیں دیا۔ لیکن ابن بابویہ قمی جب رضا کا ذکر کرتے ہوئے مبالغہ آرائی شروع کرتا ہے تو وہ بھول جاتا ہے کہ ان کا مذہب کیا ہے، اور وہ موسیٰ رضا کو حسینؓ سے بھی افضل کہہ جاتا ہے۔ ''الارشاد'' میں اس نے بیان کیا ہے کہ ''حسین کی قبر کی زیارت سو حج کے برابر ہے'' جب رضا کا ذکر آیا تو اس نے لکھا ہے کہ ''رضا کی زیارت ہزار حج کے برابر ہے۔'' (دیکھئے ص۲۵۷ عیون اخبار الرضا) اس سے بھی بڑھ کر کہتا ہے:

آپ کی زیارت حسین کی قبر کی زیارت سے افضل ہے جیسا کہ مجلی بن مخریاء نے بیان کیا ہے کہ: ''میں نے ابوجعفر رضا سے پوچھا: میں قربان جاؤں، رضا علیہ السلام کی زیارت افضل ہے یا حسینؓ کی؟ آپ نے کہا میرے والد کی زیارت افضل ہے۔'' (عیون اخبار الرضاء ج۲ ص۱۶۲)

اس سے بھی بڑھ کر کہتا ہے: ان کی قبر کی زیارت کرنا بیت اللہ کی زیارت سے افضل ہے۔'' (عیون ج۲ ص۲۵۸)

(۳) ''عیون اخبار الرضا'' ج۲ ص۲۵۵

(۴) ''عیون اخبار الرضا'' ج۲ ص۲۶۷ باب ثواب زیارۃ فاطمہ علیہا السلام قم۔

یہ ان لوگوں کا دین ہے اور قبروں اور زیارت گاہوں پر مبنی ہے یہ ان کا مذہب ہے۔ ان کا مذہب ہی زیارتیں کرنا، ماتم کرنا، اور اہل بیت سے محبت و تعلق کے دعوے کرنا ہے۔ ان کے مذہب میں فرائض و واجبات، حدود، منکرات، سیئآت یا عملِ صالح وغیرہ نام کی کوئی چیز سرے سے ہے ہی نہیں۔

ائمہ کے بارے میں شیعہ کا عقیدہ

جھوٹ ان لوگوں کی گھٹی میں پڑا ہے، جھوٹ کے سہارے ہی یہ پروان چڑھے ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ جھوٹ اور یہ قوم دونوں جڑواں بہنیں ہیں، کس قدر گھناؤنا اور مکروہ جھوٹ ہے کہ ان کے ائمہ ان خدائی صفات کے مالک ہیں جو صرف اور صرف خدائے بزرگ و برتر ہی کا خاصہ ہیں۔ یہ اپنے ائمہ کو خدائی فیصلوں اور خدائی امور میں ان کا شریک وساجھی سمجھتے ہیں۔ سبحانهٗ و تعالیٰ عمّا یقولون علوا کبیرا.

یہ ان کا محدث کلینی ہے، جو شیعہ حضرات کے ہاں اسی درجہ کا محدث ہے جس درجے کے محدث اہل سنت کے ہاں امام بخاریؒ ہیں۔ یہ علیؓ بن ابی طالب کی طرف اس جھوٹ کو منسوب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ آپ نے کہا ہے:

''مجھے وہ خوبیاں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ انبیاء کو بھی نہیں۔ مجھے مصیبتوں اور آفتوں کا علم عطا کیا گیا، مجھے انساب اور فصل الخطاب کا علم عطا کیا گیا، جو مجھ سے پہلے ہو چکا وہ میرے علم سے باہر نہیں، جو مجھ سے غائب ہے وہ مجھ سے دور نہیں۔''(۱)

جبکہ محمد ﷺ پر نازل شدہ اللہ کی کتاب میں صاف صاف بیان کر دیا گیا ہے کہ:

''وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ.''(۲)

(کسی نفس کو معلوم نہیں کہ کل کیا کرے گا، اور نہ کسی شخص کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین پر مرے گا؟ بے شک اللہ ہی علم والا اور سب کی خبر رکھنے والا ہے۔)

---

(۱) ''الاصول من الکافی'' ج ۱ ص ۱۹۷

(۲) سورۂ لقمان: ۳۴

کوئی شک نہیں کہ یہ شان اور یہ خوبی صرف خدائے بزرگ و برتر ہی کی ہے کہ:

"لاَ یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلاَ فِي الْاَرْضِ."(۱)

(ایک ذرہ بھر چیز بھی، نہ آسمانوں میں نہ زمینوں میں، اس سے مخفی رہ سکتی ہے۔)

اللہ تعالیٰ ہی نے اپنے نبی محمد ﷺ کو یہ کہنے کا حکم دیا تھا کہ:

"لاَ یَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ (۲)

(اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا، نہ آسمانوں کے فرشتے نہ زمین کے باشندے)

ان لوگوں نے نہ صرف یہ کہ علی رضی اللہ عنہ کو ان خدائی صفات سے متصف کیا، جو صرف ذاتِ خداوندی ہی کا خاصہ ہیں بلکہ کتاب اللہ اور رسول اللہ کی تعلیمات کے برعکس، ان تمام صفات سے اپنے ائمہ کو بھی متصف کرنے لگے، چنانچہ کلینی نے ایک مستقل باب قائم کیا ہے جس کا عنوان ہے "ائمہ علیہم السلام" جو کچھ ہو چکا اور جو آئندہ ہوگا، سب کا علم رکھتے ہیں اور کوئی چیز ان سے پوشیدہ نہیں۔"

اس باب کے تحت جعفر صادق کا یہ قول نقل کیا ہے۔ اور صاف ظاہر ہے کہ ان کی طرف جھوٹ منسوب کیا ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے کہا ہے: "مجھے ہر اس چیز کا علم ہے جو زمین و آسمان میں ہے، میں ہر اس چیز کا علم رکھتا ہوں جو جنت اور دوزخ میں ہے۔ جو کچھ ہو چکا اور جو ہوگا، سب معلوم ہے۔"(۳)

آپ کے والد محمد باقر کی طرف منسوب کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے کہا: "بخدا کوئی عالم کبھی جاہل نہیں ہو سکتا، کسی بھی چیز کا علم رکھنے والا اس چیز سے واقف نہیں ہو سکتا، اس کے بعد کہا: خدا اس سے بلند تر ہے کہ وہ کسی ایسے آدمی کی اطاعت فرض قرار دے جو زمین و آسمان کے علم سے بے بہرہ ہو، اس کے بعد کہا: اس سے کوئی چیز مخفی نہیں۔"(۴)

---

(۱) سورۂ سبا: ۳

(۲) سورۃ النمل: ۶۵

(۳) "الاصول من الکافی" کتاب الحجۃ ج ۱ ص ۲۶۱

(۴) ایضاً ج ۱ ص ۲۶۲

ابوالحسن کی طرف یہ جھوٹی روایت منسوب کرتے ہیں کہ: ''آپ بیٹھے ہوئے تھے، اسحاق بن عمار بھی آپ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شیعہ آپ کے پاس آیا، آپ نے اس سے کہا:

''اے فلاں! توبہ کی تجدید کر اور پھر سے عبادت کر، کیونکہ تیری عمر صرف ایک مہینہ باقی رہ گئی ہے، اسحاق کہتے ہیں، میں نے اپنے دل میں کہا: واہ واہ! اس طرح گویا آپ ہمیں یہ بتا رہے ہیں کہ آپ شیعہ حضرات کی موت کا علم رکھتے ہیں، یا ''شیعہ کی موت'' کی جگہ ''ہماری موت'' کا لفظ استعمال کیا۔ کہتے ہیں، آپ نے غضبناک ہو کر میری طرف دیکھا۔ کیونکہ آپ دل میں کھٹکنے والی بات جان گئے تھے...... اور کہا: اے اسحاق! تو اس سے انکار کرتا ہے؟ اے اسحاق! یہ آدمی تیرے اہل بیت کو گندی گالیاں بکتا ہے، اس نے تیرے کنبہ کو شدید افلاس میں مبتلا کر دیا ہے۔''(۱)

ان کی یہ روایت دیکھئے اور اللہ کا یہ ارشاد سنئے: ''وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ.'' (۲) (اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، ان کو وہی جانتا ہے)

حضرت جعفر صادقؒ اس بات کا اقرار کر رہے ہیں اور خود سے اور دوسرے اہل بیت سے غیب دانی کی نفی کر رہے ہیں۔ خود ان لوگوں نے سدیر کے حوالے سے آپ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے کہا ہے:

''میں ابوبصیر، یحییٰ بزار اور داؤد بن کثیر ابوعبداللہ علیہ السلام کی مجلس میں موجود تھے کہ آپ اچانک غصہ کی حالت میں ہمارے پاس آئے، جب اپنی جگہ پر بیٹھ چکے تو کہنے لگے: حیرت ہے ان لوگوں پر جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہم غیب جانتے ہیں۔ خدائے بزرگ و برتر کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔ میں نے اپنی فلاں لونڈی کو مارنا چاہا تھا، وہ بھاگ گئی، اب مجھے اتنا بھی علم نہیں کہ وہ کس گھر میں ہے؟''(۳)

اسی جیسی ایک اور روایت ''رجال الکشی'' میں بیان کی گئی ہے۔ آپ سے پوچھا گیا تھا

---

(۱) ''رجال الکشی''، ص ۳۴۸ اسحاق بن عمار کے حالات کے ضمن میں، مطبوعہ کربلا۔

(۲) سورۃ الانعام: ۵۹

(۳) ''کتاب الحجۃ من الکافی'' ج ا ص ۲۵۷۔

کہ ''ابوالخطاب -آپ کا شاگرد- یوں کہتا ہے:

آپ غیب جانتے ہیں اور یہ بات آپ نے اس سے کہی ہے؟ اس پر جعفر نے کہا: اس کا یہ کہنا ہے کہ میں غیب جانتا ہوں، اس ذات کی قسم، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں غیب نہیں جانتا ہوا گر میں نے اس سے یہ کہا ہو تو خدا مجھے میرے مرنے والوں پر اجر نہ دے۔ اور میرے زندہ عزیزوں کی زندگی میں برکت نہ کرے۔'' راوی کہتا ہے:

''میں نے اپنے اور عبداللہ کے درمیان ایک باغ تقسیم کیا۔ نرم و شاداب حصہ اس کی طرف اور پتھریلا حصہ میری طرف آ گیا۔ اگر میں غیب جانتا تو نرم و شاداب میری طرف اور پتھریلا حصہ اس کی طرف جاتا۔''(۱)

ابوبصیر کے حوالے سے محمد باقر کی طرف اس جھوٹ کو منسوب کر کے بیان کرتے ہیں کہ:

''میں نے ابوجعفر علیہ السلام سے کہا: کیا آپ قدرت رکھتے ہیں کہ مُردوں کو زندہ کردیں، کوڑھ اور برص کے مریضوں کو صحت یاب کردیں؟ آپ نے کہا: ہاں، خدا کے حکم سے۔ پھر مجھ سے کہا: اے ابومحمد میرے قریب آ، میں آپ کے قریب ہو گیا، آپ نے میرے چہرے اور میری آنکھوں پر ہاتھ پھیرا جس سے میں سُورج، زمین، گھر اور شہر کی ہر چیز کو دیکھنے لگا، پھر آپ نے مجھ سے کہا: کیا تو چاہتا ہے کہ تو یونہی رہے یا یہ چاہتا ہے کہ دُوسرے لوگوں جیسا ہو جائے اور قیامت کے دن جوان کے ساتھ ہو وہی تیرے ساتھ بھی ہو یا تو پہلے ہی کی طرح ہو جانا چاہتا ہے اور اس کے بدلے میں تجھے جنت مل جائے؟ میں نے کہا: میں ویسا ہی ہونا چاہتا ہوں جیسا تھا، چنانچہ آپ نے میری آنکھوں پر ہاتھ پھیرا اور میں ویسا ہی ہو گیا جیسا پہلے تھا۔''(۲)

اپنے ائمہ کے متعلق ایک جھوٹ یہ کہتے ہیں کہ ''ان کے ائمہ کے پاس وُہ تمام کتابیں، جو نازل شدہ ہیں، موجود ہیں۔ اور باوجود دوسری زبانوں میں ہونے کے یہ انھیں سمجھتے ہیں۔''(۳)

یہ بھی کہتے ہیں کہ ''ائمہ کو اس بات کا علم ہے کہ وُہ کب مریں گے، اور ائمہ اپنے اختیار

---

(۱) ''رجال الکشی'' ص ۲۴۸
(۲) ''کتاب الحجۃ من الکافی'' ج ا ص ۴۷۰
(۳) ''الاصول من الکافی'' ج ا ص ۲۲۷

سے مرتے ہیں۔"(۱)

اور یہ کہ اگر ائمہ کی بات کی پردہ پوشی کی جائے تو وہ ہر آدمی کے بارے میں بتادیں کہ اسے کیا سزا اور کیا جزا ملے گی۔"(۲)

"ائمہ کے گھروں میں فرشتے آتے ہیں، ان پر سایہ فگن ہوتے ہیں، انھیں باتیں بتا جاتے ہیں۔"(۳)

"ان کے پاس ایسا علم ہے جس کا متحمل نہ کوئی مقرب فرشتہ ہوسکتا ہے نہ کوئی نبی اور نہ کوئی رسول۔"(۴)

"امام سے کسی آدمی کی کوئی بات پوشیدہ ہے، نہ کسی پرندہ، درندہ، اور کسی ذی رُوح کی کوئی چیز مخفی۔"(۵)

قائم کا ظہور

اہل بیت کی طرف منسوب کردہ بے شمار جھوٹی باتوں میں سے کچھ وہ روایات اور اقوال ہیں جن کا تعلق قائم کے ظہور سے ہے۔ ان روایات میں بتایا گیا ہے کہ حسن عسکری کی اولاد میں سے ایک قائم (امام) ظہور پذیر ہوگا، جو ابھی تک پیدا نہیں ہوا۔ ان کے عقیدے کے مطابق یہ امامِ غائب اہلِ بیت کے دشمنوں کو زندہ کرے گا اور انھیں قتل کرے گا۔

شیعہ حضرات کا سب سے بڑا محدث، بخاریٔ قومِ شیعہ کلینی، سلام بن مستنیر کی یہ روایت نقل کررہا ہے کہ:

"میں نے ابوجعفر علیہ السلام کو یہ کہتے سنا ہے کہ جب قائم ظہور پذیر ہوگا تو ہر انسان پر ایمان پیش کیا جائے گا۔ اگر اس نے حقیقتِ ایمان کو پالیا تو ٹھیک، ورنہ اس کی گردن ماردی

(۱) "الاصول من الکافی" ج ا ص ۲۵۸
(۲) ایضاً ص ۲۶۴
(۳) "الاصول من الکافی" "کتاب الحجۃ" ج ا ص ۳۹۳
(۴) ایضاً ص ۴۰۲
(۵) "قرب الاسناد" للحمیری ص ۱۴۶ مطبوعہ: مکتبۂ نینوی طہران

جائے گی، یا وہ جزیہ ادا کرے گا جس طرح آج ذمّی لوگ جزیہ ادا کرتے ہیں، اس کی کمر میں ہمیانی باندھ دی جائے گی اور اسے شہروں سے باہر ارد گرد کے دیہات کی طرف نکال دیا جائے گا۔"(۱)

صرف یہی نہیں بلکہ شیعہ مفسر صافی کی جعفر سے نقل کردہ روایت کے مطابق "جب قائم ظہور پذیر ہوگا تو قاتلین حسین کی اولاد کو ان کے آباء واجداد کے عملوں کی وجہ سے قتل کرے گا۔"(۲)

صرف ان کی اولاد کو قتل کرنے پر بس نہیں کرے گا بلکہ مفید کی جعفر بن باقر سے نقل کردہ روایت کے مطابق، ان کے آباء واجداد کو بھی زندہ کر کے قتل کرے گا:

"جب قائم، آلِ محمد صلوات اللہ وسلامہ علیہم میں سے ظہور پذیر ہوگا تو قریش کے پانچ سو آدمیوں کو زندہ کرے گا اور ان کی گردن مار دے گا، پھر مزید پانچ سو آدمیوں کو زندہ کرے گا اور اُن کی گردن مار دے گا، اس طرح چھ دفعہ یہی عمل کرے گا۔"(۳)

اسی قدر جھوٹ پر بس نہیں کی، اتنے جھوٹ بول کر بھی ان کے پیٹ کی آگ ٹھنڈی نہیں ہوئی اور بالآخر محمد باقر کی طرف ایک جھوٹ منسوب کر کے جھوٹ کی انتہائی حدوں کو چھولیا۔ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے کہا ہے:

"جب ہمارا قائم ظہور پذیر ہوگا تو حمیراء (یعنی ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) کو زندہ کیا جائے گا اور ان پر حد قائم کی جائے گی، محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ کا انتقام لیا جائے گا، آپ سے پوچھا گیا کہ: آپ پر حد کیوں قائم کی جائے گی؟ آپ نے کہا: امِ ابراہیم پر بدکاری کا الزام لگانے کی وجہ سے، آپ سے پوچھا گیا: اللہ قائم کو اتنا موخر کیوں لایا؟ آپ نے کہا: اللہ نے محمد ﷺ کو رحمت بنا کر بھیجا ہے اور قائم علیہ السلام کو زحمت و مصیبت بنا کر بھیجا ہے۔"(۴)

---

(۱) "الروضۃ من الکافی" ج ۸ ص ۲۲۷
(۲) "تفسیر الصافی" سورۃ البقرۃ ج ۱ ص ۱۷۲
(۳) "الارشاد" للمفید ص ۳۶۴
(۴) "تفسیر الصافی" سورۃ الانبیاء ج ۲ ص ۱۰۸

اسی طرح ان لوگوں نے بہت سی بے بنیاد روایات بیان کی ہیں اور انھیں ائمہ کی طرف منسوب کردیا ہے۔ ان میں سے ابوجعفر باقر کی طرف منسوب کردہ ایک روایت ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔

''قائم کوفہ میں نجف کے مقام پر متمکن ہوگا، وہ مکہ سے پانچ ہزار فرشتوں کے ایک جلوس کے ساتھ نجف کی طرف روانہ ہوگا، جبرئیل اس کے دائیں طرف، میکائیل بائیں طرف اور مومنین اس کے سامنے ہوں گے، وہ فوجوں کو ملکوں میں تقسیم کردے گا۔ سب سے پہلے اس کی بیعت کرنے والا جبرائیل ہوگا۔''(۱)

عجیب وغریب مسائل

اہل بیت کی طرف منسوب کردہ بے شمار جھوٹی روایات میں سے ایک جھوٹ وہ ہے جو ان لوگوں نے ابوعبداللہ جعفر بن باقر کی طرف منسوب کیا ہے کہ آپ نے کہا ہے:

''اگر حالتِ نماز میں تیرے عضوِ مخصوص سے مذی یا ودی بہہ نکلے تو اسے مت دھو، نہ نماز کو توڑ اور نہ ہی اس کی وجہ سے اپنا وضو توڑ، اگرچہ وہ بہتے بہتے تیرے ٹخنوں تک جا پہنچے، یہ تو ناک سے نکلنے والی گندگی کی مانند ہے، وضو کرنے کے بعد جو چیز بھی بواسیر وغیرہ خارج ہو، اس سے کچھ نہیں ہوتا۔ (یعنی وضو یا نماز نہیں ٹوٹتی)''(۲)

اسی طرح آپ کے والد محمد باقر بن علی زین العابدین کی طرف یہ جھوٹ منسوب کیا ہے، کہتے ہیں کہ:

''آپ سے اس مذی کا حکم پوچھا گیا جو بہتے بہتے ران تک پہنچ جائے، آپ نے کہا: اس سے نہ نماز ٹوٹتی ہے اور نہ ہی ران کو دھویا جائے گا۔''(۳)

بیان کرتے ہیں کہ عمر بن زید نے کہا ہے:

---

(۱)''روضۃ الواعظین'' ج۲ص۳۶۴، ۳۶۵۔/''الارشاد''۳۶۴

(۲)''الفروع من الکافی'' ج۳ص۳۹۔/''تہذیب الاحکام'' ج۱ص۲۱۔/''الاستبصار'' ج۱ص۹۴

(۳)''الفروع من الکافی'' ج۳ص۲۰، کتاب الطہارۃ

''میں نے جمعہ کے دن مدینہ میں غسل کیا، خوشبو لگائی اور کپڑے پہنے۔ ایک لونڈی میرے پاس سے گزری، میں نے اس کی ران میں شہوت پوری کی، میرا پانی بہہ گیا اور وہ محفوظ رہی، میرے دل میں کچھ گرانی سی محسوس ہوئی، میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے مسئلہ پوچھا، آپ نے کہا: تجھے وضو کرنا ضروری نہیں اور نہ ہی اس کے لئے غسل ضروری ہے۔''(۱)

جعفر صادق کی طرف منسوب ایک اور جھوٹ سنئے۔ ''کہتے ہیں کہ آپ نے حنان بن سدیر کو کالا جوتا پہنے دیکھا تو پوچھنے لگے: تو نے کالا جوتا کیوں پہنا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اس میں تین صفتیں ہیں؟ میں نے کہا: قربان جاؤں کیا تین صفتیں ہیں؟ آپ نے کہا: یہ نظر کو کمزور کرتا ہے، آلۂ تناسل کو ڈھیلا کرتا ہے اور غم کو بڑھاتا ہے، اس کے علاوہ یہ متکبرین کا پہناوا ہے۔ تجھے چاہئے کہ تو پیلا جوتا پہنے، اس میں بھی تین صفتیں ہیں، بیان کرتا ہے کہ میں نے پوچھا: کون کون سی صفتیں؟ آپ نے کہا: نظر کو تیز کرتا ہے، آلۂ تناسل کو سخت کرتا ہے اور غم کو مٹاتا ہے۔''(۲)

کوئی پوچھے کہ جوتے کا آلہ تناسل کی سختی اور نرمی سے کیا تعلق؟

اپنے ساتویں امام- ابوالحسن اول کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ آپ نے کہا ہے:

''خوبصورت چہرے کو دیکھنا نظر کو تیز کرتا ہے۔''(۳)

ابوجعفر کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ آپ نے کہا ہے:

''تین چیزیں تین چیزوں سے کبھی سیر نہیں ہوتیں، زمین بارش سے، آنکھ دیکھنے سے، اور عورت آلۂ تناسل سے۔''(۴)

آپ ہی سے ایک اور روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ نے کہا ہے: ''دس چیزوں میں صحت ہے۔ کھانے میں، پینے میں، خوبصورت عورت کی طرف دیکھنے میں اور جماع کرنے میں۔''(۵)

---

(۱) ''وسائل الشیعۃ'' للحر العاملی، کتاب الطہارۃ ج ۱ص ۱۹۸

(۲) ''کتاب الخصائل'' لابن بابویہ قمی باب الثلاثۃ ج ۱ص ۹۹

(۳) ''کتاب الخصائل'' باب الثلاثۃ ج ۱ص ۹۲

(۴) ایضاً ج ۱ص ۲۲۱

(۵) باب العشرۃ ج ۲ص ۴۴۳

کہتے ہیں کہ آپ سے پوچھا گیا تھا" کیا مرد اپنی عورت کو ننگی دیکھ سکتا ہے؟ آپ نے کہا: کوئی مضائقہ نہیں، اسی میں تو مزہ ہے۔"(۱)

کہتے ہیں کہ"ابوالحسن سے پوچھا گیا کہ: کیا مرد اپنی عورت کی شرمگاہ کو بوسہ دے سکتا ہے؟ آپ نے کہا: کوئی مضائقہ نہیں۔"(۲)

ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ان لوگوں کے ائمہ کو اس قسم کے مسائل سے کیا تعلق ہے اور ایسے مسائل بیان کرنے میں کیا حکمت ہے؟ یہ کیسا دین ہے جو اپنے پیروؤں کو حکم دیتا ہے کہ وہ خوبصورت عورتوں کو گھوریں، آلۂ تناسل کو سخت کریں، کھانے، پینے، جماع کرنے اور دوسری خرافات کی ترغیب دینا تو ایک عام انسان کی شرافت سے بھی بعید تر ہے۔ چہ جائے کہ ثقہ و معتبر اور بقول ان کے ائمہ، اس قسم کی ترغیب دیں۔

جہاں تک مسلمان کی شرمگاہ کا تعلق ہے تو اس کے متعلق ابوالحسن موسیٰ کاظم کی یہ روایت سن لیجئے کہ:

"قابلِ ستر شرمگاہ دو ہیں۔ اگلی شرمگاہ اور پچھلی شرمگاہ۔ جہاں تک پچھلی شرمگاہ کا تعلق ہے وہ دو چوتڑوں میں چھپی ہوئی ہے۔ باقی رہی اگلی شرمگاہ سو اُسے تُو اپنے ہاتھ سے چُھپا لے۔"(۳)

صرف یہی نہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر گندی گندی باتیں ان لوگوں نے بیان کی ہیں، بیان کرتے ہیں کہ ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام کہا کرتے تھے:

جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ لنگی وغیرہ کے بغیر حمام میں داخل نہ ہو۔ راوی کہتا ہے کہ: ایک دن آپ حمام میں آئے اور جسم پر (از قسم پوڈر) کچھ ملا۔ جب پورے جسم پر (از قسم پوڈر) کچھ مل دیا تو لنگی اتار پھینکی، آپ کے غلام نے آپ سے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ کیا آپ نے ہمیں لنگی باندھنے کا حکم نہیں دیا اور خود سے آپ نے لنگی اتار

(۱)"الفروع من الکافی" ج۲ ص۲۱۴ مطبوعہ ہندوستان
(۲) ایضاً
(۳) الفروع من الکافی کتاب الزی والتجمیل ج۶ ص۵۰۱ مطبوعہ طہران

چھینکی؟ اس کے جواب میں آپ نے کہا: کیا تجھے پتہ نہیں کہ پوڈر نے شرمگاہ کو ڈھانپ لیا ہے۔"(۱)

عبداللہ دابقی کی ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے بیان کیا:

"میں مدینہ میں ایک حمام میں داخل ہوا۔ دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی حمام کا نگراں ہے۔ میں نے پوچھا، اے بابا یہ حمام کس کا ہے؟ اس نے کہا: میرے والد ابوجعفر محمد بن علی بن حسین علیہم السلام کا۔ میں نے پوچھا: وہ بھی اس میں آتے تھے؟ اس نے کہا: ہاں، میں نے پوچھا: کیا کیا کرتے تھے؟ اس نے کہا: حمام میں داخل ہوتے، اپنے آلہ کی مالش کرتے اور اسے دیکھا نہ کرتے تھے، پھر اپنے جوتڑوں کی مالش کرتے اور مجھے بلاتے، میں ان کے سارے بدن کی مالش کرتا، ایک دن میں نے انھیں کہا: جس چیز کو میرا دیکھنا آپ ناپسند کرتے ہیں میں نے اسے دیکھ لیا ہے، آپ نے کہا: ہرگز نہیں۔ پوڈر نے اسے ڈھانپ لیا ہے۔"(۲)

کچھ اور عجیب مسئلے

ان لوگوں نے بے شمار عجیب وغریب مسئلے بنا رکھے ہیں، ایک عجیب مسئلہ وہ ہے جسے یہ لوگ محمد باقر کی طرف منسوب کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ" آپ نے اس آدمی کے بارے میں، جس نے اپنی بیوی کی ماں، اس کی بہن یا بیٹی سے زنا کیا ہو، کہا ہے کہ" اس سے اس کی بیوی حرام نہیں ہوتی۔"(۳)

اسی طرح کے اور بہت سے مسائل ان لوگوں نے بیان کئے ہیں۔

ایک عجیب وغریب مسئلہ ان کے ہاں یہ ہے کہ: نمازِ جنازہ بغیر وضو کے بھی جائز ہے۔ اس مسئلہ کو ان لوگوں نے جعفر کی طرف منسوب کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ" جب آپ سے کسی نے نمازِ جنازہ کے بارے میں پوچھا کہ: کیا میں بغیر وضو کے نماز پڑھ لوں؟ تو آپ نے کہا کہ: ہاں۔"(۴)

---

(۱) "الفروع من الکافی" کتاب الزی والتجمیل ج ۶ ص ۵۰۲، ۵۰۳۔
(۲) "الفروع من الکافی" ج ۵ ص ۴۱۶
(۳) ایضاً ص ۴۱۹
(۴) "الفروع من الکافی" ج ۳ ص ۸۷، / من لا یحضره الفقیہ" ج ۲ ص ۱۷۰

حاشیہ نویس اس کے ضمن میں لکھتا ہے: ''ہمارے علماء اس بات پر متفق ہیں کہ اس نماز کے لئے طہارت کا ہونا شرط نہیں۔'' ''تذکرہ'' سے نقل کرتے ہوئے، لکھتا ہے: ''طہارت شرط نہیں ہے، پانی، مٹی اور وضوء یا غسل پر قدرت ہونے کے باوجود بھی بے وضو آدمی، حائضہ عورت، اور جنبی نمازِ جنازہ پڑھ سکتے ہیں، ہمارے تمام علماء کا یہی مذہب ہے۔''(۱)

جعفر بن محمد باقر کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ آپ نے کہا ہے: ''حائضہ عورت جنازہ کی نماز پڑھ سکتی ہے۔''(۲)

یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ابوجعفر محمد باقر اور آپ کے بیٹے جعفر سے کسی نے یہ پوچھا تھا کہ:

''ہم نے کپڑا خریدا ہے اس کو شراب اور خنزیر کا مادہ منویہ لگ گیا ہے، کیا دھونے سے پہلے اسے رگڑ کر ہم اس میں نماز پڑھ سکتے ہیں؟ دونوں نے کہا کہ: ہاں، کوئی حرج نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صرف اس کا کھانا حرام کیا ہے، اس کا پہننا، چھونا اور اس میں نماز پڑھنا حرام نہیں کیا۔''(۳)

ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ خنزیر کے بالوں سے رسی بنا کر اس سے کنویں سے پانی کھینچا جائے تو اس پانی سے وضو جائز ہے، بیان کرتے ہیں کہ زرارہ نے کہا ہے:

''میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے یہ پوچھا کہ اگر رسی خنزیر کے بالوں سے بنائی گئی ہو اور پھر اس رسی سے کنویں سے پانی نکالا گیا ہو تو کیا اس پانی سے وضو کیا جا سکتا ہے؟ آپ نے کہا: کوئی حرج نہیں۔''(۴)

جعفر کی نقل کردہ ایک اور روایت میں ہے کہ:

''امیر المؤمنین علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ اگر ہانڈی پک جائے اور اس میں چوہا گر پڑے تو کیا حکم ہے؟ آپ نے کہا: اس کا شوربہ گرا دیا جائے اور گوشت دھو کر کھا لیا جائے۔''(۵)

---

(۱) ''الفروع من الکافی'' حاشیہ ۱۷۸ (۲) ''من لا یحضرہ الفقیہ'' ج۱ ص۱۷۰

(۳) کتاب ''من لا یحضرہ الفقیہ'' ج۱ ص۲۴۸

(۴) ''تہذیب الاحکام'' ج۱ ص۴۰۹ (۵) ''الفروع من الکافی'' کتاب الطہارۃ ج۳ ص۷

جعفر کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ: "آپ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ اگر گھی یا تیل میں چوہا یا کتا گر پڑے اور پھر زندہ ہی اس سے نکل آئے تو اس کا کیا حکم ہے؟ آپ نے کہا اس کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔"(۱)

ایک طرف تو اس قدر لچک اور ایک طرف اتنی سختی کہ کہتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ نے سانڈ کی شہوت کے وقت اس کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے۔"(۲)

یہ انسان کو اس چیز کا مکلّف بنانا ہے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا، بھلا کوئی آدمی کیسے معلوم کرے کہ ذبح شدہ سانڈ شہوت میں تھا یا نہیں تھا؟

بعض جگہ تو ضرورت سے زیادہ آسانی اور رخصت دے دی گئی ہے۔

جعفر بن باقر نقل کرتے ہیں کہ آپ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ اگر چوہا، بلی، مرغی، کوئی پرندہ یا کتا کنویں میں گر جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ آپ نے کہا: جب تک جانور نہ پھٹا ہو یا پانی کا ذائقہ نہ بدلا ہو، اس وقت تک پانچ ڈول نکال لو، کافی ہیں۔"(۳)

"جعفر سے اس کنویں کا حکم پوچھا گیا جس میں انسانی غلاظت، خشک یا تر گر چکی ہو تو آپ نے کہا: اگر بہت سا پانی ہے تو کوئی بات نہیں۔"(۴)

آپ کی ایک اور روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ: "صادق علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ مردار کی کھال میں پانی اور گھی رکھنے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے کہا: کوئی حرج نہیں، گھی، دودھ جو تیرا جی چاہے اس میں رکھ، تو اس سے وضو بھی کر سکتا ہے اور پی بھی سکتا ہے۔"(۵)

کہتے ہیں کہ اگر پانی کے مشکیزہ میں چوہا، بلّا، یا مردہ چڑیا گر جائے اور پھٹ جائے تو اس پانی کا پینا اور اس سے وضو کرنا جائز نہیں، اور اگر جانور پھٹ نہ چکا ہو تو اس کے اور اس

---

(۱) کتاب الاطعمۃ ج۲ص۱۶۱
(۲) "الفروع من الکافی" کتاب الاطعمۃ ج٦ص۲٦۰
(۳) "الفروع من الکافی" کتاب الطہارۃ ج۳ص۵
(۴) "تہذیب الاحکام" ج۱ص۴۱٦/ "الاستبصار" ج۱ص۴۲
(۵) "کتاب من لا یحضرہ الفقیہ" لابن بابویہ قمی ج۱ص۱۱

سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں، مردار اگر تر نکلے تو اسے پھینک دیا جائے گا، اسی طرح مٹکہ وغیرہ اور پانی رکھنے کے دوسرے برتنوں کا بھی یہی حکم ہے۔''(۱)

جعفر بن باقر کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ آپ نے کہا ہے:

''اگر دو پرنالے بہ رہے ہوں، ایک پرنالہ سے پیشاب اور ایک پرنالہ سے پانی بہہ رہا ہو، دونوں گڈمڈ ہو جائیں اور پھر تجھ تک پہنچیں تو ان میں کوئی مضائقہ نہیں۔''(۲) (یعنی اسے پیا اور اس سے وضو کیا جا سکتا ہے۔)

آپ کی ایک اور روایت بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں'' آپ سے کسی نے پوچھا کہ: میں اس غسل خانے میں غسل کرتا ہوں جس میں پیشاب کیا جاتا اور جنابت کا غسل کیا جاتا ہے، برتن میں اس کا پانی گر گیا ہے، کیا اسے بہا دیا جائے؟ آپ نے کہا اس کو کچھ نہیں ہوا۔''(۳)

قمی نے اپنی کتاب میں ایک اور روایت نقل کی ہے، کہتا ہے، کہ ''ابو جعفر باقر علیہ السلام بیت الخلاء میں داخل ہوئے وہاں گندگی میں پڑا روٹی کا ایک لقمہ آپ کو ملا، آپ نے اسے اٹھایا، دھویا اور اپنے غلام کو، جو آپ کے ساتھ تھا، دے دیا اور کہا: یہ لقمہ تیرے پاس رہنا چاہئے تا کہ میں نکل کر اسے کھا لوں، جب آپ نکلے تو غلام سے پوچھا: لقمہ کہاں ہے: اس نے کہا: اے رسول اللہ کی اولاد، میں نے اسے کھا لیا ہے۔ آپ نے کہا، یہ جس کے پیٹ میں بھی جائے گا خدا اس کے لئے جنت کو واجب کر دے گا، جا، تو آزاد ہے۔ مجھے اچھا نہیں لگتا کہ میں کسی جنتی آدمی سے خدمت لوں۔''(۴)

یہ ہیں ان لوگوں کی جھوٹی روایات...... ذرا سوچئے کہ گندگی اور روٹی کا ایک لقمہ کھانے پر یہ لوگ مغفرت و جنت کے پروانے بخش رہے ہیں۔

---

(۱) ''کتاب من لایحضرہ الفقیہ'' لابن بابویہ قمی ج ۱ ص ۱۱

(۲) ''الفروع من الکافی'' ج ۳ ص ۱۲، ۱۳/ ''تہذیب'' ج ۱ ص ۴۲۔

(۳) ''الفروع من الکافی'' ج ۳ ص ۱۴

(۴) ''کتاب من لایحضرہ الفقیہ'' باب احکام التخلی ج ۱ ص ۲۷

دردانگیز لطیفے

ان لوگوں نے بہت سے جھوٹے واقعات اور دردانگیز لطیفے اپنی روایات میں بیان کئے ہیں، جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے کہا ہے:

''جب نبی ﷺ پیدا ہوئے تو کئی روز تک آپ کے دودھ کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ ابوطالب نے آپ کو اپنے پستان سے لگایا، خدا نے اس میں دودھ اتار دیا، چنانچہ کئی روز تک ابوطالب آپ کو دودھ پلاتے رہے، تا آنکہ حلیمہ سعدیہ ابوطالب کو مل گئیں تو آپ نے حضور ﷺ کو ان کے سپرد کردیا۔''(۱)

اسی طرح کی ایک اور روایت بیان کرتے ہیں کہ: ''حسین نے نہ فاطمہ علیہا السلام کا دودھ پیا نہ کسی اور عورت کا۔ نبی ﷺ ابوطالب کے پاس آیا کرتے تھے اور وہ اپنا انگوٹھا آپ کے منھ میں دے دیا کرتے تھے، آپ اسے چوس لیتے جو آپ کے لئے دو یا تین دن کے لئے کافی ہوتا۔''(۲)

ذرا دیکھئے کہ یہ لوگ اپنے بزرگوں اور بڑوں کی بزرگی اور بڑائی کے لئے کس طرح جھوٹے قصے اور کہانیاں گھڑ لیتے ہیں، اگرچہ انھیں کہانیاں گھڑنا اور قصے بنانا نہیں آتا جس کی وجہ سے ان کی کمزوریاں اور نقائص ہی واضح ہوتے چلے جاتے ہیں جسے عقلاء اور عام انسانوں کو چھوڑ کر چھوٹے چھوٹے بچے بھی صاف محسوس کرسکتے ہیں، لیکن خدا جانے ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ نہ دیکھتے ہیں نہ سمجھتے ہیں۔

اسی طرح ایک جھوٹی روایت جسے ان لوگوں نے باقر بن زین العابدین کی طرف منسوب کرکے بیان کیا ہے، یوں ہے:

''رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا: آپ فاطمہ کو چومتے ہیں، اپنے ساتھ اور اپنے قریب رکھتے ہیں، ان سے (شفقت ومحبت کا) وہ برتاؤ کرتے ہیں جو دوسری کسی بیٹی سے نہیں کرتے؟ آپ نے کہا: جبرئیل میرے پاس جنت کے سیبوں میں سے ایک سیب لے کر آئے تھے، میں نے اسے کھایا جو پانی بن کر میری پشت میں پہنچ گیا، پھر میں خدیجہ سے ہم بستر ہوا،

---

(۱) ''الاصول من الکافی'' کتاب الحجۃ ج۱ ص۴۵۸ مطبوعہ طہران۔ (۲) ''الاصول من الکافی'' ج۱ ص۴۶۵۔

آپ کو حمل ہوا جس سے فاطمہ پیدا ہوئیں، مجھے ان سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔"(۱)

جب فاطمہ کا یہ مقام ہے تو پھر علیؓ کے لئے بھی اس مقام پر فائز ہونا ضروری ہے:

چنانچہ علیؓ کی ولادت کے متعلق بھی ان لوگوں نے اس سے ملتا جلتا ایک قصہ گھڑ لیا، فتال (۲) نے اپنی کتاب میں ابوطالب کے متعلق بیان کیا ہے کہ: آپ کے پاس جنت کے پھلوں کی ایک طشتری لائی گئی جس میں پکی ہوئی تازہ کھجوریں اور انار تھے، آپ نے اس میں سے ایک انار لے لیا اور اسی وقت خوشی میں وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے، اپنے گھر پہنچے، اسے کھایا جس کا پانی بن کر ان کی پشت میں پہنچا، پھر آپ نے فاطمہ بنت اسد سے مجامعت کی اور اس سے علی پیدا ہوئے۔"(۳)

ایک اور جھوٹ ان کے صدوق نے جعفر کی طرف منسوب کیا ہے، کہتے ہیں کہ جعفر سے پوچھا گیا تھا:

"رسول اللہ کے بیٹے کیوں زندہ نہیں بچے؟ آپ نے کہا: خدا نے محمد کو نبی پیدا کیا تھا اور علی علیہ السلام کو وصی پیدا کیا تھا۔ اگر رسول اللہ کے بعد آپ کا کوئی بیٹا زندہ رہتا تو وہ امیر المومنین سے زیادہ، (آپ کی جانشینی) کا حق دار ہوتا۔ اس طرح امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وصیت باقی نہ رہتی۔"(۴)

جب ان لوگوں نے جھوٹ اور بہتان و افتراء کا کاروبار شروع کر ہی دیا ہے تو پھر کیوں نہ اس میں انتہا تک پہنچیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی طرف بھی جھوٹ منسوب کرنے لگے، کہتے ہیں کہ آپ نے کہا ہے:

"جنت کے دروازے کا کنڈا سونے کی چادروں پر سرخ یاقوت سے بنا ہے، جب یہ کنڈا چادر پر گرتا ہے تو بج اٹھتا ہے اور کہتا ہے، یا علی۔"(۵)

---

(۱) "علل الشرائع" ج ۱ ص ۱۸۳

(۲) اس کا نام محمد بن حسن بن علی فتال نیساپوری، ایرانی ہے۔ قمی کہتا ہے: حافظ، واعظ اور "روضۃ الواعظین" کا مصنف ہے۔ چھٹی صدی کے علماء میں سے ہے۔ ابن شہر آشوب کے مشائخ میں سے ہے (الکنی والالقاب ج ۳ ص ۹) حلی نے کہا ہے: "جلیل القدر متکلم، فقیہ، عالم اور زاہد ہے۔ ابوالمحاسن عبدالرزاق سردار نیساپور نے اسے قتل کر دیا تھا۔" (رجال الحلی ص ۲۹۵۔ ۵۰۸

(۳) "روضہ الواعظین" للفتال ج ۱ ص ۷۸ قم ایران (۴) "علل الشرائع" ج ۱ ص ۱۳۱ مطبوعہ نجف

(۵) روضۃ الواعظین" ج ۱ ص ۱۱۱

ایک ہم عصر اور اٹھا اور کہنے لگا:

"اگر ابن ملجم کی تلوار نہ ہوتی تو علی بن ابی طالب اس دنیا میں ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہتے۔"(۱)

جب آپ اس مقامِ بلند پر فائز ہیں تو ضروری ہے کہ آپ کے گروہ کو بھی اس میں سے کچھ حصہ ملے۔ اس لئے ان لوگوں نے نبی ﷺ کی طرف یہ جھوٹ منسوب کر دیا ہے کہ آپ ﷺ نے علیؓ سے کہا: "اللہ نے مجھ پر تمہارے گروہ کے سب گناہ ڈال دیئے اور پھر وہ گناہ مجھے بخش دیئے۔"(۲)

اہل بیت کی طرف منسوب کردہ دردانگیز لطیفوں میں سے ایک اور لطیفہ سنئے۔ اس روایت کو ان لوگوں نے ابوعبداللہ کی طرف منسوب کیا ہے، کہتے ہیں کہ آپ سے زمین کے بارے میں یہ سوال کیا گیا تھا:

"زمین کس چیز پر کھڑی ہے؟ آپ نے کہا: مچھلی پر، میں نے پوچھا: مچھلی کس چیز پر کھڑی ہے؟ آپ نے کہا: پانی پر۔ میں نے پوچھا: پانی کس چیز پر کھڑا ہے؟ آپ نے کہا: چٹان پر، میں نے پوچھا: چٹان کس چیز پر ہے؟ آپ نے کہا بغیر بالوں والے سانڈ کے سینگ پر، میں نے پوچھا: سانڈ کس چیز پر ہے؟ آپ نے کہا: پاتال پر، میں نے پوچھا: پاتال کس چیز پر ہے؟ اس پر آپ نے کہا: بس یہیں سے علماء کا علم بھٹک جاتا ہے۔"(۳)

ایک اور لطیفہ سنیئے جسے ان لوگوں نے علی بن حسین، جن کا لقب زین العابدینؒ ہے، کی طرف منسوب کیا ہے، آپ نے کہا کہ: "خدا کا ایک فرشتہ ہے جسے فرقائیل کہا جاتا ہے، اس فرشتہ کے اٹھارہ ہزار پَر ہیں۔ ایک پر سے دوسرے پَر کا فاصلہ پانچ سو سال کی مسافت ہے۔"(۴)

اب ہم ایک آخری روایت بیان کرتے ہیں اور اس بیان کو ختم کرتے ہیں، اگر ہم اس بیان کو مزید پھیلانا چاہیں تو اس کے لئے ایک یا دو کتابیں نہیں بہت سی کتابیں بھی ناکافی ہیں۔ اس لئے کہ ان لوگوں کی فطرت ہی جھوٹ پر مبنی ہے۔ ہر مقام پر اور ہر جگہ یہ لوگ جھوٹ ہی کہیں گے۔ اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ وہ موقع ومحل جھوٹ کا متحمل ہو یا نہ ہو۔ ابنِ بابویہ قمی ابوالحسن کی یہ روایت

(۱) "اصل الشیعۃ واصولہا" ص ۱۱۲ مطبوعہ بیروت
(۲) "البرہان" ج ۲ ص ۴۴۲ مطبوعہ قم ایران
(۳) "تفسیر القمی" ج ۲ ص ۵۹۰
(۴) "البرہان" ج ۲ ص ۳۲۷

بیان کرتا ہے کہ آپ سے مسخ کیئے جانے والوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے کہا:

''ہاتھی ایک مسخ شدہ صورت ہے، یہ ایک انتہائی زانی اور لوطی بادشاہ تھا، ریچھ بھی دراصل ایک دیوث آدمی تھا۔ خرگوش ایک عورت تھی جو اپنے شوہر کی خیانت (یعنی بدکاری) کیا کرتی تھی اور حیض اور جنابت کا غسل نہیں کیا کرتی تھی، چمگادڑ ایک آدمی تھا جو لوگوں کی کھجوریں چوری کیا کرتا تھا، سہیل ستارہ بھی ایک آدمی تھا جو یمن میں عشر وصول کیا کرتا تھا، زہرہ ستارہ وہ عورت ہے جس نے ہاروت اور ماروت کو فتنہ میں ڈال دیا تھا، بندر اور خنزیر بنی اسرائیل کے وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہفتہ کے دن حکم عدولی کی تھی، بام مچھلی اور گوہ بھی بنی اسرائیل کی ایک جماعت ہے۔ بچھو ایک چغلخور آدمی تھا اور بھڑ ایک قصائی تھا جو ترازو سے چوری کر لیتا تھا۔''(۱)

اب چند شکایتیں جو اس قوم کے ائمہ کو ان کذاب لوگوں سے ہیں، بیان کر کے ہم اس بحث کو ختم کرتے ہیں۔ اہل بیت میں سے کوئی فرد ایسا نہیں جس کی طرف ان جھوٹے اور کذاب لوگوں نے اس قسم کی بے بنیاد باتیں منسوب نہ کر دی ہوں، جن کا خیال بھی ان کے حیطۂ وہم و تخیل میں کبھی نہ گزرا ہوگا۔ من گھڑت قصے اور جھوٹی کہانیاں بنا کر ان کی طرف منسب کر دینے میں یہ لوگ کس قدر بے باک اور چالاک ہو چکے ہیں۔ ان کی کتابیں اس قسم کی شکایتوں سے بھری پڑی ہیں۔

کشی ابنِ سنان سے نقل کرتا ہے:

''ابوعبداللہ نے کہا: ہم اہل بیت سچے ہیں لیکن کذاب لوگوں نے ہمارے متعلق جھوٹ بولے ہیں۔ لوگوں کے نزدیک ان کے جھوٹ کی وجہ سے ہمارے سچ بھی معتبر نہیں رہے۔ اس کے بعد آپ نے ان کذاب لوگوں میں سے ایک ایک کا نام لیا ہے (اس کے بعد کہا) رسول اللہ ﷺ دنیا میں سب سے زیادہ سچی بات کہنے والے تھے، مسیلمہ نے آپ کی طرف جھوٹ منسوب کیا، رسول اللہ کے بعد امیر المؤمنین سب سے زیادہ سچے تھے، ان کی طرف بھی عبداللہ بن سباء نے جھوٹ منسوب کیا۔ خدا کی لعنت ہو اس پر۔ ابوعبداللہ حسین بن علی کو خدا نے مختار کے ذریعہ امتحان میں ڈالا۔ پھر ابوعبداللہ حارث شامی اور بنان کا ذکر کرتے ہوئے

(۱) ''علل الشرائع''، ص ۴۸۵، ۴۸۶

کہا کہ یہ دونوں علی بن حسین کی طرف جھوٹ منسوب کیا کرتے تھے۔ پھر اپنے ساتھیوں میں سے مغیرہ بن سعید، سری، ابوالخطاب، معمر، بشار اشعری، حمزہ یزیدی اور صائب ہندی کا ذکر کیا اور کہا: خدا کی لعنت ہو ان سب پر، ہمیں بھی جھوٹ بولنے والوں نے جھوٹ سے معاف نہیں رکھا۔ خدا ہر کذاب سے ہماری حفاظت کے لئے کافی ہے، خدا انھیں دوزخ کی گرمی کا مزہ چکھائے۔"(۱)

یہی شکایت آپ کے پوتے ابوالحسن رضا بھی کر رہے ہیں: آپ نے کہا ہے:

"بنان، علی بن حسین کی طرف جھوٹ منسوب کیا کرتا تھا، خدا اسے گرمی کا مزہ چکھائے، مغیرہ بن سعید، علی بن جعفر کی طرف جھوٹ منسوب کیا کرتا تھا، خدا اسے جہنم کی گرمی کا مزہ چکھائے، محمد بن بشر، علی بن حسین، علی بن موسیٰ رضا کی طرف جھوٹ منسوب کیا کرتا تھا، خدا اسے جہنم کی گرمی کا مزہ چکھائے۔ ابوالخطاب علی بن عبداللہ کی طرف جھوٹ منسوب کیا کرتا تھا، خدا اسے جہنم کی گرمی کا مزہ چکھائے، یہی محمد بن فرات کی طرف بھی جھوٹ منسوب کیا کرتا تھا۔"(۲)

اسی وجہ سے جعفر بن باقر نے کہا تھا کہ: "اگر قائم ظہور پذیر ہوا تو سب سے پہلے شیعہ حضرات کے کذاب لوگوں سے شروع ہوگا اور انھیں قتل کرے گا۔"(۳)

جعفر نے کیا خوب کہا تھا، آپ یقیناً اپنی بات میں سچے ہیں کہ: "ہم نے رات بسر کی اور (ہماری جماعت میں سے) ہر آدمی ہماری محبت سے پھر کر ہمارا دشمن بن گیا۔"(۴)

آپ نے دیکھا کہ شیعہ حضرات کے ائمہ کیا کہہ رہے ہیں۔ اور شیعہ حضرات کیا کہہ رہے ہیں...... اللہ ہمیں جھوٹ سے اور جھوٹ بولنے والوں سے بچائے!

---

(۱) "رجال الکشی" ص ۲۵۷، ۲۵۸، ابوالخطاب کے حالات کے تحت

(۲) ایضاً ص ۲۵۶ (۳) ایضاً ص ۲۵۹ (۴) ایضاً ص ۲۵۹،

شیعہ اور توہین اہل بیت

شیعہ حضرات کبھی بھی اہلِ بیت سے محبت کرنے والے اوران کی اطاعت کرنے والے نہیں تھے، شیعہ حضرات کی اپنی کتابوں سے ثابت ہو چکا ہے کہ اوّل روز ہی سے ان کا مقصد صرف اور صرف یہ تھا کہ صحیح اسلامی عقائد کو غلط قرار دیا جائے اوران کی مخالفت کی جائے۔ مسلمانوں کو نقصان پہنچایا جائے، انھیں گالیاں بکی جائیں، بُرا بھلا کہا جائے۔ اسلاف اور بزرگوں کی توہین کی جائے، جن میں سب سے پیش حاملِ شریعت، اس امتِ محترمہ کے امام، محمد ﷺ اور آپ کے بعد آپ کے ساتھی، شاگرد، جانشین اور آپ ﷺ کے پاکیزہ اہلِ بیت کا نام آتا ہے۔

ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ یہ حضرات انہی، یعنی اہل بیت ہی کے لگائے ہوئے پودے کے برگ و بار ہیں، اہل بیت ہی ان کے مذہب کی بنیادیں ڈالنے والے اور ان کے اعتقادات کے بانی ہیں، بلکہ انہی لوگوں نے انھیں پالا اور پروان چڑھایا ہے۔ ان لوگوں کا ان سے اتنا مضبوط اور گہرا تعلق ہے جو ان کے سوا اور کسی کے ساتھ نہیں۔

ان لوگوں نے صرف یہی نہیں کیا کہ اہل بیت کی مخالفت کی، نافرمانی کی، ان کی طرف جھوٹ منسوب کئے، ان پر بہتان لگائے، بلکہ اس قدر اپنی رو میں بڑھتے چلے گئے کہ توہین و گستاخی پر اتر آئے۔ کھلم کھلا گستاخی۔ برملا توہین، ڈھکے چھپے لفظوں میں نہیں، واشگاف الفاظ میں، جس طرح محمد ﷺ کے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ توہین آمیز اور گستاخانہ رویہ برتا، ٹھیک اسی طرح اہل بیت کے ساتھ بھی ان کا رویہ ویسا ہی ہے۔ ان کے نزدیک اہل بیت کے ساتھ محبت کا مطلب ہی یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کو گالیاں بکی جائیں۔ جب ان سے فارغ ہو چکے تو اپنے ترکشِ بدگوئی و بدزبانی کے ساتھ اہل بیت کی طرف متوجہ ہو گئے اور ان پر بوچھاڑ کر دی، کیونکہ کسی سے محبت یا کسی سے دشمنی پیش نظر نہیں۔ کسی کی تعمیر یا کسی کا بگاڑ مدِ نظر نہیں۔ پیش نظر صرف ایک مقصد ہے اور وہ یہ کہ مسلمانوں میں باہمی شکوک وشبہات پیدا کر دیئے جائیں، آپس کی دشمنی اور بغض وعناد کو ہوا

دی جائے۔ اسلام اور امتِ مسلمہ کی ساکھ کو خاک میں ملا دیا جائے۔ ورنہ سوچئے کیا کوئی آدمی نبی ﷺ کے اہلِ بیت کی توہین کرسکتا ہے؟ علی رضی اللہ عنہ کے اہل بیت کی توہین کرسکتا ہے، بلکہ خود نبی ﷺ اور علیؓ کی توہین کا تصور بھی کبھی کیا جاسکتا ہے؟؟

شیعہ کی طرف سے نبی ﷺ کی توہین

ہاں! اللہ کے اس صادق ومصدوق نبی ﷺ کی توہین جسے پروردگار نے پوری مخلوق سے افضل بنایا، اولیاء اور سارے رسولوں پر فضیلت بخشی، جس کی رسالت کونین تک پھیلی ہوئی، اور جس کی امامت کا اقرار ہر جن وبشر پر لازم کردیا گیا۔ آج تک، اور آج کے بعد قیامت تک انہی کی سرداری ہے اور رہے گی، انہی کے ہاتھ میں لواء حمد ہوگا، آدمؑ اور دوسرے سارے اللہ کے برگزیدہ وپسندیدہ لوگ اسی کے زیرِ سایہ ہوں گے۔

ہاں ہاں! اسی نبی اعظم ﷺ کی توہین، جسے اللہ نے ان صفات سے نوازا، جو دوسرے انبیاء اور رسولوں کو نہیں ملیں۔ جو خوبیاں کسی کو نہ مل سکیں وہ آپ ﷺ کو عطا کی گئیں، ان کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

''علی اپنے اور رسول اللہ کے درمیان موازنہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

میں جنت ودوزخ کی تقسیم کرنے والا ہوں، میں فاروقِ اکبر ہوں، میں صاحبِ عصا (موسیٰ) ہوں۔ میں میسم ہوں، میرے لئے تمام فرشتوں اور رسولوں نے ویسا ہی اقرار کیا ہے جیسا محمد ﷺ کے لئے کرچکے ہیں۔ مجھ پر بھی خدا نے ویسی ہی چیز اتاری ہے، آپ بھی بحکم الٰہی گفتگو کرتے ہیں، میں بھی بحکم الٰہی گفتگو کرتا ہوں...... یہاں تک تو میں (یعنی علیؓ اور آپ ﷺ) برابر برابر ہیں، لیکن اس کے علاوہ مجھے...... ایسی خوبیاں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں، مجھے آفتوں اور مصیبتوں کا علم عطا کیا گیا، انساب اور فصل الخطاب کا علم بخشا گیا، جو مجھ سے پہلے ہوچکا وہ بھی میرے علم میں ہے اور جو مجھ سے غائب ہے وہ مجھ سے پوشیدہ نہیں۔''(۱)

---

(۱)''الاصول من الکافی'' کتاب الحجۃ ص ۱۹۶، ۱۹۷

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اور علی رضی اللہ عنہ تمام خوبیوں میں برابر برابر ہیں، لیکن کچھ ایسی خوبیاں بھی ہیں جو علی رضی اللہ عنہ کو دی گئیں اور آپ ﷺ کو نہیں دی گئیں، کیونکہ آپ بشر ہیں۔ بشر اپنی شانِ بشریت کے ساتھ جس مقام و منزلت پر بھی پہنچ جائے بہر حال ان خوبیوں کو حاصل نہیں کرسکتا۔

"اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ." (۱) (میں تمہاری طرح ایک آدمی ہوں، میری طرف وحی پہنچتی ہے۔)

ارشادِ خداوندی ہے: "اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ، اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ." (۲)

(قیامت کی گھڑی کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور وہی بارش اتارتا ہے، اور وہی جانتا ہے کہ ماداؤں کے رحموں میں کیا ہے، اور کسی نفس کو معلوم نہیں کہ کل کیا کرے گا اور نہ کسی متنفس کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا؟ بیشک اللہ ہی علم والا اور سب کی خبر رکھنے والا ہے۔"

ایک آیت میں ارشاد ہے: "لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ." (۳)

(اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا نہ آسمانوں کے فرشتے نہ زمین کے باشندے۔)

علی رضی اللہ عنہ اس لئے نبی ﷺ سے بلند تر ہیں کہ آپ عالمِ بشر سے بلند تر ایک ہستی ہیں؟ خدا کی پناہ! اور عملاً ان لوگوں کا یہی عقیدہ ہے۔

بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا:

"میں خدا کا چہرہ ہوں، میں خدا کا پہلو ہوں، میں ہی اول ہوں، میں ہی آخر ہوں، میں ہی ظاہر ہوں، میں ہی باطن ہوں، میں زمین کا وارث ہوں، میں خدا کا وہ راستہ ہوں، جس کے ذریعہ اس تک پہنچا جاتا ہے۔" (۴)

ان لوگوں سے کچھ بھی بعید نہیں کیونکہ جھوٹ ان کی عادت بن چکا ہے، ان لوگوں نے نبی ﷺ کی شان کو علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں ہمیشہ کم تر دکھانے کی جسارت کی، چنانچہ عیاشی اور

---

(۱) سورۃ الکھف: ۱۱۰ (۲) سورۂ لقمان: ۳۴ (۳) سورۃ النمل: ۶۵ (۴) "رجال الکشی" ص ۱۸۴

حویزی نے اپنی اپنی تفسیروں میں ایک روایت نقل کی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ علی کا مقام نبی ﷺ سے بلند تر ہے، دونوں مفسر اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں: "حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ." (نمازوں کی حفاظت کرو اور خصوصاً درمیان والی نماز کی اور اللہ کے سامنے عاجزی سے کھڑے ہو۔)

کہتے ہیں کہ صلوات (نمازوں) سے مراد یہاں پر:

"رسول اللہ، امیر المؤمنین، فاطمہ اور حسن و حسین ہیں، وسطیٰ سے مراد امیر المؤمنین ہیں۔"(۱)

کیا اس سے بھی زیادہ سرورِ کائنات اور رسولِ جن و بشر ﷺ کی توہین کی جا سکتی ہے؟

ہاں اس سے بھی زیادہ مکروہ اور گھناؤنی وہ روایت ہے جو حویزی نے صدوق سے نقل کرتے ہوئے لکھی ہے کہ رسول کو بھیجا ہی فقط اس لئے گیا تھا کہ آپ لوگوں کو علی کی ولایت کی تبلیغ کریں۔ اور اگر آپ نے ولایت علی کی یہ بات لوگوں تک نہ پہنچائی، جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے، تو آپ کے اعمال برباد و رائیگاں جائیں گے۔ العیاذ باللہ!

ان کی عبارت سنئے: "صدوق نے "الامالی" میں یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ نے علی سے کہا تھا: اگر میں تیری ولایت کے بارے میں وہ چیز نہ پہنچاؤں جس کا مجھے حکم دیا گیا، تو میرے اعمال برباد کر دیئے جائیں گے۔"(۲)

ایسا کیوں نہیں ہوگا؟ اس لئے کہ علی آپ کے ساتھ ہیں جن کی وجہ سے آپ کا ذکر بلند ہو رہا ہے (اللہ ہمیں ان کفریات کے نقل کرنے پر معاف فرمائے)...... علی ہی کی وجہ سے آپ پر سے بوجھ ہلکا ہوا۔ بحرانی "وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ" (ہم نے آپ ﷺ کا بوجھ آپ سے اتار دیا) کے تحت ابنِ شہر آشوب سے نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"کفار اور اہلِ تاویل پر علی بن ابی طالب کی وجہ سے (مسلمانوں سے) جنگ کرنا مشکل ہو گیا تھا۔"(۳)

برسی بیان کرتا ہے کہ "یہ آیت یوں تھی "ورفعنا لک ذکرک بعلی صهرک"

---

(۱) "تفسیر العیاشی" ج ا ص ۱۲۸ مطبوعہ طہران/ "نور الثقلین" ج ا ص ۲۳۸ مطبوعہ قم
(۲) تفسیر "نور الثقلین" ج ا ص ۶۵۴ (۳) "البرہان" فی تفسیر القرآن ج ۴ ص ۴۷۵

یعنی ہم نے آپ کا ذکر آپ کے داماد علی کی وجہ سے بلند کر دیا۔ نبی ﷺ اسے یوں ہی پڑھا کرتے تھے اور ابنِ مسعود سے بھی اسی طرح ثابت ہے، عثمان نے اس میں کمی کر دی۔"(۱)

اسی لئے رسول اللہ ﷺ علی کا واسطہ دے کر خدا سے دعاء مانگا کرتے تھے، بحرانی، اپنی کتاب "المناقب الفاخرة فی العترة الطاهرة" میں سید رضی سے نقل کر رہا ہے کہ "ابن مسعود نے بیان کیا ہے:

میں رسول اللہ ﷺ کی طرف گیا، میں نے آپ کو رکوع کرتے اور سجدہ کرتے ہوئے پایا، آپ کہہ رہے تھے: اے اللہ! اپنے بندہ علی کی وجہ سے میری امت کے گناہگاروں کو بخش دے۔" اسی پر بس نہیں، اور سنئے کہ "نبی کے نور سے زمین وآسمان پیدا کئے گئے۔ اسی لئے آپ زمین وآسمان سے افضل ہیں، علی کے نور سے عرش وکرسی پیدا کئے گئے، اس لئے علی عرش وکرسی سے بھی زیادہ محترم ہیں۔"(۲)

یہ مقام ہے ان کی نظروں میں نبی ﷺ کا، علی کا مقام رسول سے بھی زیادہ بلند، اعلیٰ اور افضل ہے۔ جانتے بوجھتے یہ لوگ نبی ﷺ کے مرتبہ کو گھٹاتے ہیں اور علی رضی اللہ عنہ کی تعریف میں مبالغہ آرائیاں کرتے ہیں۔ مبالغہ آرائی کی بھی تمام حدیں پھلانگ چکے اور حضور ﷺ کی طرف اس روایت کو منسوب کر کے کہنے لگے: "جب آپ ﷺ معراج کی رات آسمانوں پر گئے تو علی اور آپ کی اولاد کو دیکھا کہ وہ آپ سے پہلے ہی وہاں پہنچ چکے ہیں، آپ نے انھیں سلام کیا، حالانکہ انھیں آپ زمین پر چھوڑ کر گئے تھے۔"(۳)

ایک روایت اور سنئے، یہ روایت صدوق نے "الامالی" میں نقل کی ہے، کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا:

"جب (معراج کی رات) مجھے آسمانوں کی طرف لے جایا گیا تو میں اپنے رب کے قریب ہوا، حتیٰ کہ میرے اور خدا کے درمیان دو کمانوں یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا، خدا نے فرمایا: اے محمد! تو مخلوق میں کس سے محبت کرتا ہے؟ میں نے کہا: اے رب! علی سے، خدا نے فرمایا: ادھر دیکھ اے

---

(۱) "البرہان" فی تفسیر القرآن ج۴ص۴۷۵ (۲) ایضاً ج۴ص۲۲۶ (۳) تفسیر البرہان" ج۲ص۴۰۴ برسی سے منقول

محمد! میں نے اپنی بائیں طرف دیکھا تو علی بن ابی طالب علیہ السلام وہاں موجود تھے۔"(۱)

یہی نہیں، اس سے بھی بڑھ کر ایک اور روایت سنئے، کہتے ہیں کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا:

"معراج کی رات آپ کے رب نے آپ سے کس کی زبان میں باتیں کیں؟ آپ نے کہا: مجھ سے میرے رب نے علی بن ابی طالب کی زبان میں خطاب کیا، حتیٰ کہ میں کہنے لگا: (یا اللہ) تو مجھ سے مخاطب ہے یا علی؟"(۲)

علی ہر جگہ نبی سے پہلے ہیں، آسمان پر بھی آپ سے پہلے، رب کے پاس بھی آپ سے پہلے، انہی کی زبان سے خدا خطاب کرتا ہے، انہی کی زبان سے گفتگو کرتا ہے، علی اپنی خلقت کے اعتبار سے بھی نبی سے افضل، علی ہی کی وجہ سے آپ کا ذکر بلند اور بوجھ ہلکا ہوا، علی ہی کے واسطہ سے آپ کی دُعائیں قبول ہوئیں، آپ ہی کی طاقت کی وجہ سے آپ بچے اور آپ کی جان محفوظ رہی، علی ہی نے آپ کو قوت بخشی اور آپ کے دین کو مستحکم کیا، یہی بات ایک شیعہ ہم عصر بھی کہہ رہا ہے کہ:

"آپ نے دین کی بنیاد رکھی اور اسے مستحکم کیا، اگر آپ نہ ہوتے تو دین باقی نہ رہتا اور بنیاد مضبوط نہ ہوتی۔"(۳)

ایک دوسرا کہتا ہے: "شیعہ ہی کی وجہ سے اسلام قائم ہوا، ان کے امام کی تلوار ہی سے اسلام کی بنیاد رکھی گئی اور اسلام کے ستون کھڑے کئے گئے۔"(۴)

ان سے پہلے قمی نے بھی رسول اللہ ﷺ کی توہین میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، یہ ایک من گھڑت قصہ بنا کر رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر رہا ہے کہ:

"آپ ﷺ مکہ میں تھے۔ ابوطالب کی وجہ سے کوئی آپ کو کچھ کہنے کی جسارت نہیں کرتا تھا، بچے آپ کو تنگ کیا کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ جب نکلتے تو یہ آپ پر مٹی اور کنکر پھینکا کرتے تھے۔ آپ نے علی علیہ السلام سے شکایت کی۔ دیکھئے کتنی بُری تعبیر اختیار کی ان لوگوں نے، کس طرح اس نبی ﷺ کی اس عظیم بہادر، نڈر، شہسوار اور سپہ سالاروں کے سردار کی توہین کر رہے

(۱) تفسیر البرہان" ج ۲ ص ۴۰۴ برسی سے منقول (۲) "کشف الغمۃ" ج ۱ ص ۱۰۶
(۳) "اصل الشیعۃ واصولہا" محمد حسین آل کاشف الغطاء ص ۶۸ نواں ایڈیشن (۴) "اعیان الشیعۃ" محسن الامین ج ۱ جزء اول، قسم اول ص ۱۲۳

ہیں؟...... علی نے کہا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! جب آپ نکلیں تو میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نکلے اور امیر المؤمنین بھی آپ کے ساتھ تھے۔ بچوں نے اپنی عادت کے مطابق رسول اللہ سے چھیڑ خانی شروع کی۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے بچوں پر حملہ کر دیا۔ آپ نے ان کے چہروں، ناک اور کانوں پر کاٹنا شروع کر دیا۔''(۱)

کہتے ہیں کہ'' آپ ہی نے رسول اللہ کو ہجرت کے دن بچایا تھا۔''(۲)

درحقیقت علی ہی سب کچھ ہیں، محمد ﷺ کو اللہ نے صرف اس لئے رسول بنایا تھا کہ آپ لوگوں کو علی کی طرف بلائیں، ورنہ علی کے مقابلے میں بذاتِ خود آپ کچھ بھی نہیں...... یا اللہ اس بکواس وتوہین پر ہمیں معاف فرما...... جعفر کی یہ روایت ابنِ بابویہ قمی، اور دوسرے واسطوں سے بھی یہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ:

''نبی علیہ السلام ایک سو بیس مرتبہ آسمانوں پر تشریف لے گئے، ہر مرتبہ اللہ نے نبی ﷺ کی طرف علی کی ولایت کی وحی کی، اتنی مرتبہ علی کی ولایت کی وحی کی کہ اور کسی فرض کی اتنی تاکید نہیں کی گئی۔''(۳)

ایک اور روایت سنئے: ''جبریل نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے محمد! تیرا رب تجھے سلام کہہ رہا ہے اور کہتا ہے: نماز فرض کی گئی اور مریض کو رخصت دے دی گئی، روزہ فرض کیا گیا اور مریض اور مسافر کو رخصت دے دی گئی، حج فرض کیا گیا اور کمزور وتنگدست کو معاف کر دیا گیا، زکوٰۃ فرض کی گئی اور اس آدمی سے معاف کر دی گئی جو نصاب کا مالک نہ ہو۔ لیکن علی بن ابی طالب علیہ السلام کی محبت میں کوئی رخصت اور چھوٹ نہیں۔''(۴)

اللہ تعالیٰ کی طرف اس جھوٹ کو منسوب کرتے ہیں کہ:

''علی بن ابی طالب میری مخلوق پر میری حجت ہے۔ میرے شہروں میں میرا نور ہے، میرے علم کا امین ہے۔ جس نے اسے پہچانا، اگر چہ میری نافرمانی کی، میں اسے دوزخ میں نہیں ڈالوں گا۔ جس نے انکار کیا، خواہ میری اطاعت کی، میں اسے جنت میں نہیں داخل کروں گا۔''(۵)

---

(۱) ''تفسیر القمی'' ج۱ ص۱۱۴ (۲) ''نور الثقلین'' ج۲ ص۲۱۹ (۳) مقدمۃ ''تفسیر البرہان'' ص۲۲
(۴) مقدمہ ''البرہان'' محاسن برقی سے منقول ص۲۲ (۵) ''البرہان'' مقدمہ ص۳۳

انبیاء کی توہین

ان لوگوں نے اس قسم کی بکواسات اور نازیبا باتیں صرف رسول اللہ ﷺ ہی کی شان میں نہیں کیں بلکہ اللہ کے تمام رسولوں اور نبیوں کے بارے میں یہ لوگ اس قسم کی، بلکہ اس سے بھی زیادہ گستاخانہ اور اہانت آمیز باتیں کرتے ہیں۔ کس قدر جرأت ہے کہ حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام کی توہین وتخفیف کرتے ہوئے بھی نہیں ڈرتے، کہتے ہیں کہ: جعفر کا علم موسیٰ اور خضر سے بھی زیادہ تھا۔ کلینی سیف تمار سے نقل کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

''ہم شیعہ کی ایک جماعت کے ساتھ ایک کمرے میں ابوعبداللہ علیہ السلام کے پاس موجود تھے، آپ نے کہا: ہم پر کوئی جاسوس ہے؟ ہم نے دائیں بائیں دیکھا، ہمیں کوئی نظر نہیں آیا، ہم نے کہا: ہم پر کوئی جاسوس نہیں، آپ نے کہا ربِّ کعبہ کی قسم، ربِّ کعبہ کی قسم! تین دفعہ آپ نے یوں ہی کہا: اگر میں موسیٰ اور خضر کے پاس موجود ہوتا تو انھیں بتا دیتا کہ میں ان دونوں سے زیادہ علم رکھتا ہوں، میں انھیں وہ کچھ بتا دیتا جو ان کی دسترس سے باہر ہے۔ (۱)

اللہ کے تمام برگزیدہ اور اولوالعزم رسولوں کی توہین کرتے ہوئے ان لوگوں نے ایک عجیب قصہ گھڑ لیا ہے، کہتے ہیں، ''جب علی پیدا ہوئے تو رسول اللہ ﷺ آپ کے پاس گئے، دیکھا کہ علی آپ کے سامنے کھڑے ہیں دایاں ہاتھ دائیں کان پر رکھا ہوا ہے اور اذان دے رہے ہیں، پوری یکسوئی سے کھڑے ہیں، اللہ کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کا اقرار کر رہے ہیں۔ حالاں کہ آپ اسی دن پیدا ہوئے تھے، پھر رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے لگے، میں پڑھوں؟ آپ نے کہا: پڑھ۔'' اس کے بعد پورا قصہ سنئے اور سر دھنئے:

''آپ نے ان صحائف سے پڑھنا شروع کیا جو خدائے بزرگ وبرتر نے آدم پر نازل کئے تھے، اس کے بعد شیث پر نازل ہونے والے صحائف شروع سے لے کر آخر تک حرف بحرف پڑھ دیئے، اگر شیث بھی موجود ہوتے تو اقرار کر لیتے کہ آپ کو یہ صحائف ان سے بھی زیادہ یاد ہیں، پھر موسیٰ کی تورات پڑھی، اگر موسیٰ بھی موجود ہوتے تو تسلیم کر لیتے کہ آپ کو

(۱) ''الاصول من الکافی'' کتاب الحجۃ ص ۲۶۱

تورات زیادہ یاد ہے، پھر داؤد کی زبور پڑھی، اگر داؤد خود بھی موجود ہوتے تو تسلیم کر لیتے کہ آپ کو زیادہ یاد ہے، پھر عیسیٰ کی انجیل پڑھی، اگر عیسیٰ بھی موجود ہوتے تو تسلیم کر لیتے کہ آپ کو انجیل زیادہ یاد ہے، پھر قرآن پڑھا، میں نے دیکھا کہ آپ کو بھی قرآن اتنا ہی یاد ہے جتنا اس وقت تک مجھے یاد تھا، باوجودیکہ آپ نے مجھ سے قرآن کی ایک آیت بھی نہیں سنی تھی۔''(۱)

''كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا۔''

''یہ بات جوان کے منہ سے نکلی ہے بہت بری ہے۔ یہ لوگ جھوٹ بکتے ہیں۔''

کہتے ہیں کہ ''قیامت کے دن ایک پکارنے والا پکارے گا:

کہاں ہے وہ جو زمین پر خدا کا خلیفہ تھا؟ داؤد نبی علیہ الصلوۃ والسلام اٹھیں گے، اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئے گی، اگرچہ آپ بھی خلیفہ ہیں، لیکن اس سے آپ مراد نہیں، پھر پکارنے والا پکارے گا، کہاں ہے وہ جو زمین پر خدا کا خلیفہ تھا؟ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام اٹھیں گے، خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ندا آئے گی: اے لوگو! یہ ہیں علی بن ابی طالب جو زمین پر خدا کے خلیفہ اور اس کے بندوں پر خدا کی حجت تھے۔''(۲)

اللہ کے رسولوں اور نبیوں کی توہین کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ: ''خدا کے نبی ایوب سے نعمت اس لئے لے لی گئی تھی کہ آپ نے علی کی ولایت کا انکار کیا تھا، اسی طرح صفی اللہ یونس علیہ السلام کو بھی مچھلی کے پیٹ میں اسی لئے گرفتار کر دیا گیا تھا کہ آپ نے بھی علی کی ولایت کا انکار کر دیا تھا، اسی طرح یوسف اور آدم علیہ السلام کو بھی آپ کی ولایت کا انکار کرنے کی وجہ سے سزائیں ملیں۔''

حویزی نے اپنی تفسیر میں ایک روایت نقل کی ہے کہ: ''عبداللہ بن عمر، زین العابدین کے پاس آئے اور پوچھا:

اے ابن الحسین! کیا آپ نے کہا ہے کہ: یونس بن متّی کو مچھلی کے پیٹ میں اس لئے ڈال دیا گیا تھا کہ آپ پر میرے دادا کی ولایت پیش کی گئی تھی تو آپ نے اسے قبول کرنے میں

(۱) ''روضۃ الواعظین'' ص ۸۴

(۲) ''کشف الغمہ'' ج ۱ ص ۱۴۱

توقف کیا تھا؟ آپ نے کہا: ہاں، تیری ماں تجھے روئے، اس نے کہا: اگر آپ سچے ہیں تو مجھے کوئی نشانی دکھائیے۔ آپ نے اپنی اور میری آنکھوں پر پٹی باندھنے کا حکم دیا، تھوڑی دیر کے بعد ہمیں آنکھیں کھولنے کا حکم دیا، اچانک ہم نے دیکھا کہ ہم ایک ٹھاٹھیں مارتے سمندر کے کنارے کھڑے ہیں، ابنِ عمر نے کہا:

میرے آقا! میرا خون آپ کی گردن پر، میرے بارے میں خدا سے ڈریئے، آپ نے کہا: آرام اور سکون کے ساتھ، اگر تو سچا ہے تو؟ پھر کہا: اے مچھلی! کہتا ہے کہ: سمندر سے ایک مچھلی کا سر نمودار ہوا، گویا ایک بہت بڑا پہاڑ ہے، وہ کہہ رہی تھی، اے اللہ کے ولی میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں۔ آپ نے پوچھا: تُو کون ہے؟ اس نے کہا: میرے آقا! اللہ تعالیٰ نے آدم سے لے کر تیرے دادا محمد تک کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس پر تم، اہلِ بیت کی ولایت نہ پیش کی گئی ہو۔ ان انبیاء میں سے جس نے ولایت کو تسلیم کرلیا وہ محفوظ رہا اور چھٹکارا پا گیا۔ جس نے توقف کیا، اسے تسلیم کرنے میں پس وپیش کی، اسے امتحان میں ڈال دیا گیا۔ اسی وجہ سے آدم کو مصیبت میں مبتلا کیا گیا، اسی وجہ سے یوسف کو کنوئیں میں پھینکا گیا، اسی وجہ سے ایوب کو امتحان میں ڈالا گیا، اسی وجہ سے داؤد سے غلطی سرزد ہوئی، تا آنکہ خدا نے یونس کو مبعوث کیا اور اس کی طرف وحی کی، کہ اے یونس امیر المومنین کی ولایت تسلیم کرلے۔'' (۱)

''معانی الاخبار'' سے نقل کرتے ہیں کہ ''ابو عبداللہ سے علی (رضی اللہ عنہ) کے اس قول کے بارے میں پوچھا گیا کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ ''ہمارا معاملہ بہت مشکل و دشوار ہے، سوائے مقرب فرشتے، ایسے نبی کے جو رسول بھی ہو، اور اس بندے کے جس کے دل کا خدا نے امتحان لے لیا ہو، کوئی اس کا اقرار نہیں کرسکتا۔'' (آپ نے اس قول کی وضاحت کرتے ہوئے کہا:)

''فرشتوں میں کچھ فرشتے مقرب ہیں اور کچھ غیر مقرب، نبیوں میں کچھ رسول ہیں اور کچھ رسول نہیں۔ مومنین میں کچھ ایسے ہیں جن کا امتحان لیا گیا تھا اور کچھ ایسے جنھیں امتحان میں مبتلا نہیں کیا گیا، تمہارا معاملہ فرشتوں پر پیش کیا گیا تو ان میں صرف، مقرب فرشتوں نے

(۱) ''تفسیر نور الثقلین'' ج ۳ ص ۴۳۵

اسے تسلیم کیا، نبیوں پر پیش کیا گیا تو ان میں سے صرف رسولوں نے اقرار کیا، مومنین پر پیش کیا گیا تو اُن میں سے صرف ان مؤمنین نے اقرار کیا جو امتحان میں مبتلا ہو چکے تھے۔"(۱)

ابوالانبیاء حضرت آدم صلوات اللہ وسلامہٗ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: "وہ کلمات جو خدا نے آدم کو عطا کئے تھے اور جن کی وجہ سے آدم کی توبہ قبول ہوئی وہ یہ تھے کہ آپ نے محمد، علی، فاطمہ، حسن اور حسین کے وسیلہ سے سوال کیا تھا۔"(۲)

یہ ہے ان لوگوں کا اصل عقیدہ جسے یہ اپنے سینوں میں چھپائے بیٹھے ہیں، ان کی کتابوں میں بھی یہی موجود ہے۔ اہل بیت کی پیروی ومحبت کے پردے میں دراصل یہ اللہ کے ان برگزیدہ انبیاء اور رسولوں کی، جن میں تمام رسولوں کے سردار اور امامِ مرسلین بھی شامل ہیں، توہین کرتے پھرتے ہیں۔

اہل بیت کی توہین

اہل بیت، خواہ وہ نبی ﷺ کے اہل بیت ہوں یا علیؓ کے اہل بیت کوئی بھی ان کی بد زبانیوں اور ان کے اندر کی خباثت اور ضمیر کی ذلالت کی وجہ سے، ان کے گستاخانہ قلم سے محفوظ نہیں رہا۔ ان لوگوں نے اہل بیت کی بھی اسی طرح توہین کی جس طرح نبیوں اور رسولوں کی توہین کر چکے ہیں، حضور ﷺ کے والدِ محترم کے سگے بھائی اور آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی توہین کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

یہ آیت: "فلبئس المولیٰ ولبئس العشیر" (برا ہے دوست اور بُرا ہے خاندان) آپ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔"(۳)

کہتے ہیں کہ: "یہ دونوں آیتیں، پہلی آیت "ومن کان فی ھٰذہٖ اعمٰی فھو فی الأخرۃ اعمٰی و اضلّ سبیلا." (اور جو اس دنیا میں اندھا ہے، وہ آخرت میں بھی اندھا

---

(۱) مقدمۃ "البرہان" ص ۲۶

(۲) "کتاب الخصائل" لابنِ بابویہ قمی ج ۱ ص ۲۷۰ "الکلمات الّتی تلقّا ھا آدم من ربّہ" کے عنوان کے تحت۔

(۳) "رجال الکشی" ص ۵۴

اورزیادہ گمراہ ہوگا۔) اوردوسری آیت:" ولا ینفعکم نصحی ان اردت ان انصح لکم." (اور تمہیں میری نصیحت فائدہ نہیں دیتی، اگر میں تمہیں نصیحت کرنے کا ارادہ کروں) بھی آپ ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔"(۱)

رسول اللہ ﷺ کے چچیرے بھائیوں، سردارانِ بنی ہاشم، عامل علیؓ عبداللہ بن عباسؓ اور آپ کے بھائی عبیداللہ بن عباسؓ کے بارے میں کہتے ہیں:

"امیر المؤمنین نے کہا تھا: یا اللہ فلاں آدمی کے دونوں بیٹوں پر لعنت کر۔ حاشیہ میں وضاحت کی گئی ہے کہ اس سے مراد عبداللہ اور عبیداللہ ہیں۔ یا اللہ! جس طرح ان کے دل اندھے ہیں، ان کی آنکھیں بھی اندھی کردے۔ ان کی موت میری گردن پر۔ ان کی آنکھوں کے اندھے پن کو ان کے دل کے اندھے پن کی دلیل بنادے۔"(۲)

علیؓ کے سگے بھائی عقیلؓ بن ابی طالب کے بارے میں علیؓ بن ابی طالب کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، آپؓ نے اپنے مددگاروں اور ساتھیوں کی کمی کا ذکر کرتے ہوئے کہا تھا:

"میرے اہل بیت میں میرے ساتھ اس وقت قوت و وجاہت والا کوئی نہیں بچا، حمزہ جنگِ احد میں شہید کردیئے گئے، جعفر بھی اپنی موت کے دن مار دیئے گئے۔ اور اب میں دو ذلیل، حقیر اور ڈرپوک آدمیوں، عباس اور عقیل کے درمیان زندہ رہ گیا ہوں۔"(۳)

یہ بات پوشیدہ نہیں کہ عباسؓ اور عقیلؓ اور آپؓ دونوں کی اولاد کا شمار نبی ﷺ کے اہل بیت میں ہوتا ہے۔ اربلی نے اس بات کو تسلیم کیا ہے، کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جب پوچھا گیا تھا کہ:

"آپ کے اہل بیت کون کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا تھا، آلِ علی، آلِ جعفر، آلِ عقیل اور آلِ عباس۔"(۴)

---

(۱) "رجال الکشی" ص۵۲، ۵۳

(۲) "رجال الکشی" ص۵۲، "علی کی عبداللہ اور عبیداللہ کو بددعاء" کے عنوان کے تحت

(۳) "الانوار النعمانیہ" للجزائری "مجالس المؤمنین" ص۷۸ مطبوعہ: قدیم، ایران

(۴) "کشف الغمہ" ج۱ ص۴۳

حضور ﷺ کے بیٹے کی توہین

ان لوگوں نے ایک جھوٹی کہانی بیان کی ہے جس میں حضور ﷺ کے بیٹے کی شان میں، فاطمہؓ کے بیٹے اور آپ کے پوتے کے مقابلے میں توہین کی گئی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ حضور ﷺ کے بیٹے کی شان فاطمہؓ کے بیٹے سے کمتر تھی، خلاصہ اس کہانی کا یہ ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے، آپ کی بائیں ران پر آپ کے بیٹے ابراہیم اور دائیں ران پر آپ کے نواسے حسین تھے۔ آپ کبھی ایک کو چومتے کبھی دوسرے کو، جبرئیل نے یہ دیکھا تو کہا: آپ کے رب نے مجھے بھیجا ہے اور سلام کہا ہے، اور کہا ہے کہ: ایک ہی وقت میں یہ دونوں نہیں رہ سکتے، آپ ایک کو منتخب کر لیجئے اور دوسرے کو اس پر قربان کر دیجئے، رسول اللہ ﷺ نے ابراہیم کی طرف دیکھا اور روئے، پھر سیّد الشہداء کی طرف دیکھا...... دیکھئے کتنے بُرے پیرایۂ بیان میں علیؓ اور نبی ﷺ کے بیٹے کا موازنہ کر رہے ہیں...... آپ روئے، پھر کہنے لگے: ابراہیم کی والدہ ماریہ ہیں، اگر یہ فوت ہو جائیں تو میرے سوا کوئی غمگین نہیں ہوگا، حسن کی والدہ فاطمہ اور والد علی ہیں جو میرے چچازاد بھائی اور میری رُوح کی طرح ہیں جو میرے گوشت اور خون کی طرح ہیں، اگر ان کا بیٹا فوت ہو گیا تو وُہ بھی غمناک ہوں گے اور فاطمہ بھی، آپ نے جبرئیل سے کہا: اے جبرئیل: میں ابراہیم کو حسین پر قربان کرتا ہوں، حسین کی زندگی و بقا کے لئے مجھے اس کی موت قبول ہے۔"(۱)

آپ کی بیٹیوں کی توہین

نبی ﷺ کی بیٹیوں کی توہین یوں کرتے ہیں کہ آپ کی تینوں بیٹیوں کا آپ ﷺ کی اولاد ہونا ہی تسلیم نہیں کرتے، کہتے ہیں کہ: نبی ﷺ، اُن کے والد نہیں تھے، بلکہ وُہ ربیبہ (بیوی کے پہلے شوہر سے اولاد) تھیں، شیعہ مصنف حسن امین لکھتا ہے:

"مورخین بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں، تاریخی شواہد کے ساتھ میری

---

(۱) "حیات القلوب"، للمجلسی ص ۵۹۳/ "المناقب" لابنِ شہر آشوب۔

تحقیق ہے کہ سوائے زہراء کے اور کوئی بیٹی آپ ﷺ کی اولاد نہیں تھی، ظاہر ہے کہ دوسری بیٹیاں محمد سے پہلے، خدیجہ کے دُوسرے شوہر کی بیٹیاں تھیں۔"(۱)

علی رضی اللہ عنہ کی توہین

خود علی رضی اللہ عنہ کی بھی، جسے یہ لوگ پہلا امامِ معصوم سمجھتے ہیں، بیحد توہین وتصغیر اور تذلیل وتحقیر کرتے ہیں، آپ کو بزدل وکمزور اور درماندہ وعاجز ثابت کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ: "جب ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی بیعتِ خلافت کی گئی اور علی نے آپ کی خلافت کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا اور بیعت نہ کی، تو ابوبکر نے آپ کی طرف قنفذ کو بھیجا اور کہا:

پلٹ جا، اگر وہ (علیؓ) نکل آئیں تو ٹھیک، ورنہ ان کے گھر میں کود جاؤ، اگر وہ روکیں تو ان کے گھر کو آگ لگادے، قنفذ معلون چلا، وہ اور اس کے ساتھی بلا اجازت آپ کے گھر میں گھس گئے، علی اپنی تلوار کی طرف لپکے، انھوں نے جلدی کی اور آپ پر قابو پالیا، کچھ نے اپنی تلواریں پکڑلیں، ان کی گردن میں رسی ڈال دی، فاطمہ علیہا السلام دروازے میں ان لوگوں اور علی کے درمیان حائل ہوئیں تو قنفذ ملعون نے آپ کو کوڑا مارا، جب آپ کی وفات ہوئی تو آپ کے بازو پر ایک پھوڑا سا تھا، یہ اسی مار کا اثر تھا، خدا کی لعنت اس پر۔ پھر وہ علی کو گھسیٹتے ہوئے لے چلے اور ابوبکر کے پاس پہنچادیا۔" ......اس کے بعد کہتا ہے...... "علی علیہ السلام نے اس حال میں کہ رسی ان کی گردن میں تھی، بیعت کرنے سے پہلے پکارا تھا۔ "یاابن امّ انّ القوم استضعفونی و کادوا یقتلوننی." (۲) (اے میری والدہ کے بیٹے! بلاشبہ قوم نے مجھے کمزور سمجھا اور وہ میرے قتل کے درپے ہوگئے۔)

علیؓ بن ابی طالب کا شیعہ حضرات کے ہاں یہ تخیّل ہے، ان کے تصور میں ایک بزدل، ڈرپوک، خوفزدہ اور سہمے ہوئے انسان کا نام علی بن ابی طالب ہے۔

دوسری طرف آپؓ کی شجاعت وقوت اور دلیری وبےخوفی کی ایسی ایسی کہانیاں اور قصے بنائے گئے ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔

---

(۱) "دائرۃ المعارف الاسلامیۃ الشیعیۃ" ج۱ص۲۷، ط۔ دار المعارف للمطبوعات، بیروت

(۲) "کتاب سلیم بن قیس" ص۸۴، ۸۹

اور صرف یہی نہیں کہ آپ کو بزدل اور ڈرپوک کہا، بلکہ کہتے ہیں کہ اس بزدلی اور خوفزدگی پر رسول اللہ ﷺ کی بیٹی اور آپ کی بیوی حضرت فاطمہؓ آپؓ کو ملامت کیا کرتی اور غصے ہوا کرتی تھیں، آپؓ کو بزدلی کے طعنے دیا کرتی تھیں، کہتے ہیں کہ: "جب حضرت فاطمہ نے صدّیق وفاروق (رضی اللہ عنہم اجمعین) سے فدک کا مطالبہ کیا اور اس سلسلے میں آپ سے سخت گفتگو کی، تو علی نے ...... بقول ان کے......اس جھگڑے میں آپ کی کوئی مدد نہیں کی، اس پر فاطمہ نے آپ سے کہا:

اے ابنِ ابی طالب! تو نے یوں اپنے آپ کو چھپالیا جیسے ماں کے پیٹ میں بچہ، پیٹ کے بچے کی طرح تو (خاموش) بیٹھا رہا۔ اس کے علاوہ بھی بہت کچھ کہا۔" (۱)

اس سے بڑھ کر یہ کہتے ہیں کہ "عمر بن الخطاب آپ کی بیٹی کو ڈانٹتے رہے، اور آپ انھیں اس ڈانٹ ڈپٹ سے روک تک نہ سکے۔" کلینی بیان کرتا ہے کہ "ابوعبداللہ نے ام کلثوم بنتِ علی کی شادی کے بارے میں کہا تھا کہ:

یہ ایسی شرمگاہ ہے، جسے ہم سے چھین لیا گیا ہے۔" (۲)

اور کہتے ہیں کہ: "علی اپنی بیٹی اِم کلثوم کی شادی عمر سے نہیں کرنا چاہتے تھے، لیکن آپ سے ڈرتے تھے۔ اس لئے آپ نے اپنے چچا عباس کو وکیل بنایا کہ وہ اِم کلثوم کی شادی عمر سے کردیں۔" (۳)

جب آپؓ کو خلافت وامارت پیش کی گئی تو آپؓ نے یہ کہہ کر انکار کردیا تھا کہ: "مجھے چھوڑ دو، کسی اور کو تلاش کرو۔" مگر یہ لوگ آپؓ کی طرف جھوٹ منسوب کرکے آپؓ کی توہین کرتے ہیں، آپؓ کو اپنے مقام سے فروتر دکھانے کی کوشش کرتے ہیں، ان کے تصور میں آپ بھی ایک عام لالچی آدمی تھے جو منصب کے پیچھے دوڑتا ہے اور اس کے لئے ہر تدبیر اور طریقہ بلا تامل اختیار کرلیتا ہے، جو اپنا مقصود حاصل کرنے کے لئے وہ تمام وسائل اور ہتھکنڈے استعمال کرتا ہے جن کی توقع کسی شریف آدمی سے نہیں کی جاسکتی، ہاں ہاں! یہ لوگ آپ کو بھی لالچی اور خودغرض ومفاد پرست بتارہے ہیں، جو اپنے مقصود کی خاطر اپنے حسب ونسب بلکہ

---

(۱) "الامالی" للطوسی ص ۲۵۹/ "حق الیقین" للمجلسی ص ۲۰۳، ۲۰۴/ "الاحتجاج" للطبرسی۔

(۲) "الکافی فی الفروع" ج ا ص ۱۴۱ (۳) "حدیقۃ الشیعۃ" لمقدس اردبیلی ص ۲۷۷

اپنی بیوی اور اولاد کو بھی استعمال کرتا ہے۔ دیکھئے کس طرح یہ لوگ آپؓ کی توہین کرتے ہوئے اپنی اہم، مستند اور معتمد کتابوں میں لکھ رہے ہیں کہ: جب ابوبکرؓ کی بیعت ہو چکی اور علیؓ کے کانوں میں بھی یہ خبر پہنچی تو آپؓ نے کہا کہ: ''یہ نام (یعنی خلیفہ) تو صرف میرے ہی لئے ہے اور پھر اس روز اس کے متعلق کچھ نہیں کہا۔''

''جب رات ہوگئی تو آپ نے فاطمہ علیہا السلام کو سوار کرایا، اپنے دونوں بیٹوں حسن اور حسین علیہما السلام کا ہاتھ پکڑا اور رسول اللہ ﷺ کا کوئی صحابی نہیں چھوڑا جس کے گھر آپ نہ گئے ہوں، انھیں اپنے حق کے لئے خدا کی قسمیں دیں، اپنی مدد کے لئے پکارا، لیکن ان میں سے کسی آدمی نے آپ کی بات قبول نہ کی۔''(۱)

کیا اس سے زیادہ توہین کا تصور کیا جا سکتا ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جیسا آدمی اپنی بیوی، بنتِ رسول ﷺ کو گدھے پر سوار کرائے، رسول اللہ ﷺ کے نواسوں کو ساتھ لے اور لوگوں کے دروازوں پر، ایک دریوزہ گر کی طرح ان سے مدد و نصرت اور رحم کی بھیک مانگتا پھرے؟؟

کتنا گھناؤنا اور برا جھوٹ ہے! اسی پر بس نہیں، اور بھی سنئے:

''جب علی علیہ السلام نے دیکھا کہ لوگ آپ کی مدد نہیں کرتے، آپ کو چھوڑ چکے ہیں، سب ابوبکر پر متفق ہو چکے ہیں اور ان کی عزت و تعظیم کر رہے ہیں تو آپ اپنے گھر میں پڑے رہنے لگے۔''(۲)

ان الفاظ و کلمات پر غور کیجئے، اس چھوٹی سی عبارت کو بار بار پڑھئے، اس سے معلوم ہو جائے گا کہ علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان لوگوں کی آراء کیا ہیں، کس طرح یہ لوگ علیؓ کی تخفیف و تحقیر کرتے ہیں اور یہ تصور دیتے ہیں کہ علیؓ کو سب لوگ چھوڑ چکے اور مسترد کر چکے تھے۔

شیعہ حضرات کے محدث ابنِ بابویہ قمی نے اپنی کتاب میں اس جیسی بہت سی روایات بیان کی ہیں، اس نے بیان کیا ہے کہ کس طرح علیؓ کے تھوڑے سے مددگاروں نے ابوبکرؓ کو جواب دیا اور ان کی خلافت و امارت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا، ''برملا، لوگوں کی موجودگی میں آپ کے خلاف باتیں کہیں، جب ابوبکرؓ کے ساتھیوں نے سنا تو ان کی طرف آئے:

''تلواروں کو سونتے ہوئے، ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا: خدا کی قسم! اگر تم میں

---

(۱) ''کتاب سلیم بن قیس'' ص ۸۲، ۸۳ (۲) ایضاً ص ۸۲

سے پھر کسی نے دوبارہ ایسی بات کی تو ہم ان کے خون سے اپنی تلواریں سیراب کریں گے۔ اس کے بعد وُہ لوگ...... یعنی علیؓ کے ساتھی۔ اپنے اپنے گھروں میں دبک کر بیٹھ گئے اور پھر کبھی کسی نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔''(۱)

آپ کی توہین وتحقیر کا ایک پہلو تو یہ ہے، دوسرا پہلو ان لوگوں نے یہ اختیار کیا کہ دنیا بھر کی قباحتیں اور خامیاں آپؓ کی صورت اور مزاج پر چسپاں کر دیں۔ ایک خامی یہ ہے کہ آپؓ کے پاس مال نہیں تھا اور آپؓ قلاش وفقیر تھے، کہتے ہیں:

''مفلس (ابوطالب) کے گھر سے اس کی تمام اولاد کو دوسرے لے گئے تھے تا کہ وہ اپنے ساتھی کی کفالت کرسکیں اور ان کا بوجھ ہلکا ہو جائے۔''(۲)

اسی لئے جب حضور ﷺ نے علیؓ سے فاطمہؓ کی شادی کرنا چاہی تو فاطمہؓ نے اس شادی سے انکار کر دیا تھا، کہتے ہیں کہ:

''جب رسول اللہ ﷺ نے (فاطمہؓ) کی شادی علی سے کرنے کا ارادہ کیا تو فاطمہ کو بتایا، فاطمہ کہنے لگیں: یا رسول اللہ، آپ کو اپنی مرضی کا زیادہ حق ہے، لیکن قریش کی عورتوں نے مجھے (علی) کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ پھولے پیٹ والا، لمبی لمبی کہنیوں والا، مضبوط جوڑوں والا، کنپٹیوں پر سے گنجا اور موٹی موٹی آنکھوں والا ہے، اس کے کندھے اونٹ کے کندھوں کی طرح لٹکے ہیں، ہنسی سے دانت نکلے ہوئے ہیں اور اس کے پاس کوئی مال بھی نہیں۔''(۳)

اصفہانی، ابنِ ابی اسحاق سے نقل کرتے ہوئے فاطمہؓ کا یہ بیان نقل کرتا ہے کہ:

''میرے والد نے مجھے جمعہ کے روز مسجد میں داخل کیا، مجھے اٹھایا، میں نے علی کو دیکھا کہ وہ منبر پر بیٹھے خطبہ دے رہے ہیں، وہ ایک بوڑھے اور گنجے آدمی تھے، سوجی ہوئی پیشانیاں اور دونوں کندھوں کے درمیان کافی چوڑائی تھی۔ ان کی داڑھی نے ان کا سینہ بھر دیا تھا، ان کی آنکھ میں نرمی (آشوبِ چشم) تھی۔''(۴)

آپ کی پوری ہیئت کذائی بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

(۱) ''کتاب الخصال'' للقمی ج۲ص۴۶۵
(۲) ''مقاتل الطالبین'' لابی الفرج ص۲۶
(۳) ''تفسیر القمی'' ج۲ص۳۳۶
(۴) ''مقاتل الطالبین'' ص۲۷

''علی گندمی رنگ اور درمیانے قد والے تھے، یہ کہنا زیادہ صحیح ہے کہ آپ کا قد چھوٹا تھا، بڑی سی توند تھی، باریک انگلیاں تھیں، موٹی موٹی کلائیاں تھیں، باریک باریک پنڈلیاں تھیں۔ آپ کی آنکھوں میں نرمی (آشوبِ چشم) تھی، گھنی داڑھی تھی، کنپٹیوں سے گنجے اور ابھری ہوئی پیشانی والے تھے۔''(۱)

کافی میں ایک اور روایت کلینی سے نقل کی گئی ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا شادی کے بعد بھی علیؓ سے خوش نہیں تھیں اور نہ آپؓ نے دل سے علیؓ کو قبول کیا تھا، روایت یوں ہے کہ:

''جب رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ کی شادی علی علیہ السلام سے کردی تو آپ ﷺ ان کے پاس گئے، دیکھا کہ فاطمہ رو رہی ہیں، آپ نے ان سے پوچھا، کس چیز نے تجھے رُلایا ہے؟ بخدا اگر میرے گھرانے میں اس سے بہتر کوئی دوسرا ہوتا تو میں تیری شادی ہرگز اس سے نہ کرتا، میں نے اس کے ساتھ تیری شادی نہیں کی، خدا نے تیری شادی کی ہے۔''(۲)

اربلی بریدہ سے نقل کرتے ہوئے بیان کرتا ہے کہ: ''رسول اللہ ﷺ نے کہا: اٹھ اے بریدہ، ہم فاطمہ کے پاس جائیں گے، ہم آپ کے پاس گئے، آپ نے اپنے والد کو دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے، آپ ﷺ نے پوچھا: میری بیٹی! کس چیز نے تجھے رُلا دیا؟ فاطمہ نے کہا: کھانا کم، فکر زیادہ اور غم بہت ہے۔'' ......ایک روایت میں ہے کہ آپؓ نے کہا...... ''بخدا میرا غم بہت زیادہ ہوگیا ہے، فاقے بہت ہو رہے ہیں اور میری بیماری بڑھ گئی ہے۔''(۳)

یہ ان لوگوں کا حال اور یہ ان کا انداز ہے؟ ان لوگوں سے کیا توقع اور امید کی جاسکتی ہے؟ جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ، صدیقؓ و فاروقؓ اور ذوالنورینؓ جیسے بزرگ و پاکیزہ لوگوں پر، بلکہ سیّد المرسلین سمیت اللہ کے تمام نبیوں اور رسولوں پر زبان درازیاں کرنے سے نہیں رکتے، کیا یہ لوگ علیؓ اور آپؓ کے اہلِ بیت کا احترام کریں گے: نہیں اور کچھ بھی نہیں!

علیؓ، اور رسول اللہ ﷺ کی زوجہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی توہین کرتے ہوئے ایک انتہائی ناپاک اور بہت گندی روایت بیان کرتے ہیں کہ:

---

(۱) ''مقاتل الطالبین'' ص ۲۷ (۲) ''الفروع من الکافی'' (۳) ''کشف الغمہ'' ج ۱ ص ۱۴۹، ۱۵۰

''رسول اللہ ﷺ کے پاس صرف ایک لحاف تھا اور کوئی لحاف نہیں تھا، عائشہ بھی آپ کے ساتھ تھیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ علی اور عائشہ کے درمیان سویا کرتے تھے، سب پر ایک ہی لحاف ہوتا تھا، جب رسول اللہ ﷺ رات کو اٹھتے تو اپنے ہاتھ سے عائشہ اور علی کے درمیان لحاف کے وسط سے حصہ بندی کر دیا کرتے۔''(۱)

کیا اس سے زیادہ توہین کی جا سکتی ہے؟

ہاں ہاں! اس سے بھی زیادہ اور بہت زیادہ، بیان کرتے ہیں کہ ''ایک دفعہ علی، رسول اللہ کے پاس آئے، ابوبکر اور عمر بھی آپ کے پاس موجود تھے۔ علی کہتے ہیں کہ:

''میں آپ ﷺ اور عائشہ کے درمیان بیٹھ گیا، عائشہ نے علی سے کہا: تجھے میری اور رسول اللہ کی ران کے سوا اور کوئی جگہ نہیں ملی؟ آپ نے کہا: رہنے دے اے عائشہ!۔''(۲)

ایک دفعہ علی آئے ''تو بیٹھنے کو کوئی جگہ نہ ملی، رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف اشارہ کیا: ادھر آجا (اپنے پیچھے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا) عائشہ چادر اوڑھے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے کھڑی تھیں، علی آئے اور رسول اللہ اور عائشہ کے درمیان بیٹھ گئے، عائشہ غصہ ہو گئیں اور کہنے لگیں: تیری سرین کو میری گود کے سوا اور کوئی جگہ نہیں ملتی؟ اس پر رسول اللہ کو غصہ آ گیا، آپ نے کہا: اے حمیراء، میرے بھائی کو تکلیف پہنچا کر مجھے تکلیف نہ دے۔''(۳)

اسی طرح یہ لوگ علیؓ کی توہین کرتے ہیں۔ اور یہی تھے جو آپؓ کو اقتدار پر فائز ہونے کے بعد بھی، جب آپؓ مسلمانوں کے خلیفہ اور امیر بن چکے تھے، چھوڑ گئے تھے، کسی بھی جنگ یا معرکہ کا وقت آتا تو یہ اس سے جان بچاتے پھرتے، بہانے ڈھونڈتے پھرتے کہ کسی طرح آپؓ کے ساتھ جانے سے بچ جائیں بغیر کسی عذر کے، کبھی کھلم کھلا اور کبھی کسی حیلے بہانے سے! تاریخ کی کتابیں ان کی غداریوں سے بھری پڑی ہیں، یہ لوگ ہمیشہ معرکوں اور جنگوں میں آپ کو اکیلا چھوڑ کر چلے گئے ہیں، عین اس وقت جب جنگ کے شعلے پوری طرح بھڑک اٹھے، یہ لوگ آپؓ کو جنگ کے بھڑکتے شعلوں میں چھوڑ کر کنارہ کش ہو گئے۔ اسی کے بارے میں علیؓ کہہ رہے ہیں:

''خدا تمہیں موت دے، تم نے میرے دل کو نفرت اور میرے سینے کو غصہ سے بھر دیا۔ تم نے

(۱) ''کتاب سلیم بن قیس'' ص ۲۲۱ (۲) ''البرہان فی تفسیر القرآن ج ۴، ص ۲۲۵ (۳) ''کتاب سلیم بن قیس العامری'' ص ۱۷۹

مجھے تہمتوں کے کڑوے گھونٹ پلائے، تم نے میری مرضی کے خلاف نافرمانی وسرکشی کی، مجھے چھوڑ گئے اور قریش نے یہاں تک کہہ دیا کہ: ابنِ ابی طالب ایک بہادر آدمی ہے لیکن جنگ کرنا نہیں جانتا۔ اس کے بعد کہا: لیکن اس کی کیا مرضی ورائے جس کی اطاعت ہی نہ کی جاتی ہو۔"(۱)

ایک دفعہ کہا: "سنو، میں نے ان لوگوں سے لڑنے کے لئے صبح وشام تمہیں پکارا، چھپ کر اور اعلانیہ تمہیں پکارا، میں نے تمہیں کہا: اس سے پہلے کہ وہ تم پر حملہ کردیں، تم ان پر حملہ کردو، خدا کی قسم کوئی قوم بھی اپنے گھروں کے آنگن میں نہیں لڑی مگر ذلیل ورسوا ہوئی، تم نے ایک دوسرے کی مدد نہ کی، ایک دوسرے کو چھوڑ دیا تو دشمن نے تم پر بھر پور حملہ کردیا۔ وہ ملکوں کے مالک ہو گئے، تم تلواریں نیام میں ڈالے رہے اور دُشمن کے گھڑ سواروں نے تم پر ہلہ بول دیا۔ حسان بن حسان بکری کو مار ڈالا، تمہارے لشکر کو اپنی جگہ سے دور ہٹا دیا۔ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ان کا کوئی آدمی مسلمان عورت کے پاس جاتا، اس کی پازیب اتار لیتا، اس کے گلے کا ہار اور کانوں کی بالیاں کھینچ لیتا۔ اور وہ اسے روک نہیں سکتی تھی بس اس سے رحم کی بھیک مانگتی، وہ مال و دولت سے لدا نکل جاتا، کوئی آدمی اسے زخمی نہ کرتا، کوئی اس کا خون نہ بہاتا، کوئی مسلمان عورت اس کے بعد اگر افسوس سے مرجاتی تو اس کا مرنا اس کے لئے باعثِ ملامت نہ ہوتا، بلکہ میرے نزدیک تو اسے مرہی جانا چاہئے، حیرت ہے...... حیرت ہے،...... خدا کی قسم ان لوگوں کے باطل پر متفق ہونے، تمہارے حق سے دور ہونے کی وجہ سے دل مر رہے ہیں، غم بڑھ رہے ہیں تمہارا بُرا ہو کہ تم تیروں کی نشانہ گاہ بن گئے، تم پر حملہ کیا جاتا اور تم حملہ نہیں کرتے، تم سے جنگ کی جاتی ہے اور تم جنگ نہیں کرتے، وہ خدا کی نافرمانی کرتے ہیں اور تم خوش ہو! میں نے گرمی کے دنوں میں تمہیں ان کی طرف چلنے کا حکم دیا تو تم نے کہا کہ: اب موسمِ گرما کی شدید ترین گرمی ہے، ہمیں کچھ مہلت دے دیجئے کہ گرمی کی شدت میں کمی آجائے، میں نے سردی کے موسم میں چلنے کا حکم دیا تو تم نے کہا کہ: اب موسمِ سرما کی شدید ترین سردی ہے۔ ہمیں کچھ مہلت دیجئے کہ سردی کی شدّت میں کمی آجائے، اسی طرح تم ہمیشہ سردی اور گرمی سے بھاگتے ہو تو خدا کی قسم تلوار سے تو اور زیادہ بھاگو گے۔"(۲)

(۱) "نہج البلاغۃ" ص ۷۰،۷۱ (۲) ایضاً

حضور ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ کی توہین

رسول اللہ ﷺ کی بیٹی، حسن وحسین کی ماں، علی کی بیوی حضرت فاطمہ زہراء (رضی اللہ عنہم اجمعین) کی بھی یہ لوگ بے حد توہین کرتے ہیں، آپؓ کی طرف ایسی ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں جو ایک عام مسلمان اور ایمان والی عورت بھی نہیں کرسکتی۔ چہ جائیکہ رسول اللہ ﷺ کی جان کا ٹکڑا اور جنت کی عورتوں کی سردار سے ایسی باتیں سرزد ہوں، کہتے ہیں کہ آپؓ ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی، علیؓ سے برہم رہتی تھیں، ان پر اعتراض کرتی رہتی تھیں اور ان کی معمولی معمولی اور چھوٹی چھوٹی باتوں کی شکایت بھی حضور ﷺ سے کیا کرتی تھیں، حتیٰ کہ بقول ان کے نیکی اور بھلائی کے کاموں میں بھی آپؓ ان پر اعتراض کیا کرتی تھیں اور حضور ﷺ سے شکایت کیا کرتی تھیں۔

شیعہ حضرات کا محدث ابن الفتال نیسابوری (۱) بیان کرتا ہے کہ: ''رسول اللہ ﷺ نے علی کے ایک باغ میں پودے لگائے تھے، علی نے اسے بیچ ڈالا اور اس کی قیمت لے کر پوری کی پوری مدینہ کے فقیروں اور مسکینوں میں تقسیم کردی اور اپنے پاس ایک درہم بھی نہیں رکھا۔

جب آپ گھر آئے تو فاطمہ آپ سے کہنے لگیں: اے میرے چچا کے بیٹے! تو نے وہ باغ بیچ ڈالا جس میں میرے والد نے پودے لگائے تھے؟ آپ نے کہا: ہاں! اس سے بہتر چیز کے بدلے میں، اب بھی نفع بعد میں بھی نفع۔ آپ نے پوچھا: قیمت کہاں ہے؟ علی نے کہا: میں نے اسے تقسیم کردیا، فاطمہ کہنے لگیں: میں بھوکی ہوں میرے دونوں بیٹے بھوکے ہیں اور کوئی شک نہیں کہ آپ بھی ہماری طرح بھوکے ہیں، اور اس میں سے ایک درہم بھی نہیں بچا، آپ نے علی کے کپڑے کا کنارہ پکڑ لیا، علی کہنے لگے: اے فاطمہ! مجھے چھوڑ دے، آپ کہنے لگیں،

---

(۱) یہ محمد بن حسن فتال نیساپوری ہے ''جلیل القدر متکلم، فقیہ، عالم زاہد اور متقی تھا۔ اسے ابوالمحاسن عبدالرزاق سردار نیساپوری نے قتل کردیا تھا۔ (رجال الحلی ص ۲۵۹ مطبوعہ ایران) پانچویں صدی کے شیعہ شیوخ میں سے ہے ''روضۃ الواعظین'' کا مصنف ہے۔ (تاسیس الشیعۃ ص ۳۹۵) '' شیعہ حضرات کا جلیل القدر شیخ ہے۔ مدرس، علمِ کلام کا ماہر، فقیہ، عالم، قاری، مفسر اور دیندار آدمی تھی۔ امین اور معتمد علماء میں سے تھا۔'' محمد مہدی خراسان کے مقدمہ کتاب ص ۱۱ سے منقول (مطبوعہ قم، ایران)

خدا کی قسم ہرگز نہیں، میرے اور آپ کے درمیان میرے والد فیصلہ کریں گے، چنانچہ جبرئیل رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے محمد! اللہ تجھے سلام کہہ رہا ہے اور کہتا ہے کہ: علی کو میری طرف سے سلام کہہ دے، اور فاطمہ سے کہہ دے کہ تیرے لئے مناسب نہیں ہے کہ تو علی کے ہاتھ روکے۔"(۱)

اسی طرح یہ لوگ آپ کی طرف اس جھوٹ کو بھی منسوب کرتے ہیں کہ: "آپ نے ابوبکر اور عمر کے سامنے فدک کا مسئلہ اٹھایا اور ان کے ساتھ خوب جھگڑا کیا، لوگوں کے بیچ کھڑے ہوکر ان سے گفتگو کی، آپ زور زور سے چیخیں جس کی وجہ سے لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے۔"(۲)

کہتے ہیں کہ" آپ خلفاء کے ساتھ جنگیں اور معرکہ آرئیاں کرتی رہیں جس کے نتیجے میں آپ کا گھر جلا دیا گیا، آپ کی پسلی توڑ دی گئی، آپ کے پیٹ کا بچہ گر گیا۔" ان بکواسات و خرافات سے خدا کی پناہ......اور کہتے ہیں کہ "انہی صدمات کی وجہ سے آپ کی موت واقع ہوئی۔"(۳) اس کے علاوہ بھی اس جیسی بہت سی باتیں یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔

حسن بن علیؓ کی توہین

جس قدر توہین شیعہ حضرات کی طرف سے حضرت حسنؓ کی، کی گئی ہے، شاید اور کسی کی اتنی توہین وتحقیر نہ کی گئی ہو، آپؓ کے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد لوگوں نے آپ کو آپ کے والد کا جانشین اور اپنا امام بنالیا تھا، لیکن آپ کچھ عرصہ ہی خلیفہ رہے کہ ان لوگوں نے آپ کو بھی اسی طرح چھوڑ دیا تھا جس طرح آپ کے والد کو چھوڑ دیا تھا۔ جس طرح علی رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے عہد شکنی کی تھی اسی طرح آپؓ سے بھی غداری کی۔

مشہور شیعہ مؤرخ یعقوبی کہتا ہے:

"حسن اپنے والد کے بعد دو ماہ خلیفہ رہے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ: چار ماہ خلیفہ رہے، آپ عبید اللہ بن عباس کے ساتھ بارہ ہزار کا لشکر لے کر معاویہ سے جنگ کرنے کے لئے بڑھے......معاویہ نے عبید اللہ کو ایک لاکھ درہم دیئے جس کی وجہ سے آپ کے ساتھیوں میں

---

(۱) "روضۃ الواعظین" ج۱ص۱۲۵ (۲) "کتاب سلیم بن قیس" ص۲۵۳ (۳) ایضاً ص۸۴-۸۵

سے آٹھ ہزار (معاویہ) کے ساتھ ہو گئے، معاویہ حسن کی طرف بڑھا۔ مغیرہ بن شعبہ، عبداللہ بن شعبہ، عبداللہ بن عامر اور عبداللہ بن ام الحکم آپ کے پاس آئے، آپ مدائن کے مقام پر اپنے خیموں میں موجود تھے، اس کے بعد یہ سب حضرات آپ کے پاس سے اٹھ گئے، لوگوں نے سنا کہ یہ حضرات کہہ رہے تھے: اللہ نے رسول اللہ کی اولاد کی وجہ سے خون ریزی سے بچا لیا، فتنہ تھم گیا، آپ نے صلح کر لی لشکر تتر بتر ہو گیا، کسی نے ان کی بات کی سچائی میں شک نہیں کیا، لوگ حسن پر کود پڑے، مالِ غنیمت لوٹنے لگے، حسن ایک گھوڑے پر سوار ہو کر مظلم ساباط میں چلے گئے، جراح بن سنان اسدی گھات میں بیٹھ گیا، اس نے کدال آپ کی ران میں مار کر آپ کو زخمی کر دیا، آپ کی داڑھی پکڑی، اسے کھینچا اور آپ کی گردن موڑ دی۔

حسن کو مدائن کی طرف لے جایا گیا، آپ خون بہہ جانے کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئے تھے اور شدید بیمار ہو گئے تھے، لوگوں نے آپ کو چھوڑ دیا، معاویہ عراق کی طرف بڑھا اور اقتدار پر قبضہ کر لیا، حسین انتہائی اور شدید بیمار تھے، جب حسن نے دیکھا کہ آپ میں مقابلہ کی قوت نہیں۔ آپ کے ساتھی آپ کو چھوڑ چکے ہیں تو آپ نے معاویہ کی مزاحمت نہ کی، بلکہ معاویہ سے صلح کر لی۔"(۱)

شیعہ مورخ مسعودی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ نے معاویہؓ سے معاہدہ کرنے کے بعد لوگوں سے یوں خطاب کیا:

"اے کوفہ والو! میں نے تمہاری تین خصلتوں کی وجہ سے تمہیں نظر انداز کر دیا، میرے والد سے تمہارا لڑنا، میرا سامان چھیننا اور مجھے پیٹ (لالچ) کا طعنہ دینا، میں معاویہ کی بیعت کر چکا ہوں، سنو اور فرمانبرداری کرو۔"

"اہل کوفہ نے حسن کے شامیانے اور اونٹ کا کجاوہ لوٹ لیا۔ آپ کے پیٹ میں خنجر مارا، جب آپ کو پیش آمدہ واقعات کا پورا یقین ہو گیا تھا تو آپ نے صلح کر لی۔"(۲)

اس حد تک آپ کی توہین کی کہ:

"آپ کا خیمہ تک آپ سے چھین لیا، حتیٰ کہ آپ کے نیچے سے مصلّٰی بھی لے گئے، پھر عبدالرحمٰن بن عبداللہ جعال ازدی نے آپ پر حملہ کر دیا اور آپ کے کندھوں سے چادر کھینچ لی،

---

(۱) "تاریخ الیعقوبی" ج ۲ ص ۲۱۵ (۲) "مروج الذہب" ج ۲ ص ۴۳۱

آپ بغیر چادر کے تلوار گردن میں لٹکائے بیٹھے رہے۔''(۱)

''بنی اسد کے ایک آدمی جراح بن سنان نے آپ کی ران میں نیزہ مارا جو گوشت کو چیر کر ہڈی تک جا پہنچا۔ حسن کو بستر پر ڈال کر مدائن پہنچایا گیا۔ آپ اپنے زخم کا علاج کرتے رہے۔ قبائل کے کچھ سرداروں نے معاویہ کو اپنی خفیہ اطاعت کے متعلق لکھ بھیجا، آپ کو اس پر ابھارا کہ آپ جلدی سے فاصلہ طے کرتے ہوئے ان تک پہنچیں، ان لوگوں نے معاویہ کو یقین دلایا کہ جونہی یہ لوگ آپ کے لشکر کے قریب پہنچیں گے حسن کو ان کے حوالے کر دیں گے یا موقعہ پا کر مار ڈالیں گے۔ حسن علیہ السلام کو اس بات کا پتہ چلا۔ وہ لوگ آپ کو چھوڑ گئے، اس سے آپ کی بصیرت میں اضافہ ہوا۔ آپ نے ان کی نیت کی خرابی بھانپ لی، آپ سمجھ گئے کہ یہ آپ کو گالیاں بکتے اور کافر قرار دیتے ہیں، آپ کا خون کرنے اور آپ کے مال و دولت کے لوٹ لینے کو حلال سمجھتے ہیں۔''(۲)

جس طرح یہ لوگ اپنی کرتوتوں اور اپنے ہاتھوں سے آپؓ کی توہین کرتے رہے، اسی طرح اپنی بدزبانیوں سے بھی آپ کی توہین کرتے رہے۔ کشی نے ابوجعفر کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ:

''حسن علیہ السلام کا ایک ساتھی، جسے سفیان بن ابی لیلیٰ کہا جاتا تھا، اپنی سواری کے جانور پر بیٹھا، حسن کے پاس آیا، حسن اپنے گھر کے صحن میں چھپے بیٹھے تھے، اس نے آپ سے کہا: اے مومنین کو ذلیل کرنے والے، السلام علیک! آپ نے کہا؛ تجھے کیا معلوم ہے؟ اس نے کہا: تو نے امت کے اقتدار پر قبضہ کرنا چاہا اور پھر اپنی گردن سے یہ جوا اتار پھینکا اور اس نافرمان امت کے گلے میں ڈال دیا جو خدا کی نازل کردہ تعلیمات کے برعکس حکومت چلا رہی ہے۔''(۳)

پھر حسن نے اسے بتایا کہ آپ کے گروہ اور آپ کے والد کے گروہ نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا، کیسی کیسی توہین اور گستاخیاں کی ہیں، آپ نے بلند آواز میں کہا:

---

(۱) ''الارشاد'' للمفید ص ۱۹۰

(۲) ''کشف الغمۃ'' ص ۵۴۰، ۵۴۱۔ اس کی روایت یہاں نقل کی گئی ہے۔/ ''الارشاد ص ۱۹۰ ''الفصول المہمۃ فی معرفۃ احوال الائمۃ'' ص ۱۶۲ مطبوعہ ایران

(۳) ''رجال الکشی'' ص ۱۰۳

''خدا کی قسم! معاویہ میرے حق میں ان لوگوں سے بہتر ہے جو اپنے آپ کو میرا گروہ کہتے ہیں۔ان لوگوں نے مجھے قتل کرنا چاہا، میرا مال لوٹ لیا، خدا کی قسم! معاویہ سے معاہدہ کرکے میں نے اپنی جان بچالی، اپنے گھر والوں کو محفوظ کرلیا، یہ اس سے بہتر ہے کہ یہ لوگ مجھے اور میرے اہل بیت کو مار ڈالتے، بخدا! اگر میں معاویہ سے جنگ کرتا تو یہ لوگ مجھے گردن سے پکڑ کراس کے حوالے کردیتے۔ میں نے اس سے مصالحت کرلی، یہ اس سے بہتر ہے کہ یہ لوگ مجھے مار ڈالتے یا مجھے قیدی بنا لیتے، اس نے مجھ پر احسان کیا، بنی ہاشم پر احسان کیا، معاویہ اور اس کے بعد آنے والا ہمیشہ ہمارے زندوں اور مردوں پر احسان کرتا رہے گا۔''(۱)

آپ کی توہین یوں بھی کی کہ آپ کی اولاد اور پشت سے امامت کا سلسلہ منقطع کردیا، بلکہ آپ کی اولاد میں سے اگر کوئی امامت کا دعویٰ کرے تو اس پر اُن لوگوں کی طرف سے کفر کا فتویٰ ہے۔

حسین بن علیؓ

حسین رضی اللہ عنہ اپنے بھائی، ماں اور اپنے والد سے کچھ زیادہ خوش قسمت نہیں، اس کے باوجود کہ یہ لوگ آپ سے محبت وتعلق کے دعووں میں بے حد مبالغہ آرائیاں کرتے ہیں، اپنے آپ کو ان کا پیرو اور مطیع کہتے ہیں، لیکن آپ کو بھی توہین وتحقیر سے معاف نہیں کیا، آپ کی توہین کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

''آپ کی والدہ، رسول اللہ کی بیٹی حضرت فاطمہ کو آپ کا پیدا ہونا، ناپسند تھا، جب کہ بارہا آپ کی ولادت کی بشارت دی جاچکی تھی، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ کی ولادت کی بشارت کو قبول کرنا نہیں چاہتے تھے۔ فاطمہ نے آپ کو کراہت و ناپسندیدگی کے ساتھ جنم دیا، اور اس ناپسندیدگی ہی کی وجہ سے حسینؓ نے اپنی ماں کا دودھ نہیں پیا۔'' یہ تمام روایات ان لوگوں کی حدیث کی اہم ترین مستند وصحیح ترین کتابوں میں مروی ہیں، یہ کتابیں ان لوگوں کے ہاں اسی درجہ کی ہیں، جس درجہ کی کتاب اہلِ سنت کے ہاں صحیح بخاری ہے۔ کلینی، جعفر سے روایت نقل کرتے ہوئے کہتا ہے:

(۱) ''الاحتجاج'' للطبرسی ص ۱۴۸

''جبرئیل رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: فاطمہ علیہا السلام عنقریب ایک لڑکے کو جنم دیں گی جسے آپ کے بعد آپ کی امت قتل کرڈالے گی، جب فاطمہ کو حسین کا حمل ہوگیا تو آپ اس حمل کو سخت ناپسند کرنے لگیں، اسی طرح ناگواری کے ساتھ آپ نے حسین کو جنم دیا۔

اس کے بعد ابوعبداللہ علیہ السلام کہتے ہیں:

دنیا میں کوئی ماں ایسی نہیں جو اپنے لڑکے کو ناگواری سے جنم دے، آپ اس لئے حسین کو ناپسند کرنے لگیں کہ آپ کو علم ہو چکا تھا، اسے قتل کردیا جائے گا، اس کے بعد کہا: آپ ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے: ''ووصّینا الانسان بوالدیه حسنا حملته امّه کرهاوّ وضعته کرها۔'' (۱) (ہم نے انسان کو اپنے والدین سے اچھا سلوک کرنے کی ہدایت کی، اس کی ماں نے اسے تکلیف برداشت کرکے پیٹ میں اٹھائے رکھا اور پھر وضع حمل کی بھی تکلیف برداشت کی۔''

توہین! اور کس قدر توہین، گستاخی! اور کس قدر گستاخی، جھوٹ اور کتنا بڑا جھوٹ؟

اور کہتے ہیں کہ ''حسین نے نہ فاطمہ علیہا السلام کا دودھ پیا نہ اور کسی عورت کا۔ نبی آپ کے پاس آیا کرتے تھے اور اپنے انگوٹھے کو آپ کے منھ میں رکھ دیا کرتے تھے۔ آپ اسے چوس لیتے جو دو یا تین دن کے لئے کافی ہوتا۔'' (۲)

اسی طرح کا سلوک یہ لوگ آپ سے پہلے آپ کے والد اور بھائی کے ساتھ کر چکے ہیں، چنانچہ تمام شیعہ مورّخ بیان کرتے ہیں کہ کوفہ والوں نے...... وہ کوفہ، جو شیعہ حضرات کا مرکز تھا اور جس کی تعریف میں ان لوگوں نے جانے کیا کیا کہا ہے، دیکھئے جعفر کوفہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''ہماری ولایت زمین وآسمان، پہاڑوں اور شہروں پر پیش کی گئی، کسی نے بھی اسے اس طرح قبول نہیں کیا جس طرح کوفہ والوں نے۔'' (۳)

کوفہ ہی کے بارے میں کہتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ نے شہروں میں سے چار شہر چن لئے، فرمایا: ''والتّین والزّیتون

---

(۱) ''الاصول من الکافی'' کتاب الحجۃ ج ۱ ص ۴۶۴ باب ولادتِ حسین (۲) ایضاً ص ۴۶۵

(۳) ''بصائر الدرجات للصفار'' جزء ثانی، دسواں باب

وطور سینین و هٰذا البلد الامین" التین سے مدینہ، الزیتون سے بیت المقدس، طورِ سیناء سے کوفہ، اور هٰذا البلد الامین سے مکہ مراد ہیں۔"(۱)

اسی لئے کوفہ سے حسینؓ کو ڈیڑھ سو کے قریب خطوط لکھے گئے، جن میں ان لوگوں نے لکھا تھا کہ:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، حسین بن علی کی طرف جو اپنے، اور اپنے والد امیر المؤمنین کے گروہ کی طرف سے امیر المؤمنین ہیں، سلام اللہ علیک، اما بعد، لوگ آپ کے منتظر ہیں، آپ کے سوا ان کی کوئی رائے نہیں، اے رسول اللہ کے بیٹے، جلدی کیجئے، جلدی۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔"(۲)

ایک اور خط میں لکھا کہ: "اما بعد، باغات سرسبز ہو چکے ہیں، پھل تیار ہو چکے ہیں، اگر آپ چاہتے ہیں تو آپ مضبوط لشکر کی طرف آجایئے۔ والسلام۔" (۳)

"جب شیعہ کی طرف سے پے درپے خطوط اور ان کے نمائندے مسلسل آپ کے پاس پہنچنے لگے تو آپ نے اپنے چچا کے بیٹے مسلم بن عقیلؒ کو ان کے پاس بھیجا، کوفہ والے بے تابانہ آپ کے پاس پہنچ گئے، آپ کے گرد جمع ہو گئے، سب نے روتے ہوئے آپ کی بیعت کی، ان کی تعداد اٹھارہ ہزار سے متجاوز تھی۔"(۴)

کچھ دنوں بعد مسلم بن عقیلؒ نے آپ کو لکھا: "آپ کے ساتھ ایک لاکھ تلواریں ہیں، تاخیر نہ کیجئے۔"☆

آپ نے مسلم بن عقیلؒ اور کوفہ والوں کو جواب دیتے ہوئے لکھا:

"میں منگل کو، ذی الحجہ کے مہینے میں ترویہ کے روز روانہ ہوں گا، جونہی میرا نمائندہ تم تک پہنچے تم اپنے کام کے لئے مستعد ہو جاؤ، میں تمہارے پاس آرہا ہوں۔"(۵)

مگر حالات بدل گئے، شیعہ اپنی سابقہ عادت و دستور کے مطابق بدل گئے، مسلم بن

---

(۱) مقدمۃ البرہان ص ۲۲۳

(۲) "کشف الغمہ" ج ۲ ص ۳۳۔ اسی کے الفاظ منقول ہیں / "الارشاد" ص ۲۰۳ / "الفصول المہمۃ" فی معرفۃ احوال الائمۃ" ص ۱۸۲

(۳) الارشاد للمفید ص ۲۰۳۔ / "اعلام الوریٰ للطبرسی ص ۲۲۳، اسی کے الفاظ نقل کئے گئے ہیں۔

(۴) "الارشاد" للمفید ص ۲۰۵ ☆ "الارشاد" للمفید ص ۲۰۵ (۵) "الارشاد" للمفید ص ۲۰۵

عقیل کو بے کسی و بے یاری کے عالم میں قتل کر دیا گیا، جب حسین کو آپ کی موت کی خبر پہنچی اور کوفہ میں ابن زیاد کے لشکر کا سامنا ہوا تو ''آپ تہمد باندھے، جوتا پہنے اور چادر اوڑھے ان کے پاس گئے اللہ کی حمد وثناء کی، اس کے بعد کہا: اے لوگو! میں نہیں آرہا تھا، تم نے خطوط لکھے کہ ہمارے پاس آیئے، ہمارا کوئی امام نہیں، شاید آپ کے ذریعہ اللہ ہمیں حق و ہدایت پر جمع کر دے، اگر یہی بات تھی تو میں تمہارے پاس آگیا ہوں، مجھے وہ کچھ دو جس پر میں نے تمہارے وعدوں اور یقین دہانیوں کی وجہ سے بھروسہ کیا تھا۔ اگر تم ایسا نہیں کر سکتے، میرا آنا تمہیں ناپسند ہے، تو میں تمہیں چھوڑ کر جہاں سے آیا تھا وہیں لوٹ جاتا ہوں۔''(۱)

پھر یہ لوگ آپ کو چھوڑ گئے، آپ سے منہ پھیر لیا، اور آپ کو دشمن کے حوالے کر دیا، تا کہ وہ آپ کو اور آپؓ کے ساتھ اہل بیت اور دوسرے ساتھیوں کو قتل کر دیں، محسن امین بیان کرتا ہے:

''اس کے بعد اہلِ عراق میں سے بیس ہزار افراد نے حسین کی بیعت کی، انہی لوگوں نے آپ کو دھوکا دیا، اور آپ کو چھوڑ کر، آپ کی بیعت کو اپنی گردنوں میں ڈالے چلے گئے اور پھر آپ کو مار ڈالا۔''(۲)

شیعہ مورخ یعقوبی لکھتا ہے کہ جب اہلِ کوفہ نے آپ کو قتل کر دیا تو:

''آپ کے خیمے لوٹ لئے، عورتوں کو گرفتار کر کے انھیں کوفہ لے جایا گیا، جب یہ کوفہ پہنچیں تو کوفہ کی عورتیں چیختی چلاتی اور روتی ہوئی نکلیں، یہ دیکھ کر علی بن حسین نے کہا: یہ ہمارے حال پر روتی ہیں تو ہمیں قتل کس نے کیا ہے؟''(۳)

یہ ہیں شیعہ حضرات، اور اس طرح یہ لوگ اہلِ بیت کے ساتھ سلوک کیا کرتے تھے، جن سے محبت و اتباع کے دعوے کرتے پھرتے ہیں۔

دوسرے اہل بیت

اسی طرح نبی ﷺ اور علی رضی اللہ عنہ کے دوسرے اہل بیت بھی ان لوگوں کی ضرر رسانی، ایذاء دہی اور توہین و گستاخی سے محفوظ نہیں رہے، انھیں بھی یہ لوگ کافر و فاسق کہتے اور گالیاں بکتے

(۱) ''الارشاد'' ص ۲۲۴ (۲) ''اعیان الشیعۃ'' قسم اول ص ۳۴ (۳) ''تاریخ الیعقوبی'' ج۱ ص ۲۳۵

ہیں، حسینؓ کی اولاد میں سے ان آٹھوں کے علاوہ جو کوئی بھی اپنا حق مانگے ،حکومت واقتدار کا مطالبہ کرے یا اپنی امامت کا دعویٰ کرے،خواہ وہ آپ کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو، حسنؓ کا بیٹا ہو یا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہو، یہ اسے کافر اور فاسق کہیں گے اور گالیاں بکیں گے۔ محمد بن حنفیہ اور آپ کے بیٹے ابی ہاشم۔ زید بن زین العابدین اور آپ کے بیٹے یحییٰ، عبداللہ بن محض بن حسن مثنیٰ اور آپ کے بیٹے محمد جن کا لقب نفس الزکیہ ہے، آپ کے بھائی ابراہیم، علی کے بیٹے نقی، جعفر بن علی اور دوسرے بہت سے علوی حضرات کو یہ لوگ گالیاں بکتے ہیں، اسی طرح تمام طالبین (ابی طالب کی اولاد) کو بھی، جن کا ذکر اصفہانی نے ''مقاتل الطالبین'' میں کیا ہے، اور اسی طرح جعفر بن ابی طالب اور عقیل بن ابی طالب کو بھی یہ لوگ گالیاں بکتے ہیں۔ جو آدمی بھی عباسیین میں سے امامت کا دعویٰ کرے، اسے یہ لوگ کافر سمجھتے ہیں، باوجودیکہ انھیں نبی ﷺ کے اہل بیت اور رسول اللہ ﷺ کی اولاد ہونا تسلیم کرتے ہیں، اور اسی طرح مصر کے فاطمی خلفاء کو بھی۔ اس سلسلے میں ان لوگوں نے بہت سی روایات بھی گھڑ رکھی ہیں۔

ایک روایت یہ ہے کہ ''ابوجعفر سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا مطلب پوچھا گیا کہ: ''**یوم القیٰمة تری الذین کذبوا علی اللّٰه وجوهم مسودة**'' (اور قیامت کے دن آپ اللہ پر جھوٹ باندھنے والوں کے چہروں کو دیکھیں گے کہ وہ سیاہ ہو چکے ہیں) آپ نے کہا (یہ اس آدمی کے بارے میں ہے) جو کہے کہ میں امام ہوں اور درحقیقت امام نہ ہو، راوی کہتا ہے: میں نے پوچھا، اگرچہ علوی ہو؟ آپ نے کہا: اگرچہ علوی ہو، میں نے پوچھا، اگرچہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کی اولاد میں سے ہو؟ آپ نے کہا: اگرچہ آپ کی اولاد میں سے ہو۔''

ایک روایت میں ہے: ''جس نے امامت کا دعویٰ کیا اور وہ اس کا اہل نہ ہو، وہ کافر ہے۔''(۱)

یہ تو رہے اپنی جگہ۔ حسینؓ کی اولاد میں سے ان آٹھ اماموں، جنھیں ان لوگوں نے امام کا لقب دے رکھا ہے اور نواں ان کا موہوم امام (امام غائب) ان ائمہ کی بھی تحقیر وتوہین میں ان لوگوں نے کوئی کمی نہیں چھوڑی، ان پر بھی یہ لوگ اعتراض کرتے ہیں، بُرا بھلا کہتے ہیں، انھیں بھی ان لوگوں نے چھوڑ دیا، انھیں ذلیل کیا، مذاق اڑایا، ان پر وہ تہمتیں لگائیں جس سے وہ

---

(۱) ''الاصول من الکافی'' ج ۱ ص ۳۷۲

حضرات پاک ہیں، ان کے ساتھ بھی وہی سلوک روا رکھا جو سلوک ان کے آباء واجداد، حسنینؓ، علیؓ بن ابی طالب اور سیّدِ کونین ورسول الثقلین اور دیگر نبیوں اور رسولوں کے ساتھ کر چکے ہیں۔

علی بن حسینؒ

علی بن حسین جنھیں ان لوگوں نے زین العابدین کا لقب دیا ہے اور جن کے بارے میں ان کا اعتقاد ہے کہ آپ اپنے والد کے بعد امام ہیں، آپ کی اطاعت و پیروی ضروری ہے، انھیں یہ لوگ ایک عام اور معمولی آدمی سے بھی زیادہ بزدل اور ڈرپوک کہتے ہیں، کہتے ہیں کہ آپ نے یزید۔ بقول ان کے قاتلِ حسین۔ کی غلامی کا اقرار کیا ہے، ان کی کتاب ''الکافی'' میں یہ روایت زین العابدین کے بیٹے محمد باقر نے بیان کی ہے کہ:

یزید بن معاویہ حج کے لئے مدینہ آیا، اس نے قریش کے ایک آدمی کو بلوایا، وہ اس کے پاس آیا، یزید نے اس سے پوچھا: کیا تو اقرار کرتا ہے کہ تو میرا غلام ہے، چاہوں تو بیچ دوں اور چاہوں تو اپنا غلام رکھوں، اس آدمی نے کہا: خدا کی قسم اے یزید! قریش میں حسب کے اعتبار سے تو مجھ سے زیادہ معزز نہیں، نہ تیرا باپ جاہلیت اور اسلام میں میرے باپ سے افضل تھا، تو دین میں بھی مجھ سے افضل نہیں اور نہ مجھ سے بہتر ہے، جو تو نے پوچھا، میں کیونکر اس کا اقرار کرلوں؟ یزید نے اس سے کہا: اگر تو میرے سامنے اقرار نہیں کرے گا، بخدا میں تجھے قتل کردوں گا، اس آدمی نے کہا: تیرا مجھے قتل کردینا رسول اللہ کے بیٹے، حسین بن علی علیہما السلام کو قتل کردینے سے تو بڑا واقعہ نہیں۔ یزید نے حکم دیا اور اسے قتل کردیا گیا۔

پھر اس نے علی بن حسین علیہما السلام کی طرف ایک آدمی بھیجا اور آپ سے بھی وہی کچھ کہا جو اس قریشی سے کہا تھا، علی بن حسین علیہما السلام نے اس سے کہا: کیا اگر میں اقرار نہ کروں تو تو مجھے بھی اسی طرح قتل کردے گا جس طرح کل ایک آدمی کو قتل کرچکا ہے؟ یزید پر اللہ کی لعنت ہو، کہنے لگا: ہاں کیوں نہیں اس پر علی بن حسین علیہما السلام نے کہا: جو تو نے پوچھا میں اس کا اقرار کرتا ہوں، میں ایک مجبور غلام ہوں، چاہے تو مجھے اپنے پاس رکھ، چاہے تو بیچ ڈال۔''(۱)

---

(۱) ''الروضۃ من الکافی'' ج۸ ص۲۳۴، ۲۳۵

اسی طرح ان لوگوں نے آپ کے بیٹے اور آپ کی والدہ کی توہین کر کے بھی آپ کو بے حد تکلیف پہنچائی، بیان کرتے ہیں کہ: ''آپ سے شیعہ کے معصوم ائمہ میں سے کسی نے پوچھا کہ: میرے دو ہمسایے ہیں، ایک دشمن ہے اور دوسرا زیدی ہے۔ ان دونوں سے میل جول ضروری ہے، میں کس سے میل جول رکھوں؟

آپ نے کہا: دونوں بُرے ہیں، جس نے کتاب اللہ کی کسی آیت کو جھٹلایا، اس نے اسلام کو پسِ پشت ڈال دیا، وہ پورے قرآن، نبیوں اور رسولوں کا جھٹلانے والا ہے، یہ کہا: اس کے بعد کہا: یہ تمہارا دشمن ہے اور زیدی ہمارا دشمن ہے۔'' (۱)

آپ کی والدہ کی توہین کر کے آپ کو بے حد تکلیف پہنچائی گئی، کہتے ہیں کہ:

''حسین کے شہید ہونے کے بعد سوائے پانچ کے سب کے سب مرتد ہو گئے تھے، وہ پانچ ابوخالد کابلی، یحییٰ بن ام الطّویل، جبیر بن مطیع، جابر بن عبداللہ اور حسین بن علی کی بیوی شیکہ ہیں۔'' (۲)

نہ جانے آپ کی والدہ شہر بانو کہاں گئیں کہ شیکہ کا ذکر تو کر دیا اور اُسے چھوڑ دیا۔

محمد باقرؒ اور آپ کا بیٹا

محمد باقرؒ اور آپ کے بیٹے جعفرؒ دونوں واقعی بہت مظلوم ہیں کہ کوئی نقص و خامی اور قبیح بات ایسی نہیں جو ان لوگوں نے ان کی طرف منسوب نہ کی ہو، بزدلی، نفاق، دھوکہ دہی، خیانت، جھوٹ یہ سب برائیاں آپ دونوں پر چسپاں کی گئی ہیں، ان دونوں کے نام پر ان لوگوں نے اپنا ایک نیا مسلک و مذہب گھڑ لیا ہے اور حقیقت میں وہ لوگ اس سے قطعی بے خبر و بے تعلق ہیں، کہتے ہیں کہ باقر خوف اور بزدلی کی وجہ سے خدا کی حرام کردہ چیزوں کو بھی حلال کر دیا کرتے تھے، مثلاً آپ فتویٰ دیا کرتے تھے کہ:

''باز اور شکرے کی شکار کی ہوئی چیز حلال ہے، خواہ وہ جانور وغیرہ حرام ہی کیوں نہ ہو۔'' (۳)

اور خود انہی لوگوں نے بے شمار روایات بیان کی ہیں، جن میں بتایا گیا ہے کہ باز اور

---

(۱) ''الروضۃ من الکافی'' ج ۸ ص ۲۳۴، ۲۳۵ (۲) ''مجالس المؤمنین'' للشوشتری، المجلس الخامس ص ۱۴۴ مطبوعہ طہران۔
(۳) ''الفروع من الکافی'' ج ۶ ص ۲۰۸ باب صید البزاۃ الصقور وغیر ذلک

شکرے کا شکار شدہ جانور حرام ہے۔

زرارہ بن اعین، شیعہ حضرات کے ان اکابر راویوں اور ان کے ان مشائخ میں سے ہے جن پر اُن کے مذہب کی عمارت قائم ہے، یہ محمد بن باقر کے بارے میں کہتا ہے کہ:

''اس بوڑھے کو مخالفت کا کوئی علم نہیں تھا۔''(۱) (یعنی اختلاف کرنے کا طریقہ تک نہیں جانتا تھا۔)

ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ زرارہ بن اعین نے کہا ہے: ''میں نے محمد باقر سے ایک مسئلہ پوچھا، آپ نے مجھے بتایا، پھر آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے بھی وہی مسئلہ پوچھا، اسے آپ نے کچھ اور جواب دیا، پھر ایک آدمی آیا اور اس نے بھی وہی مسئلہ پوچھا، اسے آپ نے اس کے علاوہ کوئی اور جواب دیا جو مجھے اور میرے ساتھی کو دے چکے تھے، جب یہ دونوں آدمی چلے گئے تو میں نے پوچھا: اے رسول اللہ ﷺ کی اولاد! آپ کے گروہ میں سے اہلِ عراق کے دو آدمی مسئلہ پوچھنے آئے، آپ نے ہر ایک کو دوسرے سے مختلف جواب دیا؟

آپ نے کہا: اے زرارہ! یہ ہمارے لئے بہتر ہے، اسی میں ہماری تمہاری بقا ہے، اگر تم لوگ کسی ایک چیز پر متفق ہو گئے تو لوگ ہمارے خلاف ہو جائیں گے (کیونکہ یہ مذہب ہی ایسا ہے) اور اس طرح ہم تم زیادہ دیر نہیں رہ سکیں گے۔

کہتا ہے: پھر میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا: اگر تم اپنے شیعہ کو نیزوں یا آگ پر بھی چلنے کو کہو گے تو وہ چلیں گے لیکن وہ آپ کے پاس سے اختلاف رکھتے ہوئے اٹھتے ہیں، کہتا ہے کہ: آپ نے بھی مجھے وہی جواب دیا جو آپ کے والد نے دیا تھا۔''(۲)

جعفر کے بارے میں یہ بھی بتاتے ہیں کہ آپ نے ابوحنیفہ کے سامنے ان کی تعریف کی، جب وہ اٹھ کر چلے گئے تو آپ کی بُرائی کرنے لگے، کلینی محمد بن مسلم سے روایت کرتا ہے کہ:

''میں ابوعبداللہ علیہ السلام کے پاس گیا، ابوحنیفہ آپ کے پاس موجود تھے، میں نے آپ سے کہا: میں آپ کے قربان جاؤں میں نے عجیب خواب دیکھا ہے آپ نے مجھ سے کہا: اے ابنِ مسلم! بیان کر، ایک عالم اس وقت تشریف رکھتے ہیں اور اپنے ہاتھ سے ابوحنیفہ کی طرف اشارہ کیا، کہتا ہے، میں نے کہا: میں نے یوں دیکھا گویا میں اپنے گھر میں داخل ہوا

(۱) ''الاصول من الکافی'' کتاب فضل العلم ص ۶۵ مطبوعہ طہران

(۲) ''الاصول من الکافی''

ہوں، اچانک میری بیوی نکلی، اس نے بہت سے اخروٹ توڑے اور میرے سامنے بکھیر دیئے، مجھے اس بات پر تعجب ہوا، ابوحنیفہ نے کہا: تو کنجوس لوگوں سے اپنی بیوی کے مالِ میراث کے لئے لڑتا اور جھگڑتا ہے، شدید دشمنی کے بعد تو اپنے مقصد کو پالے گا۔ان شاءاللہ!
اس پر ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہا: اے ابوحنیفہ آپ نے سچ کہا، کہتا ہے کہ: پھر جب ابوحنیفہ آپ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے تو میں نے کہا:

میں قربان جاؤں میں اس دشمن کی تعبیر کو ناپسند کرتا ہوں، آپ نے کہا اے ابنِ مسلم! خدا تیرا بُرا نہ کرے۔اس کی تعبیر ہماری تعبیر کے موافق نہیں اور ہماری تعبیر اس کی تعبیر کے موافق، اس کی صحیح تعبیر وہ نہیں جو اس نے بتائی ہے، کہتا ہے: میں نے آپ سے کہا: میں قربان تو پھر آپ کا یہ کہنا کہ: آپ نے ٹھیک کہا اور آپ نے اس پر قسم بھی کھائی جب کہ وہ غلط کہہ رہے تھے؟ آپ نے کہا: ہاں! میں نے اس پر قسم کھائی کہ اس نے غلطی کی ہے۔'' (۱)

کہتے ہیں، آپ نے کہا ہے کہ:

''میرے ستر منہ ہیں جن سے میں بولتا ہوں، اور ہر ایک سے نکلنے کا راستہ بھی ہے۔'' (۲)

ایسی ایسی خرافات ان لوگوں نے آپ کی طرف منسوب کی ہیں، جن کو نقل کرتے ہوئے انسان شرم محسوس کرتا ہے، یہاں صرف ایک روایت اور بیان کرتے ہیں۔اس روایت کو کشی نے زرارہ سے نقل کیا ہے، کہتا ہے کہ:

''خدا کی قسم! اگر میں وہ سب کچھ بیان کردوں، جو میں نے ابوعبداللہ سے سنا ہے، تو مردوں کے آلۂ تناسل لکڑیوں پر چڑھ جائیں۔'' (۳)

موسیٰ بن جعفر

موسیٰ بن جعفر کی بھی یہ لوگ بے حد توہین کرتے ہیں، نہ صرف موسیٰ بن جعفر، بلکہ آپ کی والدہ کی بھی، کہتے ہیں:

''ابنِ عکاشہ ابوجعفر کے پاس آیا۔ابوعبداللہ علیہ السلام ان کے پاس کھڑے تھے، اس

---

(۱) ''کتاب الروضۃ من الکافی'' ج ۸ ص ۲۹۲ تعبیر منامات (۲) ''بصائر الدرجات'' جزء سادس
(۳) ''رجال الکشی'' ص ۱۲۳ از زرارہ بن اعین کے حالات

نے آپ کو انگور پیش کیے اور کہا: بوڑھا آدمی اور چھوٹا بچہ اس کا ایک دانہ کھاتے ہیں، تین تین چار چار دانے وہ کھاتا ہے، جو سمجھتا ہے کہ اس کا پیٹ نہیں بھرے گا، تو دو دو دانے کھا۔ یہ بات پسندیدہ ہے، ابوجعفر علیہ السلام نے کہا: ابوعبداللہ شادی کیوں نہیں کرتا، حالانکہ وہ شادی کر سکتا ہے؟ راوی کہتا ہے آپ کے سامنے ایک سر بمہر تھیلی تھی، آپ نے کہا: عنقریب اہل بربر میں سے نخاس (یعنی مویشی بیچنے والا) آئے گا اور میمون کے گھر اترے گا۔ ہم اس تھیلی سے آپ کے لئے ایک لونڈی خریدیں گے، بیان کرتا ہے کہ: اس کے بعد جو ہوا سو ہوا، ایک روز ہم ابوجعفر علیہ السلام کے پاس گئے، آپ نے کہا: کیا میں تمہیں نخاس کے بارے میں نہ بتاؤں جس کا پہلے میں نے تم سے ذکر کیا تھا، جاؤ اور اس تھیلی سے آپ کے لئے ایک لونڈی خریدو، کہتا ہے کہ: ہم نخاس کے پاس آئے، اس نے کہا میں بیچ چکا ہوں، میرے پاس صرف دو بیمار لونڈیاں تھیں، ایک لونڈی دوسری سے کچھ بہتر تھی، ہم نے کہا: دونوں کو نکال تاکہ ہم انھیں دیکھیں اس نے دونوں کو نکالا، ہم نے پوچھا یہ دونوں ایک جیسی لونڈیاں ہمیں کتنے میں دے گا؟ اس نے کہا: ستّر دینار میں، ہم نے کہا، بہتر ہے، اس نے کہا: میں ستر دینار سے کم نہیں کروں گا، ہم نے اس سے کہا: ہم تجھ سے اس تھیلی کے بدلے میں خریدتے ہیں۔ اس میں جتنے بھی دینار ہوں، ہمیں نہیں معلوم اس میں کتنے ہیں؟ اس کے پاس ایک آدمی تھا جس کا سر اور داڑھی سفید تھی، وہ کہنے لگا اسے کھولو اور وزن کرو، نخاس نے کہا: کھولو مت، اگر ستر دینار سے ذرہ مقدار بھی کم ہوئی تو میں تمہارے ہاتھ نہیں بیچوں گا۔

اس بوڑھے نے کہا: قریب آؤ، ہم قریب ہوئے اور مہر توڑ ڈالی۔ دیناروں کا وزن کیا وہ پورے ستر دینار تھے، نہ کم نہ زیادہ، ہم نے ایک لونڈی لے لی اور ابوجعفر علیہ السلام کے پاس لے گئے، جعفر آپ کے پاس کھڑے تھے، ہم نے ابوجعفر کو پورا واقعہ سنایا، آپ نے خدا کی حمد وثناء کی اور اس لونڈی سے پوچھا تمہارا کیا نام ہے؟ اس نے کہا: حمیدہ (حمد کرنے والی) آپ نے کہا: دُنیا میں حمیدہ اور آخرت میں محمودہ، مجھے بتا کہ تو باکرہ ہے یا ثیبہ؟ اس نے کہا: باکرہ، آپ نے کہا: کیسے ہو سکتا ہے، نخاسین کے ہاتھوں تو جو چیز بھی لگے، یہ اسے خراب کر دیتے ہیں۔ اس نے کہا، وہ میرے پاس کئی دفعہ اس طرح سے بیٹھ جاتا جس طرح مرد عورت سے جماع کرتے

وقت بیٹھتا ہے۔ تو اللہ نے اس پر ایک سفید داڑھی اور سفید سر والا آدمی مقرر کر دیا، وہ اسے تھپڑ مارتا رہتا تا آنکہ وہ میرے پاس سے اٹھ جاتا۔ اس نے میرے ساتھ کئی مرتبہ ایسا کیا اور اس بوڑھے نے بھی اس کے ساتھ ویسا ہی کیا (یعنی وہ جب بھی جماع کرنے کے لئے آتا، یہ بوڑھا اسے مارنا شروع کر دیتا) آپ نے کہا: اے جعفر! اسے اپنے ساتھ لے جا، چنانچہ اس نے روئے زمین پر بہترین فرد، موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کو جنم دیا۔'' (۱)

آپ کی عقل اور علم پر بھی تنقید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ: آپ سے اس عورت کا حکم پوچھا گیا جس نے شوہر کے ہوتے ہوئے اور شادی کر لی تو:

'' آپ نے کہا: عورت کو سنگسار کیا جائے گا اور مرد کو کچھ بھی نہیں کہا جائے گا (راوی کہتا ہے) میں ابو بصیر (۲) سے ملا اور آپ سے کہا: میں نے ابوالحسن سے اس عورت کا حکم پوچھا تھا جس نے شوہر کے ہوتے ہوئے دوسری شادی کر لی تو آپ نے کہا تھا کہ: عورت کو سنگسار کیا جائے گا اور مرد کو کچھ نہیں کہا جائے گا، بیان کرتا ہے کہ ابو بصیر نے اپنے سینے پر ہاتھ پھیرا اور کہا: میں نہیں سمجھتا کہ ہمارا ساتھی اب آپ کے فیصلے کا انکار کرے گا۔...... اور ایک روایت میں ہے کہ...... میں اپنے ساتھی کے بارے میں سمجھتا ہوں کہ اس کا علم کامل نہیں۔'' (۳)

علی بن موسیٰ

علی بن موسیٰ بن جعفر کے بارے میں کہتے ہیں کہ آپ عورت کے ساتھ غیر فطری راستے سے شہوت پوری کرنے کو جائز سمجھتے تھے۔'' (۴)

آپ کے بارے میں بھی آپ کے والد موسیٰ بن جعفر جیسا ایک قصہ بیان کرتے ہیں کہ:

'' ہشام بن احمد سے روایت ہے: ابوالحسن اول علیہ السلام نے کہا: کیا تجھے معلوم ہے

---

(۱) ''الاصول من الکافی'' ''کتاب الحجۃ باب موسیٰ بن جعفر کی ولادت، ج ۱ ص ۴۷۷

(۲) شیعہ کے اکابر علماء اور مشائخ میں سے ہے ''جعفر نے اس کے بارے میں کہا: اگر یہ نہ ہوتا تو نبوت کی روایات و آثار ختم ہو جاتیں اور مٹ جاتیں۔'' (رجال الکشی ص ۱۵۲)

(۳) ''رجال الکشی'' ص ۱۹۳، ۱۹۴۔

(۴) ''الاستبصار'' باب اتیان النساء مادون الفرج ج ۳ ص ۲۴۳

کہ اہلِ مغرب میں سے کوئی آدمی آیا ہے؟ میں نے کہا: نہیں، آپ نے کہا: ہاں، ایک سرخ آدمی آیا ہے، آپ ہمارے ساتھ چلے، آپ سوار ہو گئے، ہم بھی آپ کے ساتھ سوار ہو کر ایک آدمی کے پاس پہنچے، دیکھا تو اہلِ مغرب میں سے ایک آدمی ہے اور اس کے ساتھ لونڈیاں ہیں، آپ نے اس سے کہا: ہمارے سامنے کر، اس نے ہمارے سامنے نو لونڈیاں پیش کیں۔ ہر ایک کے بارے میں ابوالحسن علیہ السلام کہتے رہے کہ یہ نہیں چاہیئے، پھر اس سے کہا: اور دکھا، اس نے کہا: میرے پاس اور کچھ نہیں، آپ نے اس سے کہا، ہمیں اور دکھا، وہ کہنے لگا: بخدا ایک بیمار لونڈی کے سوا اور میرے پاس کچھ نہیں، آپ نے اس سے کہا: وہ کیوں نہیں دکھاتا؟ اس نے اسے دکھانے سے انکار کر دیا۔ اس وقت آپ لوٹ گئے، دوسرے دن پھر آپ نے مجھے اس کے پاس بھیجا اور کہا: اس سے پوچھو کہ کتنے پیسے چاہتا ہے؟ جب وہ کہے کہ اتنے، تو کہہ دینا کہ میں نے خرید لی، میں اس کے پاس آیا، اس نے کہا: اتنے دام ہوں گے، کم نہیں کروں گا، میں نے کہا میں نے خرید لی، جتنے دام تو نے کہے، دوں گا، اس نے کہا: پھر وہ تیری ہو گئی لیکن یہ تو بتا کہ کل تیرے ساتھ کون آدمی تھا؟ میں نے کہا، بنی ہاشم کا کوئی آدمی تھا، اس نے پوچھا:

کون سے بنی ہاشم سے؟ میں نے کہا: بنی ہاشم کے سرداروں سے، اس نے کہا: میں کچھ زیادہ جاننا چاہتا ہوں، میں نے کہا: اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں، اس نے کہا: میں تمہیں اس لونڈی کے بارے میں بتاتا ہوں، اسے میں نے دور دراز کے مغربی ممالک سے خریدا ہے، اہل کتاب میں سے ایک عورت مجھے ملی اور پوچھنے لگی: یہ تیرے ساتھ لونڈی کون ہے؟

میں نے بتایا کہ: میں نے اسے اپنے لئے خریدا ہے، وہ کہنے لگی: مناسب نہیں کہ اس جیسی لوڈی تیرے جیسے آدمی کے پاس ہو، اس جیسی لونڈی تو روئے زمین پر سب سے بہتر آدمی کے پاس ہونی چاہیئے، اسے اس آدمی کے پاس زیادہ عرصہ نہیں گزرے گا کہ اس کی اولاد سے یہ ایک لڑکے کو جنم دے گی، جس کا دین مشرق و مغرب میں پھیل جائے گا، کہتا ہے: میں اسے لے آیا، وہ آپ کے پاس زیادہ عرصہ نہیں رہی کہ اس نے علی علیہ السلام کو جنم دیا۔" (۱)

(۱) "عیون اخبار الرضا" لابن بابویہ ج ۱ ص ۱۷، ۱۸، / "الاصول من الکافی" للکلینی ج ۱ ص ۴۸۶

کیا یہ بات عقل میں آ سکتی ہے کہ موسیٰ بن جعفر اور جعفر بن باقر جیسے آدمیوں کو بنی ہاشم یا دوسرے اشراف کے گھرانوں سے کوئی عورت نہ مل سکی، جس سے یہ حضرات شادی کر لیتے، کیا کوئی آزاد عورت ان کو نہ مل سکی کہ وہ لونڈیاں خرید نے پر مجبور ہوئے؟ اور وہ بھی ان نخاسین سے، جوان لونڈیوں کے کپڑے اتار کران کی جائے جماع کے پاس بیٹھے رہے، یہ باتیں کتنے دردافزا لطیفے ہیں۔

ع

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست؟

رضا کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ وہ مامون کے چچا کی بیٹی سے عشق کرتے تھے اور وہ ان سے عشق کرتی تھی، ابن بابویہ قمی ابوالحسن رضا اور ذوالریاستین کے درمیان تعلقات کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

''ذوالریاستین، رضا علیہ السلام سے شدید عداوت رکھتا تھا اور آپ سے حسد کیا کرتا تھا، اس لئے کہ مامون رضا کو ذوالریاستین پر ترجیح دیا کرتا تھا، سب سے پہلی ذوالریاستین کی دشمنی جو ابوالحسن کے خلاف ظہور پذیر ہوئی وہ یہ تھی کہ مامون کے چچا کی بیٹی رضا سے محبت کیا کرتی تھی، رضا اس سے محبت کیا کرتے تھے، اس کے کمرے سے مامون کے دربار کی طرف ایک دروازہ کھلتا تھا، وہ ابوالحسن رضا علیہ السلام کی طرف میلان رکھتی اور آپ سے محبت کیا کرتی تھی، اس بات کا ذکر وہ ذوالریاستین سے کیا کرتی تھی، جب ذوالریاستین کو اس بات کا پتہ چلا تو اس نے مامون سے کہا کہ آپ کے دربار سے عورتوں کے گھروں کی طرف کوئی دروازہ نہیں کھلنا چاہئے، مامون نے اسے بند کر دینے کا حکم دیا، ایک دن مامون رضا علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا اور ایک رضاؑ مامون کے پاس آیا کرتے تھے۔ ابوالحسن علیہ السلام کا گھر مامون کے گھر کے پہلو میں تھا، جب ابوالحسن علیہ السلام مامون کے پاس آئے تو دیکھا کہ دروازہ بند ہو چکا ہے، آپ نے کہا: اے امیر المومنین اس دروازے کو آپ نے کیوں بند کر دیا؟

مامون نے پوچھا: آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے کہا: اسے کھول دیا جائے اور آپ کے چچا کی بیٹی کے پاس چلا جائے، فضل کی کوئی بات نہ مانی جائے، یہ بے موقعہ اور بے محل بات

ہے، مامون نے اسے گرادینے کا حکم دیا۔ فضل کو اس بات کا علم ہوا تو اسے بہت غم ہوا۔'' (۱)

بقول ان کے آپ بہت بزدل اور ڈرپوک تھے، کہتے ہیں کہ جب رشید نے اپنے ایک امیر جلودی کو آپ کی طرف بھیجا کہ آپ کے گھر کو لوٹ لے۔ مال واسباب چھین لے تو چاہئے تو یہ تھا کہ آپ اپنا، اپنے اہل بیت کا، اپنی عزت وحرمت اور اپنی عورتوں کا دفاع کرتے، لیکن آپ نے خود مال اٹھا اٹھا کر ان کو دینا شروع کر دیا، کہتے ہیں:

''حسن ابوالرضا علیہ السلام گھر میں داخل ہوئے اور اپنی عورتوں پر کوئی چیز نہ چھوڑی، حتیٰ کہ ان کے کانوں کی بالیاں، پازیب، اور بٹن تک اتار لئے، اس کے علاوہ بھی گھر میں تھوڑا یا زیادہ جو کچھ تھا سب لے آئے ......اور اسے دے دیا۔'' (۲)

نواں امام

رضا کے بیٹے محمد، جن کا لقب قانع اور کنیت ابوجعفر ثانی ہے، ان کے بارے میں یہ شک کرتے تھے کہ یہ رضا کے بیٹے ہیں یا نہیں، ان کی امامت کو بھی قبول کرنے میں انھیں اس لئے تردّد تھا کہ آپ کے چہرے کا رنگ کالا تھا، کہتے ہیں کہ سب سے پہلے جس نے آپ کے بارے میں شک کیا، وہ آپ کے بھائی اور چچازاد بھائی تھے، بیان کرتے ہیں کہ علی بن جعفر بن باقر نے اپنے (یعنی رضا کے) بھائیوں سے کہا:

''ہم میں کوئی امام بھی اس طرح کالے رنگ کا نہیں ہوا۔ (۳)

اس پر رضا علیہ السلام نے ان سے کہا: وہ میرا بیٹا ہے، وہ کہنے لگے: رسول اللہ ﷺ نے قیافہ شناسوں (۴) سے فیصلہ کروایا تھا، ہمارا اور آپ کا فیصلہ بھی قیافہ شناسوں پر رہا، آپ نے کہا: تم اسے ان کی طرف بھیج دو، میں نہیں بھیج سکتا، جب انھیں بلاؤ تو انھیں یہ بات مت بتاؤ اور اپنے گھروں میں بیٹھے رہو۔

جب قیافہ شناس آئے تو آپ نے ہمیں باغ میں بٹھا دیا اور آپ کے چچازاد بھائی، سگے

---

(۱) ''عیون اخبار الرضا'' ص ۱۵۳، ۱۵۴ (۲) ''عیون اخبار الرضا'' ج ص ۱۶۱

(۳) یہاں عربی کا لفظ ''حائل اللّون'' استعمال ہوا۔ اس کے معنیٰ ''رنگ بدل جانا اور کالا ہو جانا'' ہیں۔

(۴) یہاں ''القافه'' کا لفظ استعمال ہوا ہے جو القائف کی جمع ہے۔

بھائی اور بہنیں صف بنا کر کھڑے ہو گئے، انھوں نے رضا علیہ السلام کو لیا، انھیں صوف کا جبہ اور ٹوپی پہنائی، ان کی گردن پر بیلچہ رکھا اور انھیں کہا کہ: باغ میں چلے جاؤ، اور یوں ظاہر کرو گویا تم اس میں کام کرتے ہو، پھر ابو جعفر علیہ السلام کو لے کر آئے اور کہنے لگے، اس لڑکے کو اپنے باپ سے ملا دو......قیافہ شناس کہنے لگے:

یہاں اس کا باپ موجود نہیں ہے، البتہ اس کے باپ کا چچا ہے۔ یہ اس کا چچا ہے، یہ اس کی پھوپھی ہے، اگر یہاں کہیں اس کا باپ ہے تو وہ اس باغ کا مالی ہے کیونکہ اس کے اور اس کے پاؤں ایک جیسے ہیں، جب ابوالحسن علیہ السلام لوٹے تو انھوں نے کہہ دیا کہ: یہ اس کا بیٹا ہے۔" (۱)

دیکھئے کیسا ڈرامہ ہو رہا ہے، کس طرح یہ لوگ اسے بیان کر رہے ہیں، اس میں علی رضی اللہ عنہ کے اہلِ بیت کی شان میں کتنی گستاخیاں کی گئی ہیں؟

ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ بے حد بزدل اور سہمے ہوئے انسان تھے، جب عباسی خلیفہ معتصم نے دوسری دفعہ ان کو طلب کیا تو:

"وہ اس قدر روئے کہ ان کی داڑھی تر ہوگئی، پھر سنبھل کر کہنے لگے: اس موقعہ پر تو علی بھی ڈرا کرتے تھے۔" (۲)

دسواں امام

ان کے بیٹے علی کے بارے میں کہتے ہیں کہ جب ان کے والد کا انتقال ہوا تو اُن کی عمر آٹھ سال تھی، اس لئے لوگ ان کی امامت میں اختلاف اور اسے قبول کرنے میں لے دے کرنے لگے: پھر ایک ایسے آدمی کی گواہی پر، جو اُن میں سے نہیں تھا، ان کی امامت کو قبول کیا، اسے اس گواہی پر مجبور کیا گیا تھا۔" (۳)

ان کی امامت کو تسلیم کر لینے کے باوجود کہتے ہیں کہ "ان کے والد کے ترکہ، جس میں جائداد، مال، نقدی اور لونڈیاں ہیں، ان کے سپرد نہیں کیا جائے گا، عبداللہ بن مساور کو اس

---

(۱) "الاصول من الکافی" ج ا ص ۳۲۲، ۳۲۳۔ (۲) ایضاً
(۳) تفصیل کے لئے کتاب الحجۃ میں یہ قصہ دیکھئے باب الاشارہ والنص علی ابی الحسن الثالث ج ا ص ۳۲۴۔

ترکہ پر نگراں مقرر کیا گیا تا کہ وہ ان کے والد کی طرف سے انھیں پہنچا دے۔"(۱)

اس کے باوجود ان کے والد سے روایت کرتے ہیں:

"اردگرد دیہات کے رہنے والے کچھ شیعہ حضرات نے ان کے پاس آنے کی اجازت چاہی، انھوں نے اجازت دے دی، وہ لوگ ان کے پاس آئے اور ایک ہی مجلس میں تیس ہزار مسئلے پوچھے، انھوں نے سب کے جواب دیئے اور اس وقت ان کی عمر دس سال تھی۔"(۲)

معلوم نہیں اس علم وفضل کے باوجود اس کے لئے سرپرست مقرر کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی، جو اس کی دیکھ بھال کرے؟ پھر ان پر تہمت لگاتے ہیں کہ انھیں اتنا بھی علم نہیں تھا کہ ان کے بعد امام کون ہوگا، پہلے انھوں نے (یعنی علی بن محمد نے) اپنے بڑے بیٹے، ابوجعفر محمد کو امامت دے دی۔ انھیں علم نہیں تھا کہ یہ زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہیں گے اور ان کی زندگی ہی میں وفات پا جائیں گے، جب ابوجعفر محمد فوت ہو گئے تو انھوں نے کہا: میں نے کوئی غلطی نہیں کی، اللہ ہی کو علم نہیں تھا کہ میرے بعد کون امام ہوگا، ان کی عبارت سنئے:

خدا نے ابوجعفر (ان کے بڑے بیٹے محمد) کے بعد ابومحمد (ان کے دوسرے بیٹے حسن عسکری) کو ظاہر کیا، جس کے بارے میں خدا کو معلوم نہیں تھا، اسی طرح (جعفر کے دونوں بیٹوں) اسماعیل کے گزرنے کے بعد موسیٰ کو ظاہر کیا، اس کے حال کی بھی اسے خبر نہیں تھی، واقعہ یوں ہی ہے تیرا دل تجھ سے کچھ بھی کہے، ولو کرہ المبطلون." (۳)

اپنے گیارہویں امام حسن بن علی (حسن عسکری) کے بارے میں کہتے ہیں کہ انھوں نے اپنے بڑے بھائی محمد بن علی کی وفات پر اپنا گریبان پھاڑ لیا تھا۔ اپنے منھ پر طمانچے مارے تھے لیکن جب یہ سنا کہ امامت ان کو مل گئی ہے تو انھوں نے خدائے بزرگ وبرتر کا شکریہ ادا کیا۔

بارہویں امام کے بارے میں یہ کہہ دینا کافی ہے کہ ان لوگوں نے اپنی کتابوں میں واضح طور پر لکھا ہے کہ وہ ابھی تک پیدا نہیں ہوا، اور باوجود پوری تلاش اور جستجو کے ابھی تک اس کی کوئی خبر اور پتہ نہیں مل سکا، اور پھر ان لوگوں نے اس کی ولادت اور نشانیوں کے بارے

(۱) "الاصول من الکافی" ج ۱ ص ۳۲۵ (۲) "الاصول من الکافی" کتاب الحجۃ باب ولادت محمد بن علی ج ۱ ص ۴۹۶
(۳) "الارشاد" للمفید ص ۳۳۶

میں بہت سی رام کہانیاں اور من گھڑت قصے گھڑ رکھے ہیں، کیا وہ پیدا ہو چکا ہے اور کہیں موجود ہے، یا ابھی تک پیدا نہیں ہوا اور کہیں موجود نہیں ہے؟ پیدا نہیں ہوا اور ہو بھی چکا ہے، موجود ہے بھی اور نہیں بھی! اس سے بڑھ کر کیا گستاخی ہو سکتی ہے؟ اس سے بھی زیادہ کسی کی توہین کی جا سکتی ہے؟ ہم ان حضرات کی اپنی اہم ترین کتابوں کی عبارتیں آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں، احمد بن عبید اللہ بن خاقان کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ اس نے حسن عسکری کے متعلق ایک لمبا قصہ بیان کیا ہے، کہتا ہے کہ:

''جب آپ بیمار ہو گئے تو سلطان نے آپ کے والد کی طرف پیغام بھیجا کہ رضا کا بیٹا بیمار ہو گیا ہے، وہ اسی وقت سوار ہوئے اور جلدی جلدی دار الخلافہ پہنچے، پھر جلد ہی وہاں سے لوٹ گئے، آپ کے ساتھ امیر المومنین کے پانچ خادم تھے جو سب کے سب اعتبار والے اور آپ کے خصوصی خادم تھے، ان میں نحریر بھی تھا، آپ نے انھیں ہمیشہ حسن کے گھر میں موجود رہنے اور ان کے حال کی خبر رکھنے کا حکم دیا، آپ نے طبیبوں کی ایک جماعت کو بلوایا اور انھیں حکم دیا کہ وہ حسن کے پاس آتے جاتے رہیں، صبح وشام ان کا علاج کریں اور خیال رکھیں، اس کے دو یا تین دن کے بعد انھیں بتایا گیا کہ آپ بہت کمزور ہو چکے ہیں، آپ نے طبیبوں کو ہر وقت ان کے گھر میں رہنے کا حکم دیا، قاضی القضاۃ کی طرف پیغام بھیجا، اسے اپنے ہاں بلوایا اور حکم دیا کہ اپنے ساتھیوں میں سے دس ایسے آدمی چن لو جن کی دینداری، تقویٰ اور امانتداری پر تمھیں اعتماد ہو، اس نے آدمی پیش کر دیئے اور انھیں لے کر حسن کے گھر کی طرف چلا گیا، انھیں حکم دیا کہ وہ رات میں حسن کے پاس موجود رہیں، یہ لوگ وہیں رہتے تھے کہ آپ انتقال کر گئے، ایک کہرام بپا ہو گیا، سلطان نے آپ کے گھر اور آپ کے کمروں کی تلاش کے لئے آدمی بھیجے ہر چیز پر مہر لگا دی اور آپ کے بیٹے کو تلاش کرنے لگے۔ اس کے آدمی ان تمام عورتوں کو لے آئے جن کے بارے میں لگتا تھا کہ یہ حاملہ ہیں، سلطان نے انھیں اپنی لونڈیوں کے پاس بھیج دیا کہ لونڈیاں ان عورتوں کو دیکھیں، لونڈیوں میں سے کسی نے بتایا کہ ان کی ایک لونڈی کو حمل ہے، اسے ایک کمرے میں ڈال دیا گیا اس پر نحریر خادم اس کے ساتھیوں اور

عورتوں کو نگراں مقرر کردیا گیا، اس کے بعد تجہیز و تکفین کی تیاری میں لگ گئے، بازار بند ہو گئے، بنو ہاشم، دوسرے سردار اور میرے والد جنازہ کی طرف گئے، وہ دن جس نے دیکھا اسے قیامت کا روز معلوم ہوا، جب تیاری سے فارغ ہو چکے تو سلطان نے ابوعیسیٰ بن متوکل کی طرف پیغام بھیجا اور اسے آپ کی نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ جب نماز کے لئے جنازہ رکھا گیا تو ابوعیسیٰ اس کے قریب گئے، آپ کے چہرے سے کپڑا اہٹایا، بنی ہاشم کے علویوں، سرداروں، منصفوں، قاضیوں اور حاکموں کو دکھاتے ہوئے کہا:

یہ حسن بن علی بن محمد بن رضا ہے جو اپنے بستر پر اپنی طبعی موت مرا، امیر المومنین کے معتمد ساتھیوں میں سے فلاں فلاں، قاضیوں میں سے فلاں فلاں، طبیبوں میں سے فلاں فلاں اس کے پاس موجود تھے، پھر آپ کا چہرہ ڈھانپ دیا اور اسے اٹھانے کا حکم دیا، آپ کو گھر کے درمیان سے اٹھایا گیا اور اس گھر میں دفن کیا گیا جس میں آپ کے والد کو دفن کیا گیا تھا۔

آپ کو دفن کردیا گیا تو سلطان اور دوسرے لوگوں نے آپ کے بیٹے کو ڈھونڈنا شروع کیا، گھروں اور چوباروں میں بہت ڈھونڈا گیا، ان کی میراث تقسیم کرنے میں توقف کیا گیا، وہ لونڈی جس کے بارے میں شبہ تھا کہ اسے حمل ہے اس وقت تک نگرانی میں رہی تا آنکہ بات واضح ہوگئی کہ اسے حمل نہیں ہے، جب علم ہوگیا کہ اس کو حمل نہیں ہے تو آپ کی میراث آپ کی والدہ اور بھائی جعفر میں تقسیم کردی گئی، آپ کی والدہ کو آپ کی وصیت کے مطابق حصہ دے دیا گیا۔ اور یہ سب کچھ قاضی کے ہاں درج کردیا گیا۔"(۱)

اہل سنت کے ایک لکھنے والے نے کیا خوب لکھا ہے کہ جس طرح شیعہ حضرات کا مہدی اور قائم من گھڑت اور موہوم و معدوم ہے، اسی طرح ان کا قرآن بھی موجود نہیں ہے، معدوم ہے۔ اسی طرح ان کا مذہب بھی من گھڑت اور خودساختہ ہے اور جلد ہی ان شاء اللہ معدوم ہو جائے گا۔

---

(۱) "کتاب الحجۃ من الکافی" ص ۵۰۵،/ "الارشاد" للمفید ص ۳۳۹، ۳۴۰،/ "کشف الغمۃ" ص ۴۰۸، ۴۰۹،/ "الفصول المہمۃ" ص ۲۸۹،/ جلاء العیون" ج ۲ ص ۷۶۲،/ "اعلام الوریٰ" للطبرسی ص ۳۷۷، ۳۷۸۔

اس روایت کو تمام شیعہ مورخین، مصنفین اور محدثین نے ذکر کیا ہے، یہ روایت بارہویں امام کی ولادت و پرورش کے متعلق قصے کہانیوں کی اس عمارت کو منہدم کر رہی ہے جسے ان لوگوں نے تعمیر کیا ہے۔

اگر ایسا نہیں تو اس قسم کی روایات نقل کرنے کا مقصد سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ان کی توہین کی جائے اور انھیں تکلیف پہنچائی جائے، کہتے ہیں کہ ابھی تک پیدا نہیں ہوئے، ان کا وجود نہیں ہے، اور اسی سانس میں کہتے ہیں کہ پیدا ہو چکے ہیں اور موجود ہیں، کچھ انصاف کیجئے، انصاف!

مفید اور دیگر مصنفین نے بھی لکھا ہے کہ ''آپ کا بیٹا آپ کی زندگی میں ظاہر نہیں ہوا، اور نہ ہی آپ کی وفات کے بعد لوگوں نے اسے پہچانا ہے۔ ابومحمد کے بھائی جعفر بن علی منصبِ امامت پر قابض ہو گئے، آپ کا مالِ میراث لے لیا، ابومحمد کی لونڈیوں کو گرفتار اور آپ کی بیویوں کو نظر بند کرنے کی کوشش کی...... جعفر نے کھلم کھلا ابومحمد علیہ السلام کے مالِ وراثت پر قبضہ کر لیا اور شیعہ کے نزدیک ان کے مقام کو حاصل کرنے کی کوشش کی۔''(۱)

یہ ہے ان کا بارہواں امام، اگر بارہواں امام ہے تو، ان میں سے کچھ لوگ واقعی اس امامت کا اعتقاد رکھتے ہیں، انھیں جعفریہ کہا جاتا ہے، دوسرے شیعہ حضرات انھیں بُرا بھلا کہتے ہیں اور حسب عادت جیسے دوسرے حضرات کو گالیاں بکتے ہیں انھی بھی گالیاں بکتے ہیں۔ یہ لوگ جعفر بن محمد کے بارے میں کہتے ہیں:

''وہ اعلانیہ فاسق و فاجر تھا، بے شرم تھا، شرابی تھا، مردوں میں کمترین اور اپنے آپ کو انتہائی ذلیل و رسوا کرنے والا تھا، گھٹیا تھا، خود اپنی نظروں میں چھوٹا تھا۔''(۲)

اسے یہ لوگ جعفر کذاب کے نام سے پکارتے ہیں اور اس کے علاوہ بھی کئی برائیوں سے متصف کرتے ہیں۔

---

(۱) ''الارشاد'' ص ۳۴۵/ ''اعلام الوریٰ'' ص ۳۸۰
(۲) ''الاصول من الکافی'' ج ۱ ص ۵۰۴

اہل بیت اور شیعہ

اہل بیت پوری طرح جانتے اور سمجھتے تھے کہ یہ لوگ ان کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں اور ان کے کرتوت کیا ہیں؟ اسی لئے ان حضرات نے لوگوں کو ان کی حقیقت پوری طرح بتادی تھی، تاکہ ہر آدمی جان لے کہ یہ لعنت گر جو اندھا دھند شروع سے لے کر آخر تک سب پر لعنت کرتے چلے جاتے ہیں، درحقیقت کون ہیں؟

سب سے پہلے جو ان لوگوں کی وجہ سے مصیبت میں مبتلا ہوئے، وہ علیؓ بن ابی طالب ہیں۔ آپ نے بغیر کسی سستی اور تاخیر کے ان کے ایک ایک جرم کا نام لے لے کر انھیں مجرموں، غداروں، لعنت گروں اور دشمنوں کے کٹہرے میں لا کھڑا کیا۔

آپ کہتے ہیں: ''خدا نے جس کام کا بھی فیصلہ کیا تھا، جس چیز کو بھی مقدر کر دیا تھا، میں اس پر خدا کا شکر ادا کرتا ہوں۔ میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے تمہاری وجہ سے مجھے مصیبتوں میں مبتلا کیا، اے لوگو! میں نے جب بھی تمہیں کوئی حکم دیا تم نے اطاعت نہ کی، میں نے جب بھی پکارا تم نے میری پکار کا جواب نہ دیا، تم سے نرمی برتی تو تم نے اسے فراموش کیا، تمہیں لڑایا گیا تو تم بھاگ گئے، اگر لوگ کسی امام پر متفق ہو گئے تو تم نے اس میں عیب نکالے، تمہیں کسی مشکل کی طرف لایا گیا تو تم پلٹ گئے، تمہارے سوا کسی نے انکار نہیں کیا۔ اپنی مدد کئے جانے کا کیوں انتظار کرتے ہو، جب کہ تمہارا حق ہے کہ جہاد کرو؟ تمہارے لئے موت ہے یا ذلت؟ بخدا اگر میرا دن آ گیا ...... اور وہ آنے والا ہے۔ تو میرے اور تمہارے درمیان جدائی ڈال دے گا، میں تمہارے ساتھ رہا، کہتے ہیں، کتنا رہا، زیادہ نہیں، بخدا تم! تمہیں نہ دین جمع کر سکا، نہ حمیت ہی تم میں مستعدی پیدا کر سکی، کیا حیرت کی بات نہیں کہ معاویہ نے کمینے اور بے وفا لوگوں کو پکارا تو وہ بغیر کسی لالچ و مدد کے اس کی اتباع کرنے لگے، اور میں تمہیں پکار رہا ہوں ...... تمہی تو ہو مسلمانوں میں جو بچ گئے ہو ...... میں تمہیں مدد کے لئے پکار رہا ہوں اور عطا کے وعدہ پر۔ تم مجھے چھوڑ کر جا رہے ہو، میرے

بارے میں اختلاف کر رہے ہو؟

میری مرضی کا کوئی حکم بھی تم تک نہیں پہنچا جس پر تم راضی ہو گئے ہو، کوئی ناراضگی ایسی نہیں جس پر تم سب جمع نہ ہو گئے ہو، میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب چیز جو میں چاہتا ہوں کہ مجھے ملے، وہ موت ہے، میں نے تمہیں کتاب پڑھ کر سنائی، میں نے تم پر حاجیوں کا راستہ کھولا، میں جانتا ہوں کہ کیا چیز تمہیں ناپسند ہے، میں نے تمہیں اجازت دی اس چیز کی جس پر تم فخر کرتے ہو، کاش اندھا دیکھ سکتا یا سویا ہوا بیدار ہو جاتا۔'' (۱)

ایک دفعہ ان سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

تباہی ہے تمہارے لئے! میں تمہاری سرزنش کرتے کرتے اکتا چکا ہوں، کیا آخرت کی زندگی کے بدلے میں دنیاوی زندگی پر خوش ہو، عزت کے بدلے میں ذلت پر خوش ہو؟ جب میں تمہارے دشمنوں کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے بلاتا ہوں تو تمہاری آنکھیں پھر جاتی ہیں، گویا تمہاری جان نکل رہی ہے یا نشہ کی وجہ سے ایک بے خودی کا سا عالم ہے، میرے ساتھی تمہیں جوش دلاتے رہے تم اندھے بنے بیٹھے رہے، گویا تمہارے دل دیوانے ہو چکے ہیں، تم عقل کھو چکے ہو، تم میرے پاس کبھی نہیں آؤ گے، تم سنجیدہ نہیں ہو، عزت والی جماعتیں کبھی محتاج ہو کر تمہارے پاس نہیں آئیں گی، تم ان اونٹوں کی طرح ہو جن کا چرانے والا گم ہو گیا ہو، جب بھی انھیں ایک طرف سے جمع کیا جائے دوسری طرف منتشر ہو جائیں گے، برا ہوا۔ خدا کی قسم! تم نے جنگ کی آگ بھڑکا دی۔

تمہارے ساتھ جنگ کی جاتی ہے اور تم جنگ نہیں کرتے، تمہارے اطراف کم کر دیئے گئے اور تمہیں کوئی غصہ نہ آیا۔ وہ تم سے بے خبر نہیں اور تم غفلت کی نیند سو رہے ہو۔

بخدا اے چھوڑ جانے والو، وہ غالب رہے، خدا کی قسم میں تمہارے بارے میں گمان کرتا ہوں کہ اگر جنگ بھڑک اٹھے، موت کا بازار گرم ہو جائے، تو تم علی بن ابی طالب سے یوں الگ ہو جاؤ جیسے سر (تن سے) الگ ہو جاتا ہے۔'' (۲)

---

(۱) ''نہج البلاغۃ'' ص ۲۵۸، ۲۵۹ (۲) ''نہج البلاغۃ'' ص ۷۸

ایک دفعہ آپؓ نے لوگوں کے سامنے ان کی بزدلی وغداری اور فتنہ وفساد کا ذکر کرتے ہوئے کہا: ''میں تمہارے ساتھ کتنی نرمی کروں، جس طرح کہ کسی پھٹے پرانے کپڑے سے نرمی کے ساتھ پیش آیا جاتا ہے تاکہ وہ مزید نہ پھٹ جائے، ایسا کپڑا کہ جب اسے ایک طرف سے سیا جائے تو دوسری طرف سے پھٹ جاتا ہے، جب بھی اہل شام کے لشکروں میں سے کسی لشکر نے تم پر حملہ کیا تو تم میں سے ہر آدمی نے اپنے گھر کا دروازہ بند کرلیا، یوں اپنے گھروں میں گھس گئے جیسے گوہ اپنے بل میں گھس جاتی ہے، جیسے بجّو اپنے بھٹ میں گھس جاتا ہے، بخدا کسی کی تم مدد کروگے؟ جس نے تم پر تیر چلایا گویا اس نے بغیر دھاروالا تیر چلایا۔''

تم...... خدا کی قسم...... تم اجتماعات میں بہت زیادہ ہو، جھنڈوں تلے بہت کم ہو، میں جانتا ہوں کس چیز سے تمہاری اصلاح ہوگی، تمہارا ٹیڑھا پن دُور ہوگا؟ لیکن میں تمہاری اصلاح کے لئے اپنے آپ کو خراب نہیں کرسکتا، خدا تمہارے رخسارے خراب اور تمہارے بڑوں کو تباہ کرے! تم جس طرح باطل کو پہچانتے ہو، حق کو نہیں پہچانتے، جس طرح حق کی تردید کرتے ہو باطل کی تردید نہیں کرتے۔''(۱)

ایک دفعہ آپؓ نے کہا: ''تم نے دیکھا کہ خدا کے عہد و پیمان توڑ دیئے گئے اور تمہیں غصہ نہ آیا، تم نے اپنے بڑوں کے کئے عہدوں کو توڑ دیا، خدا کے معاملات تمہاری طرف ہی لوٹائے جائیں گے، تم ہی سے سرزد ہوتے ہیں اور تمہاری ہی طرف لوٹائے جائیں گے، تم نے اپنے مقام کو تاریک کردیا، تم نے اپنی سختیاں ان پر ڈال دیں، خدائی امور ان کے ہاتھوں میں دے دیئے، وہ شبہات پر عمل پیرا ہیں۔ شہوت رانیاں کرتے ہیں، خدا کی قسم، اگر وہ تمہیں ہر ایک ستارے کے نیچے بھی چھوڑ جائیں تو خدا اس دن تم سب کو شر کے لئے جمع کردے گا۔''

اور کہتے ہیں: ''گویا میں تمہیں گوہ کی طرح پھنکارتے دیکھ رہا ہوں، نہ حق پر عمل کرتے ہو نہ ظلم و زیادتی کو روکتے ہو، راستے کھلے چھوڑ دیئے گئے ہیں، کمزور کے لئے نجات اور مقابلہ کرنے والے کے لئے ہلاکت ہے۔''(۲)

---

(۱) ''نہج البلاغۃ'' ص ۹۸، ۹۹

(۲) ایضاً ص ۱۰۸!!

ان سے مایوس ہو کر ان پر افسوس کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''اگر تم سیدھے راستے پر چلو تو میں تمہاری رہنمائی کروں، کجروی کرو تو تمہیں سیدھا کردوں، اگر انکار کرو تو تمہاری اصلاح کروں، جو بہت پختہ ہوتی۔ لیکن کس کی اصلاح کروں؟ کس کی طرف جاؤں؟

میں چاہتا ہوں کہ تم سے ہی تمہارا علاج کروں، جیسے کوئی کانٹے کو کانٹے سے نکالے، یہ جانتے ہوئے کہ:

کہاں ہیں وہ لوگ جنھیں اسلام کی طرف بلایا گیا تو انھوں نے اسلام قبول کیا، قرآن پڑھا تو اس کے مطابق فیصلے کئے، جہاد پر برانگیختہ کیا گیا تو شوق سے جہاد کے لئے بڑھے، دشمن کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے صف بہ صف زمین کے کناروں کو جالیا، اپنی تلواریں میانوں سے نکال لیں؟ کچھ ہلاک ہوگئے، کچھ بچ گئے، نہ زندہ بچ جانے والوں کی خوشخبریاں دیا کرتے تھے نہ مرنے والوں کی تعزیت کیا کرتے تھے، روتے روتے ان کی آنکھیں سوکھ گئیں، روزوں کی کثرت سے پیٹ اندر کو دھنس گئے، دعاؤں کی کثرت سے ہونٹ خشک ہوگئے، راتیں جاگ جاگ کر رنگ زرد ہوگئے، ان کے چہروں پر خدا سے ڈرنے والوں کا سا نور تھا۔

وہ چلے جانے والے میرے بھائی تھے، اگر ہم ان کے مشتاق ہوں تو وہ ہمارا حق ہے، ان کے فراق میں ہم اپنے ہاتھ چباڈالیں تو یہ ہمارا حق ہے۔''(۱)

آخر میں جو کچھ ان کے دل میں تھا اسے زبان پر لاتے ہوئے اور انھیں بددعاء دیتے ہوئے کہتے ہیں:

''کوفہ ہی تھا جو سب سے بڑا اور سب سے دور تھا، سوائے تیرے کوئی نہیں تھا جس میں آندھیاں چلا کرتی تھیں، خدا تجھے برباد کرے!...... یا اللہ میں ان سے اکتا گیا ہوں، وہ مجھ سے اکتا گئے ہیں، میں ان سے تنگ ہو چکا ہوں، یا اللہ مجھے اس کے بدلہ میں بہتر آدمی عطا فرما اور انھیں میرے بدلہ میں برا قائد عطا فرما! یا اللہ ان کے دلوں کو اس طرح بہادے، جس

---

(۱) ''نہج البلاغۃ'' ص ۱۰۸،۱۱

طرح پانی میں نمک بہہ جاتا ہے۔(۱)

پچھلے صفحات میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ حسنؓ نے کہا تھا:

خدا کی قسم میں معاویہ کو اپنے لئے ان لوگوں سے بہتر سمجھتا ہوں جو اپنے آپ کو میرا گروہ کہتے ہیں۔ ان لوگوں نے مجھے قتل کر دینا چاہا، میرا مال چھین لیا۔

آپؓ نے یہ بھی کہا تھا:

''میں کوفہ اور ان کی آزمائش کو جانتا ہوں، ان میں جو فاسد ہے وہ میرے لئے درست نہیں ہو سکتا، اس میں وفا ہے نہ قول وعمل کی ذمہ داری! وہ اختلاف کرنے والے ہیں، ہم سے کہتے ہیں کہ ان کے دل ہمارے ساتھ ہیں اور پھر انھوں نے ہم ہی پر تلواریں سونت رکھی ہیں۔'' (۲)

حسین بن علیؓ نے کربلا میں کھڑے ہو کر کہا تھا:

''اے شیث بن ربعی! اے حجار بن ابجر! اے قیس بن اشعث، اے یزید بن حارث! (یہ سب آپ کے گروہ کے لوگ ہیں) کیا تم نے مجھے لکھا نہیں تھا کہ پھل پک چکے ہیں، باغات سرسبز ہو چکے ہیں، آپ اپنے تیار شدہ لشکر کی طرف تشریف لے آئیے۔'' (۳)

حر بن یزید تمیمی نے آپ کی طرف سے کربلا میں، آپ کی شہادت کے دن، آپؓ کے سامنے کھڑے ہو کر کہا تھا:

''اے کوفہ والو! تمھیں تمہاری ماں گم پائے، تم نے اس نیک آدمی کو بلایا کہ وہ تمہارے پاس آئے تو تم اس کی اطاعت کرو، تم نے سوچا کہ تم اس کے دشمن سے لڑائی کرو گے، مگر وہ جب تمہارے پاس آیا تو تم اس کے دشمن ہو گئے تا کہ اسے قتل کر ڈالو، اس کو روک لیا، اسے بند کر لیا، ہر طرف سے گھیر لیا، خدا کی وسیع وعریض زمین اس پر تنگ کر دی، وہ تمہارے ہاتھوں میں ایک ایسا قیدی بن گیا جو نہ خود کو کوئی نفع پہنچا سکتا ہے نہ کسی نقصان سے بچا سکتا ہے، تم نے اس پر، اس کی عورتوں پر، اس کے بچوں پر فرات کا بہتا پانی بند کر دیا، وہ پانی جسے یہودی، نصرانی اور مجوسی پی سکتے ہیں، جس سے اردگرد کے خنزیر اور کتے سیراب ہوئے لیکن حسینؓ نے

---

(۱) نہج البلاغۃ'' ص ۶۶، ۶۷ (۲) ''الاحتجاج'' للطبرسی ص ۱۴۹

(۳) ''الارشاد'' للمفید ص ۲۳۴، / ''اعلام الوریٰ باعلام الہدیٰ'' للطبرسی ص ۲۴۲

پیاس کی شدّت سے پچھاڑیں کھائیں، تم نے محمد ﷺ کی اولاد سے بہت برا سلوک کیا، خدا تمھیں پیاس والے دن پانی نہ پلائے۔"(۱)

اور یہی ہیں جن کے بارے میں فرزوق شاعر نے کہا تھا:

"اے رسول اللہ ﷺ کی اولاد! آپ کوفہ والوں کی طرف کیسے جا سکتے ہیں؟ یہ وہی ہیں، جنھوں نے آپ کے چچازاد مسلم بن عقیل کو قتل کر ڈالا ہے۔"(۲)

مفید نے اپنی ماں کے ساتھ ۶۰ ھ میں حج کیا، میں اپنی والدہ کی اونٹنی کو لئے جا رہا تھا۔ جب حرم میں داخل ہوا تو اچانک حسین بن علی علیہما السلام سے ملاقات ہوگئی، آپ مکہ سے باہر تلواروں اور ڈھالوں کے ساتھ موجود تھے، میں نے پوچھا، یہ قطار کس کی ہے؟

بتایا گیا کہ: حسین بن علی علیہما السلام کی، میں آپ کے پاس آیا، سلام کیا اور ان سے کہا: خدا آپ کی مانگی چیز آپ کو دے، جو آپ چاہتے ہیں وہ آپ کو ملے، میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ نے حج سے اتنی جلدی کیوں کی؟ آپ نے کہا: اگر میں جلدی نہ کرتا تو پکڑ لیا جاتا، پھر مجھ سے پوچھا: تو کون ہے؟ میں نے کہا: عرب کا ایک آدمی ہوں، بخدا اس سے زیادہ انھوں نے میری تفتیش نہیں کی، پھر مجھ سے کہنے لگے: مجھے ان لوگوں کے بارے میں بتاؤ جنھیں اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو، میں نے کہا: آپ نے باخبر آدمی سے پوچھا، لوگوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں لیکن ان کی تلواریں آپ ہی پر پڑیں گی، تقدیر آسمانوں سے اترتی ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔"(۳)

جہاں تک حسین کا تعلق ہے،

تو آپؓ نے جب دیکھا کہ آپ کو اکیلا چھوڑ دیا گیا ہے، آپ کے خاندان کو مصیبت میں مبتلا کر دیا گیا، آپ کی مدد نہیں کی جا رہی، تو آپؓ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان لوگوں کے پاس گئے اور ان سے کہنے لگے:

---

(۱) "الارشاد" للمفید ص ۲۳۴، ۲۳۵، / "اعلام الوریٰ" طبرسی ص ۲۴۳

(۲) "کشف الغمۃ" ج ۲ ص ۳۸

(۳) "الارشاد" ص ۲۱۸

''اے کوفہ والو! تمہارا برا ہو، تم برباد ہو جاؤ، جب تم نے ہمیں کمزوری کے عالم میں مدد کے لئے پکارا تو ہم دوڑتے ہوئے تمہارے پاس آئے، پھر تم نے ہم پر تلواریں اٹھائیں، تم نے ہمیں اس آگ میں جھونک دیا جو ہم نے اپنے اور تمہارے دشمنوں کے لئے بھڑکائی تھی، تم اپنے ہی دوستوں کے خلاف اپنے دشمنوں کے دست و بازو بن گئے، انھوں نے ناانصافی تمہارے اندر پھونک دی، ہم نے تمہارا کوئی گناہ نہیں کیا تھا، تم ہلاک وتباہ ہو جاؤ اگر تم ہمیں ناپسند کرتے ہو، تلوار نہ اٹھتی، غصے کے مارے عقل نہ کھو جاتی، ارادہ غضبناک نہ ہوتا، مگر تم نے ہماری بیعت کرنے میں جلدی کی، تم یوں اس پر گرے جیسے بستر پر گرا جاتا ہے، تم نے گمراہی اور بیوقوفی کی وجہ سے (عہد) کو توڑ دیا، امت کے باغیوں، سرکشوں، دوسرے گروہوں اور کتاب اللہ کو چھوڑنے والوں کی اطاعت کرلی، تم وہی ہو جو ہم کو چھوڑ گئے ہو، وہی ہو جنھوں نے ہمیں قتل کیا ہے، اَلاَ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ.''

''پھر اپنے گھوڑے کو ان کی طرف بڑھایا، آپؓ کی تلوار آپ کے ہاتھ میں تھی اور آپ اپنی جان سے مایوس ہو چکے تھے۔''(۱)

آخر میں آپ ان لوگوں کے لئے جنھوں نے آپ کو کربلا بلایا، اسی طرح بددعاء کرتے ہیں جس طرح آپ کے والد نے اپنے شیعہ کے لئے بیان کی تھی، مفید بیان کرتا ہے:

''اس کے بعد حسینؓ نے ہاتھ اٹھا کر کہنا شروع کیا، یا اللہ اگر تو انھیں کچھ عرصہ تک باقی رکھے تو ان میں تفریق ڈال دے، انھیں پارہ پارہ کردے، ان کے والیوں سے کبھی خوش نہ ہو، ان لوگوں نے ہمیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا، پھر ہم سے دشمنی کرتے ہوئے ہمیں قتل کر ڈالا۔''(۲)

علی بن حسینؓ بھی، جن کا لقب زین العابدینؒ ہے، ان کی حقیقت بیان کرتے ہوئے ان کے چہرے سے نقاب اٹھاتے ہیں، آپ کہتے ہیں:

''یہود نے عزیرؑ سے محبت کی، ان کے بارے میں جو کچھ کیا سو کیا، نہ عزیرؑ کا ان سے کوئی تعلق نہ، ان کا عزیرؑ سے کوئی تعلق۔ نصاریٰ نے عیسیٰؑ سے محبت کی، نہ عیسیٰؑ کا نصاریٰ سے کوئی

(۱) ''کشف الغمۃ'' ج ۲ ص ۱۸، ۱۹

(۲) ''الارشاد'' ص ۲۴۱،/ ''اعلام الوریٰ'' للطبرسی ص ۳۴۹

تعلق، نہ ان کا عیسیٰ سے کوئی تعلق۔ میں بھی انہی جیسا ہوں، ہماری قوم شیعہ بھی ہم سے محبت کرے گی۔ اور ہمارے بارے میں وہی کچھ کہے گی، جو یہود نے عزیرؑ، اور نصاریٰ نے عیسیٰ کے بارے میں کہا تھا۔ نہ ان لوگوں کا ہم سے کوئی تعلق، نہ ہمارا ان سے کوئی تعلق۔'' (۱)

یہ ہے آپ کا گروہ، جس نے آپ کو چھوڑ دیا، آپ سے الگ ہوگیا۔ سوائے پانچ آدمیوں کے کوئی بھی آپ کے ساتھ نہیں رہا۔

جعفر بن باقرؒ کی روایت کے مطابق پانچ بھی نہیں، صرف تین آدمی تھے۔ کہتے ہیں:

''حسینؓ کی شہادت کے بعد سوائے تین آدمیوں کے تمام لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ وہ تین آدمی، ابوخالد کابلی، یحییٰ بن ام الطویل، جبیر بن مطعم ہیں۔''

جہاں تک محمد باقرؒ کا تعلق ہے، وہ شیعہ سے اس حد تک مایوس تھے کہ کہنے لگے:

''اگر سب کے سب لوگ بھی ہمارے گروہ میں آجاتے، تو ان میں سے تین چوتھائی شک کرنے والے، اور ایک چوتھائی احمق ہوتے۔'' (۲)

جعفرؒ نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے کہ آپ کے والد باقرؒ کے ساتھ شیعہ میں صرف چار یا پانچ آدمی مخلص تھے، کہتے ہیں:

''جب خدا لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچانا چاہتا تھا تو ان کی وجہ سے دوسرے لوگوں سے بھی اس تکلیف کو دور کردیا جاتا تھا۔ وہ زندہ ہوں یا مردہ میرے گروہ کے ستارے ہیں، انھوں نے میرے والد کی یاد کو زندہ رکھا، انہی کی وجہ سے خدا نے ہر بدعت دور کردی، انھوں نے اس دین کو باطل پرستوں کی ہر نئی چیز اور انتہا پسندوں کی تاویل سے پاک کردیا۔ اس کے بعد آپ رونے لگے میں نے پوچھا: وہ کون تھے؟ آپ نے کہا: زندہ ہوں یا مردہ، ان پر خدا کی رحمتیں نازل ہوں، وہ برید عجلی، زرارہ، ابوبصیر اور محمد بن مسلم تھے۔'' (۳)

جہاں تک باقرؒ کا تعلق ہے، وہ ان چاروں پر بھی بھروسہ نہیں کرتے تھے، جیسا کہ ہشام

(۱) ''رجال الکشی'' ص ۱۱۱
(۲) ایضاً ص ۷۹
(۳) ایضاً ص ۱۲۴

بن سالم نے زرارہ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے کہا ہے: ''میں نے ابوجعفر سے حکام کے عطیوں کے بارے میں پوچھا، آپ نے کہا:

اس میں کوئی حرج نہیں، اس کے بعد کہا: اصل میں مجھے خطرہ تھا کہ ہشام میری شکایت نہ کردے۔ میرے نزدیک حکام کے عطیے حرام ہیں۔''(۱)

وہ کیسے لوگ تھے؟ یہ بھی ہمیں جعفر بتاتے ہیں، مسمع نے روایت بیان کی ہے کہ اس نے ابوعبداللہ کو کہتے سنا ہے:

''خدا برید پر لعنت کرے، خدا زرارہ پر لعنت کرے۔''(۲)

ابوبصیر کے بارے میں کہتے ہیں کہ: ''کتے ٹانگیں اٹھا کر ابوبصیر کے منہ میں پیشاب کیا کرتے تھے۔''(۳)

جعفر بن باقر اپنے گروہ کی شکایت یہ کہہ کر کیا کرتے تھے کہ:

''خدا کی قسم! اگر تم میں سے تین مومن آدمی بھی مجھے مل جاتے جو میری بات کو چھپاتے، تو میں ان سے کوئی بات بھی چھپانا جائز نہ سمجھتا۔''(۴)

اسی لئے آپ کے ایک مرید عبداللہ بن یعفور نے آپ سے کہا، جیسا کہ وہ خود بیان کر رہا ہے کہ:

''میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا: میں لوگوں سے ملتا رہتا ہوں، میری حیرت بڑھ جاتی ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ وہ لوگ جو آپ سے دوستی نہیں رکھتے ہیں، وہ امانتدار سچے اور وفادار ہیں۔ اور وہ لوگ جو آپ سے دوستی رکھتے ہیں، وہ نہ امانتدار ہیں، نہ وفادار اور نہ سچے۔''(۵)

اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ آپ کے نزدیک پوری قوم شیعہ مشکوک تھی، اسی لئے آپ ہر

---

(۱) ''رجال الکشی'' ص ۱۴۰

(۲) ایضاً ص ۱۳۶ (۳) ایضاً ۱۵۵

(۴) ''الاصول من الکافی'' ج ۱ ص ۴۹۶ مطبوعہ ہند

(۵) ''الاصول من الکافی'' ج ۱ ص ۳۷۵ مطبوعہ طہران

ایک کو مختلف فتوے دیا کرتے تھے تاکہ وہ مخالفین اور دشمنوں تک نہ پہنچا دیں۔

ایک دفعہ آپ نے شیعہ کو خطاب کرتے ہوئے کہا:

''تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم لوگوں کو میرے خلاف اکساتے ہو؟ خدا کی قسم! مجھے ایک آدمی بھی ایسا نہیں ملا جو میری اطاعت کرتا اور میری بات قبول کرتا سوائے ایک آدمی کے، وہ ہے عبداللہ بن یعفور، میں نے اسے حکم دیا، وصیت کی، اس نے میرے حکم کی اتباع کی، میری بات پر عمل کیا۔''(۱)

آپ کے بیٹے موسیٰ نے ان لوگوں کی جو تعریف بیان کی ہے، ان کی حقیقت جاننے کے لئے اس سے زیادہ جامع مانع تعریف نہیں کی جاسکتی، اس لئے ہم اسی پر اپنی بات ختم کرتے ہیں، آپ نے کہا:

''اگر میرے شیعہ میں مجھے کوئی ممتاز وصف ملا ہے، تو یہ کہ: اگر میں نے ان کا امتحان لیا تو انھیں مرتد پایا، انھیں آزمایا تو ہزار میں سے ایک بھی مخلص نہیں تھا، اگر انھیں چھلنی میں چھانا تو میرے پاس جو تھا اس کے سوا ایک بھی نہیں بچا، عرصہ گزر گیا ہے کہ وہ لوگ تلیوں پر ٹیک لگائے بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم شیعۂ علی ہیں۔''(۲)

یہ ہیں علی رضی اللہ عنہ کے اہل بیت اور یہ ان کے خیالات و اقوال ہیں ان لوگوں کے بارے میں، جن کا دعویٰ ہے کہ ہم شیعۂ اہل بیت ہیں، اہل بیت کے پیرو اور ان سے محبت کرنے والے ہیں۔ اہل بیت ان لوگوں کے لئے تباہی و بربادی کی دعاء کررہے ہیں، ان پر لعنت و پھٹکار بھیج رہے ہیں، اہلبیت نے ان لوگوں کی حقیقت، اور جو کچھ ان کے بارے میں ان کے سینوں میں چھپا ہے۔ سب کھول کھول کر بتا دیا ہے۔ اس سے بھی زیادہ اہل بیت نے ان پر لعنتیں بھیجیں اور ان سے اپنی براءت کا اظہار کیا ہے، لیکن ہم اسی پر بس کررہے ہیں۔ جو آدمی صحیح بات اور ہدایت کا راستہ معلوم کرنا چاہے، اس کے لئے اس قدر کافی ہے۔

---

(۱) ''رجال الکشی'' ص ۲۱۵

(۲) ''الروضۃ من الکافی'' ج ۸ ص ۲۲۸

ہم نے شیعہ حضرات کی اپنی کتابوں سے یہ حقیقت بیان کردی ہے کہ یہ لوگ علی رضی اللہ عنہ کے اہل بیت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے متعلق اپنے سینوں میں کیا چھپائے بیٹھے ہیں؟ ہم نے مسئلہ واضح اور دوٹوک الفاظ میں بیان کردیا ہے، کوئی عقل والا ہے جو سمجھے؟ کوئی آنکھوں والا ہے جو دیکھے؟؟

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَهُوَ شَهِیْدٌ!''

''بے شک اس میں اہل دل کے لئے اور غور سے سننے والوں کے لئے نصیحت ہے۔''

میں اللہ سے دعاء مانگتا ہوں، ''اللّٰهُم ارنا الحقّ حقّا وّارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وّ ارزقنا اجتنابه،''

''اے اللہ ہمیں حق کو پہچاننے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما، اور باطل کو پہچاننے اور اس سے محفوظ رہنے کی توفیق عطا فرما:''

وہی ہے جو سیدھے راستے کی ہدایت دینے والا ہے۔

علیه توکلت و الیه انیب.